سے میدان میں بالے سے جلتے ہیں اور کم عمر ہوتے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنی ہمراہی فوج کی نسبت مخالفین کو کہا کرتے تھے کہ میرے ساتھ ایسے لوگ ہیں۔ یحبون الموت کما تحبون الحیاۃ۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے مرنے پر بنی مغیرہ کی عورتیں دردناک آواز سے رونے لگیں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (ما علیھن ان یبکین ابا سلیمان ما لم یکن نقع او لقلقۃ) ایسے عظیم الشان بہادر پر جس قدر رونے کم تھا اور جس قدر رنج کرتے بجا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کثیر الاولاد تھے۔ اُن کی اولاد میں سے چالیس مرد تو طاعون میں جو ۱۸ھ میں ملک شام میں پڑی تھی فوت ہوئے تھے۔ یہ وہی طاعون ہے کہ جس میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح معاذ بن جبل۔ یزید بن ابو سفیان وغیرہ پچیس ہزار مجاہد راہی ملک بقا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی نسل قطع ہوگئی تھی۔ آپ کا بڑا بیٹا سلیمان تھا جس کی وجہ سے خالد رضی اللہ عنہ کی کنیت ابا سلیمان ہے جو فلسطین یا مصر کی کسی لڑائی میں شہید ہوا تھا۔ آپ کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن ہے جو جنگ صفین میں شامل تھا اور جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں رومی ممالک میں نہایت بہادری سے لڑا تھا اور رومی سلطنت کو بزور شمشیر توڑ دیا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ کا منقطع نسل ہونا میرے نزدیک درست نہیں ہے۔ فتح کابل کے وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کوئی شخص ساتھ تھا جس نے افغانوں کے ساتھ رشتہ کرلیا اور اس سے آغا غنہ مسوری یا لجی پیدا ہوئے۔ علاوہ ازیں نواح حمص میں بھی ایک قبیلہ خالدی کہلاتا ہے۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ وسلم۔

تمام شد

بھی نہ دیکھتا تھا۔ پس قوم کی ترقی اخوت اور ہمدردی پر موقوف ہے جو بغیر پابندی شریعت ممکن نہیں ۔

وفات خالد رضی اللہ عنہ

حمص کی فتح ثانی ۱۷ھ یا ۱۹ھ میں ہوئی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ امداد کے لئے معہ مہاجر و انصار حمص کو جا رہے تھے کہ مقام جابیہ میں رومیوں کی شکست کی خبر پہنچی اور واپسی کے وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ مدینہ لے آئے تھے اور بقول بعض حضرت خالد رضی اللہ عنہ مدینہ ہی میں ۲۱ھ میں فوت ہوئے لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ میں خالد رضی اللہ عنہ جیسے قوم کے محبوب اور خادم کی قبر کا نشان نہیں پایا جاتا اور دوسری طرف شہر حمص میں اب تک ان کی قبر زیارتگاہ عام ہے جو حمص کے شمال جانب فصیل سے باہر واقع ہے۔ تو ان کی وفات مدینہ میں نہیں پائی جاتی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ بعد معزولی حضرت خالد کو اپنے ساتھ مدینہ لائے اور کچھ عرصہ بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی سکونت حمص واقعہ شام میں قرار دی ہو۔ بہرحال حمص میں فوت ہونا قرین قیاس ہے۔ مرنے سے پہلے اپنا گھوڑا اور جنگی ہتھیار بیت المال میں واسطے استعمال مجاہدین دیدیئے تھے۔ اس بہادر نے آخر وقت میں جو کلمات فرمائے ہیں وہ جنگی اشخاص کے لئے بہادری کا سبق ہیں۔ لقد شهدت مائة زحف او زهاءها وما في بدني موضع شبر الا وفيه ضربة بسيف او طعنة او رمية وها انا اموت على فراشي كما يموت العير فلا نامت اعين الجبناء وما من عمل عندي ارجى من لا اله الا الله وانا متترس بها - واقعی یہ قول درست ہے کہ جانباز بہادر جو موت سے نہیں ڈرتے [illegible] صحیح سلامت نکل آتے ہیں اور عمر دراز پاتے ہیں [illegible]

اسلامی جوش جو ترقی کا اصل راز ہے اور جس سے نپولین فرانسیسی فاتح جیسے کو بھی
بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہنا پڑا تھا۔ یوروپین لباس اتار کر مصری اسلامی پوشاک
پہن لی تھی اور جس جوش کے معدوم کرنے کے لئے یوروپ ہمہ تن مصروف ہے اور
بعض جگہ کامیاب بھی ہو چکا ہے۔ بالکل فنا ہو جائیگا۔ اور جب قومی جوش ہی نہ
رہا تو وہ قوم مردہ سے بدتر ہے۔

یوروپ جو آج ترقی کی معراج پر نظر آتا ہے۔ اسی قومی جوش کا نتیجہ ہے دیکھو
چند مبشران دین کے انتقام کے لئے یوروپ اور امریکہ نے وہ جرأت و حمایت
دکھلائی ہے کہ چین کی مغرور اور سب سے زیادہ آباد اور وسیع و قدیمی سلطنت کی جڑ
ہلا دی ہے۔ اور یہی غیرت و عصبیت کبھی مسلمانوں میں تھی۔ چنانچہ روایت ہے کہ خلیفہ
معتصم باللہ عباسی کے عہد میں ایک مسلمان عورت عیسائیوں کے ہاتھ قید ہو گئی۔
اور شہر عموریہ میں جس کو بروسا کہتے ہیں۔ لونڈی بنائی گئی۔ اور اس کا مالک اس
جرم میں کہ وہ اللہ و رسول اور اپنے پیارے دین سے انکار نہیں کرتی تھی ایک
شریر لنگڑے کے ہاتھ سے اس کو کوڑے پٹواتا۔ زد و کوب کراتا تھا۔ اور وہ بیچاری
چلا چلا کر استغاثہ کرتی تو وہ لنگڑا طنزاً کہتا تھا کہ دیکھو وہ معتصم اپنے ابلق
گھوڑے پر سوار تمہاری مدد کو آرہا ہے۔ ایک مسلمان سیاح یہ معاملہ دیکھ رہا تھا
اس نے معتصم باللہ کے پاس پہنچ کر یہ دردناک واقعہ بیان کیا۔ معتصم نے عموریہ کی
طرف منہ پھیر کر کہا کہ لبیک یا ایتھا الجاریہ لبیک ھذا المعتصم باللہ اجابک
اور فوراً لشکر کی تیاری کا حکم دیدیا۔ بارہ ہزار ابلق گھوڑوں کا دستہ تیار کیا گیا
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہان اسلام کا جاہ و جلال کہاں تک بڑھا ہوا تھا۔
معتصم یلغار کرتا ہوا عموریہ پہنچا اور طویل محاصرہ اور سخت جنگ کے بعد شہر فتح
کیا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی سیاح مذکور کو ساتھ لیکر سیدھا اس مکان کا رخ کیا کہ
جس میں وہ مظلوم مسلمان عورت تھی اس کو ظالموں کے پنجہ سے چھڑوایا۔ کہا یا جاریہ
ھل اجابک المعتصم۔ اس قومی جوش کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کی ایک ایک آنکھ اٹھا کر

یعنے اپنے مذہبی احکام میں ردّو بدل اور اپنے ذاتی رائے اور خود غرضی سے تغیّر و تبدل شرعی مسایل میں نہیں کریگی۔ تب تک یہ قوم ہمیشہ مظفر و منصور رہے گی
شہنشاہ ان کا لباس اور سواری کس قسم کی ہے۔
ایلچی۔ مسلمان سیدھا سادہ لباس پہنتے ہیں جو عموماً موٹے کپڑے یا پشمی قسم کا ہوتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا تکلف نہیں پایا جاتا۔ ریشمی و زرین لباس کو چھوتے نہیں۔ عربی گھوڑے اور اونٹ ان کی سواری ہیں۔
یہ تمام حالات سن کر شہنشاہ چین نے یزدجرد کو لکھا کہ میں اس قدر فوج تمہاری مدد پر روانہ کرسکتا ہوں کہ اس کا مقدمہ (اوّل حصہ) تو مرو میں اور اس کا پچھلا حصہ (ساقہ) چین میں ہو۔ لیکن بیفائدہ اور فضول نظر آتا ہے جس قوم کی تعریف تمہارے ایلچی نے میرے سامنے کی ہے۔ اگر پہاڑ سے بھی ٹکرائیں اور مقابلہ کریں تو اس کو بھی پاش پاش کردیں گے۔ اور جب تک ان میں یہ صفات۔ ایفائے عہد۔ غیر مذاہب سے اسلام خیر بہ لڑائی کے سوا اور کوئی خواہش نہ کرنا۔ اپنے امیر کی اطاعت۔ حلال حرام کا لحاظ۔ شریعت میں ردّو بدل نہ کرنا سادہ لباس پہننا۔ پائی جائے گی۔ کوئی قوم ان کا مقابلہ نہ کرسکے گی۔ پس بہتر ہے کہ تم اُن سے صلح کرلو۔ اور اطاعت اختیار کرو۔
آج کل کے مسلمانوں کو جو اسلام کی حمایت میں بڑی لمبی چوڑی باتیں بناتے ہیں اور اسلام کی ترقی و تنزّل کا مدار یوروپ کی تہذیب پر رکھتے ہیں کبھی پردہ کے برخلاف زبان درازیاں کرتے ہیں۔ کبھی بیاج کے جواز میں حیلہ ڈھونڈتے ہیں اور کبھی صوم و صلوٰۃ کی تخفیف کے لئے زندیقانہ تاویلیں کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ [illegible] شرعی کے جواز اور استعمال کے ساتھ اُمت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترقی چاہتا ہے
ایں خیال است و محال است و جنوں۔ کا معاملہ ہے اس سے یوروپ کی ترقی [illegible] نہیں ہوگی۔ البتہ شارع علیہ السلام کے ساتھ محبت کم ہو جائیگی۔ دین میں [illegible] و بدعت کا حوصلہ بڑھ جائیگا۔ اور یہ اعتقاد کہ عقاید اسلامی منزل من اللہ ہیں۔ کم ہوتا جائیگا۔ اور اسلام کا خوبصورت چہرہ مسخ ہو جائے گا۔ اور

میں ملا دیا ہے

شہنشاہ۔ مسلمان ایفائے وعدہ میں کیسے ہیں۔ کیا عہد و میثاق کی پابندی لازم جانتے ہیں۔ یا کہ وعدہ خلافی کرتے ہیں۔

ایلچی۔ حضور جب ایک مسلمان کسی بات کا وعدہ کر لیتا ہے۔ یا کسی کو امان دیتا ہے تو تمام مسلمان اُس کے پابند ہو جاتے ہیں مضمون عہدنامہ کی حرفاً حرفاً تعمیل ہوتی ہے۔ جو کچھ صلحنامہ میں لکھا جاتا ہے اس کے سوا رعیت کی کسی چیز سے مسلمان فاتح تعلق نہیں رکھتے۔ اہل اسلام اپنی بات کے پکے۔ معاملات کے سچے ہیں

شہنشاہ۔ مسلمان قبل از جنگ تم کو کیا کہتے ہیں۔

ایلچی۔ اوّل اسلام پیش کرتے ہیں۔ کہ ہمارا دین اختیار کرو۔ ہم تم برابر ہو جائینگے۔ ورنہ جزیہ مانگتے ہیں اور لڑائی وغیرہ سے ہٹنے کے لئے کہتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بات قبول نہ کی جائے تو تلوار اٹھاتے ہیں۔

شہنشاہ۔ اپنے اُمرا کی اطاعت کیسی کرتے ہیں۔

ایلچی۔ اس قدر تابعدار اور فرمانبردار ہیں کہ اور کوئی قوم نہیں۔ اللہ اور اپنے رسُول کی اطاعت کے بعد اپنے امیر کی تابعداری فرض جانتے ہیں۔

شہنشاہ۔ اُن کے ہاں کونسی چیز حلال اور کون سی حرام ہے۔

ایلچی۔ شراب۔ زنا۔ غیبت وغیرہ حرام ہیں کہ جن سے جسمانی اور رُوحانی عوارض پیدا ہوتے ہیں۔

شہنشاہ۔ کیا جو چیزیں ان کے مذہب میں حرام ہیں اُن کو حلال اور جو حلال ہیں ان کو حرام کرتے ہیں۔

ایلچی۔ نہیں حضور کوئی مسلمان حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں جانتا اور نہ اب کسی کو اختیار ہے۔ مسلمان اپنے پیغمبر کے ارشاد کے موافق حلت و حرمت کے سخت پابند ہیں

شہنشاہ۔ بلاشک یہ قوم جب تک حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں بنائیگی

حق میں فرماتا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین[1] ان کی ملت ہی او معرفت حقوق العباد کا یہ عالم تھا کہ جب امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر کو اپنے عہد میں قاضی مقرر کیا تو کبھی کوئی دو شخص مدعی اور مدعا علیہ کی صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی ایک بات پر استحقاق ثابت کرنے کے لئے حاضر نہیں ہوئے یعنی جس کا دراصل حق ہوتا تھا اسکو خود ہی دیدیتے اور مقدمہ نہ چلاتے۔ قوم کے محتاج اور فقراء کی مدد کرتے اور لوگوں کی ہمدردی کو اپنا فرض جانتے اور اللہ تعالیٰ کے پاک کلام (ویوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ)[2] کے مصداق تھے۔ یہی عادات حسنہ تھے کہ مسلمان ممتاز تھے اور دنیا کی تمام قومیں ان کے سامنے گردنیں جھکاتی تھیں۔ اور مقابلہ سے دل چراتی تھیں۔ چنانچہ جب یزدجرد فارس امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں شکست پاکر مرو واقعہ ترکستان کو بھاگ گیا۔ تو اسنے شہنشاہ چین کے پاس امداد کے لئے ایلچی روانہ کیا۔ شہنشاہ مذکور اور ایرانی ایلچی میں جو سوال و جواب مسلمانوں کی نسبت ہوئے ہیں۔ ان سے بخوبی ثابت ہوسکتا ہے کہ کن وجوہات سے غیر اقوام مسلمانوں سے کانپتی تھیں چنانچہ

شہنشاہ چین - کیا یہ سچ ہے کہ مسلمان تعداد میں بہت کم ہیں اور انہوں نے تمہاری افواج کثیرہ کو ہرا دیا۔

ایلچی - ہاں حضور درست ہے اسلامی فوج تیس ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی۔ جس نے کہ ہماری لاکھوں کے دل بادل فوج کے دھوئیں اڑا دیئے ہیں اور ہمارے شہنشاہ کو موروثی ملک سے نکال دیا ہے۔ ایران کی صدیوں کی عظیم الشان سلطنت اور کیانی عظمت اور ساسانی عزت اور نوشیروانی سطوت کو مٹھی بھر جماعت نے خاک

---

[1] سورۂ آل عمران پ۴ تم مسلمان سب امتوں سے بہتر ہو کہ اچھے کام کو کہتے اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور وہ نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں

[2] سورۂ حشر پ۲۸ اور اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو محتاج مہاجرین بھائیوں کو اپنے پر مقدم رکھتے ہیں

زہد و قناعت جو شیوۂ صحابہ تھا۔ اس کو ترک کر دیا تھا تفوق اور تکاثر کی بیجا
خواہشوں نے اسلامی فضائل کو کھو دیا تھا۔ جب سلاطین اور اہل دربار کا یہ رنگ
ہو تو عوام کالانعام کی حالت بدلتے کیا دیر لگتی ہے۔ بقول اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ
ہاں بعد میں بھی جب کبھی کوئی سلطان وقت اسلام کو دل سے ماننے والا اور سچا
جوش رکھنے والا پابند شرع مسلمانوں کا والی اور سرپرست ہوا ہے تو عہد خیر القرون
کی طرح اسلامی جلال ظاہر ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ الپ ارسلان سلجوقی منصور اندلسی
یوسف بن تاشفین مغربی یعقوب بن یوسف بن عبد المومن۔ سلطان صلاح الدین
ایوبی محمود غزنوی۔ سلطان سلیمان عثمانی نے قوم میں تازہ روح پھونک کر صحابہ
رضی اللہ عنہم کی طرح فتوحات کا سماں باندھ دیا اور مخالفان اسلام کی صدیوں
کی چال بازیوں کو توڑ دیا۔ غرضیکہ اگر مسلمانوں کا امیر دیندار مقلد آثار صحابہ
ہو اور امت محمدی کے فوائد کو اپنے ذاتی اغراض پر ترجیح دے اور اس کے امراء
و وزراء پرہیزگار عقائد ہوں تو یہی مردہ قوم تازہ زندگی حاصل کر کے اپنی گذشتہ
عظمت کو پھر قائم کر سکتی ہے۔ قوم میں سب کچھ موجود ہے اور اس قسم کا زوال و
اختلال عموماً قوموں میں ہو جایا کرتا ہے۔ یورپ جو آج روئے زمین کا ٹھیکہ
دار ہے۔ اس کی حالت وسطی زمانہ میں آج کل کی اسلامی حالت سے بدرجہا بدتر
تھی۔ اگر ہم بھی اسلام کے عمدہ اصول کی پیروی کریں تو بڑھنا کچھ مشکل نہیں ہے
صحابہ رضی اللہ عنہم توحید باریتعالیٰ کے سوا مقاصد و مطالب الگ الگ نہ
رکھتے تھے سب کا مطلب ترقی اسلام تھا۔ نفسانی اغراض اور شیطانی خواہش
ان کے پاس تک نہ پھٹکتی تھی ان کا فکر و خیال ایک ہوتا تھا کبھی چھوٹی بات پر
جھگڑتے تھے۔ اور رنج بخشی نہ کرتے تھے ان میں متفرق فرقہ اور گروہ نہ تھے۔ وہ
نیک کام کیلئے لوگوں کو ہدایت اور رہنمائی کرتے تھے اور برے کام سے روکتے تھے
اور یہ کام نہایت آزادی اور دلیری سے کرتے اور اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے
بڑھ چڑھ کر مسابقت کرتے تھے چنانچہ خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک میں اپنے لوگوں سے

زبیر۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب کبار ساتھ تھے ۔ اور قسطنطنیہ کے
خونخوار جنگ میں ابوایوب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور وہیں دفن کیے گئے تھے۔
اور خوف کفار سے ان کی قبر زمین کے برابر کی گئی اور ۹۰۰ سال بعد سلطان محمدؒ
ثانی غازی ترک فاتح قسطنطنیہ کے عہد میں ولی اللہ عارف باللہ آقا شمس الدین
رحمۃ اللہ علیہ نے بالتماس سلطان محمدؒ ثانی انار اللہ برہانہ بنور العرفان ابوایوب رضی اللہ
عنہ کی قبر کا نشان دیا تھا۔ اور صحیح کتبہ نکلا تھا۔ جہاں بحکم سلطان محمد مرحوم
جامع مسجد تعمیر کی گئی۔ جس جگہ اب جدید سلاطین آل عثمان کو شیخ الاسلام شمشیر
بند ہوتے ہیں جو شاہان یوروپ کی تاج پوشی کی رسم کے برابر ہے عبد الملک اور
اس کے بیٹوں اور بھتیجے عمر بن عبد العزیز کے عہد میں بھی عقبہ بن نافع فہری۔ قتیبہ
بن مسلم۔ مہلب ابن ابی صفرہ۔ محمدؒ بن قاسم۔ موسیٰ بن نصیر۔ طارق بن زیاد۔
جیسے مقلدین صحابہ مجاہد نکلتے رہے جن میں خالص عربی عادات کا بہت کچھ حصہ تھا
سلاطین اموی بیٹے اور بھائی خود فوجی خدمات کرتے تھے اور آرام اور تعیش سے پہلو
بچاتے تھے۔ اس کے بعد عہد عباسیہ میں نہ وہ اسلامی جوش رہا اور نہ عرب کے
سادہ اطوار کا نشان رہا۔ بلکہ عجمی تکلفات اور عیش پسندی اور خوشامد گوئی بے اصل
خطابات جن سے اسلام کو نفرت تھی۔ دربار شاہی میں داخل ہو گئے نتیجہ یہ نکلا۔
کہ بنی امیہ کے ممالک مفتوحہ کو ہی قابو میں رکھ سکے اور کوئی عظیم الشان جدید فتح
نہ پا سکے۔ اگرچہ ہارون رشید۔ مامون رشید معتصم باللہ عباسی کا زمانہ کمال
اقبال کا زمانہ تصور ہوتا ہے اور زمانہ سابق کی طرح اس وقت بھی گرمی کے موسم میں
عیسائی ممالک پر فوجیں بھیجی جاتی تھیں۔ مگر سوا تاخت و تاراج کے کوئی معتدبہ
فائدہ نہ نکلتا تھا پس یہ کہنا بیجا نہیں ہوگا۔ کہ عربوں کے جنگی جوش اور فتوحات
کا طوفان جس کو کوئی پسپا کرنے والی نہ تھی اموی عہد کے ساتھ ہی تھم گیا۔
وجہ یہی ہے کہ بادشاہ اور اس کے درباری جہاد فی سبیل اللہ کا شوق کم نہ
رکھتے تھے ذاتی فوائد پر قومی مصالح کو قربان کر دیتے تھے۔ آسائش پر مرتے تھے۔

مستثنٰی نہیں کرتی۔ پھر یہ کس طرح ہوسکتا تھا۔ کہ امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ جیسا حامی شریعت جنہوں نے اہل ردہ (عرب) سے محض اس وجہ سے
بخلاف رائے مہاجرین و انصار خونخوار لڑائیاں کی تھیں کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے
تھے ایسے مستقل بحکم قرآن و سنت کے پابند خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
یہ خیال کہ قتل کے مقدمہ میں خالد کی شجاعت و تجربہ کا لحاظ کیا گیا اور صرف سرزنش
کافی سمجھی گئی اور کہا گیا کہ پھر ایسا نہ کرنا صداقت سے کوسوں دور ہے۔ بلکہ اللہ اور
رسول کے سچے خادم خلیفہ اول کی ذات بابرکات پر ایک بزدلانہ حملہ ہے۔ مالک
بن نویرہ کا قتل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بحالت ارتداد ثابت
ہوا۔ اس لئے خالد رضی اللہ عنہ کو قتل مذکور کے جرم سے بری کیا گیا۔ غرض
کسی قسم کی رعایت نہیں کی گئی۔ واقعات مقدسہ سے مالک کا مسلمان ہونا ثابت
نہیں ہوا۔ جیسے کہ پہلے مالک بن نویرہ کے قتل کے بیان میں لکھا گیا ہے۔ پس کسی
طرح ثابت نہیں ہوسکتا کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے کسی سابقہ رنجش کے سبب سے
خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کیا۔ یہ معزولی جیسے کہ اوپر بیان کی گئی مسلمانوں کے
عقائد کے تحفظ کے لئے بتعمیل وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا کے
تھی گو عام نگاہوں میں یہ بات بہت ہی خفیف دکھائی دیتی ہو۔ لیکن رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ برحق اگر ایسے امر کی طرف فروگذاشت کرتا تو خلافت
اور سلطنت میں کچھ فرق نہ رہتا۔ اور فاروقی اور سکندری ترددات میں کوئی تمیز
نہ ہوسکتی۔ مخالفین اسلام کو سوچنا چاہیئے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی لڑائیاں
اگر دیگر سلاطین کی طرح سلطنت پھیلانے اور روپیہ کمانے کے لئے ہوتیں تو خالد
رضی اللہ عنہ کو اور نہیں تو یہ حکم دیا جاتا کہ بتکمیل رومیوں کو کم سے کم ایشیا سے مار

فتوحات اسلامیہ مؤلفہ سید احمد مکی شافعی صفحہ ۳۷ جزو اول خلاصہ مطلب۔ جملہ ممالک میں
لکھ کر بھیج دیا کہ میں نے خالد کو کسی خیانت یا جرم میں معزول نہیں کیا لیکن لوگ فتوحات کا باعث اسکو جاننے لگے تھے اور
فاعل حقیقی اللہ کو بھولنے کا مجھ کو ڈر ہوا تھا جس سے اسلام میں خلل آنے کا اندیشہ تھا ورنہ خالد معزز اور عہدہ کا سزاوار

ہمیشہ کے لئے معزول کر دیا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر اسلامی غزوات محض ملکی اغراض کے لیے مثل دیگر فاتح اقوام کے ہوتے یا عام شاہان عالم کی طرح وسعت ممالک کا خیال ہوتا۔ تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ جیسے شیر دل جوانمرد کو ایک ایسی خفیف بات پر کہ جس میں خود حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا کوئی قصور نہ تھا اس طرح ہمیشہ کے لئے جنگی خدمات سے علیحدہ نہ کیا جاتا۔ روایت ہے کہ بعد معزولی جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضؓ نے میرے معاملہ کا فیصلہ بجبر مجمل کیا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یا خالد واللہ انک وعلی الکریم وانک الی حبیب وکتب الی الامصار انی لم اعزل خالدا عن سخطۃ ولا خیانۃ ولکن الناس فخموہ وفتنوا بہ فخفت ان یوکلوا الیہ فاحببت ان یعلموا ان اللہ ھو الصانع وان لا یکونوا بعرض فتنۃ وعوضتہ عما اخذ منہ۔ اب اس کے بعد کسی مورخ کو مزید رائے لگانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اپنی تالیف میں طبری وغیرہ کی بے اصل سند پر جو غالباً الحاقی ہے مالک بن نویرہ کے قتل کو وجہ عداوت سابقہ قرار دینا مناسب ہے۔ جو معاذ اللہ کینہ ثابت کرتی ہے جس سے کہ بزرگان دین کا سینہ صاف تھا۔ اور نہ یہ خیال خام حضرت عمر اور خالد جیسے عاشقان اسلام کے شایاں ہے۔ کہ خالد رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی ایسی بدگمانی پیدا ہوئی ہو۔ نعوذ باللہ ذالک۔ اور یہ خیال کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ خالد رضی اللہ عنہ سے مالک بن نویرہ کے قتل میں خطا ہوئی ہے۔ لیکن خالد رضی اللہ عنہ کی ہادی و غازیانہ خدمات کے لحاظ سے سزا نہ دی گئی۔ اور صرف زبانی سرزنش پر کفایت کی گئی۔ درست نہیں بلکہ عدالت و انصاف عامہ کے صریح خلاف ہے۔ شریعت محمدی کسی شخص کو خواہ کتنا ہی جلیل القدر اور کارآمد بارسوخ ہو جرم سزا کے

لہ سورۂ انفال رکوع [illegible] ان کو اللہ نے قتل کیا اور [illegible] ۱۲

وسلم تیسرے فی خلیفہ احدا کا اعلان عام دیا تھا کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ توجہ نفرماتے تو جو توحید الٰہی اور توکل علی اللہ آنحضرت صلعم نے سکھلایا تھا۔ اس میں فرق آجاتا۔ اور رفتہ رفتہ عقائد اسلام میں انقلاب عظیم آجاتا اور شاید زمانہ حال کی موجودہ کمزوریاں جو اسلامی عقائد میں داخل ہوگئی ہیں۔ اور اسلام کے خوبصورت چہرہ کو بعض حالتوں میں بدنما کر دیئے۔ اُسی وقت ظہور میں آنے لگتیں مگر اس وقت مسلمانوں کے صوری اور معنوی امور کی باگ ایسے زبردست اور مدبر دوربین خلیفہ کے ہاتھ میں تھی۔ کہ جن کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا تجربوں فرمایا تھا۔ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ وَھُوَ الْفَارُوْقُ فَرَّقَ اللّٰہُ بِہٖ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔ اور جن کی توحید اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ درخت کو کٹوا دیا اور اگر سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال نہ ہوتا۔ تو سنگ اسود کو بھی کعبۃ اللہ سے اکھڑوا دیتے۔ پس ایسا موحد مآل اندیش خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے کس طرح قطع نظر کر سکتا تھا۔ کہ فتوحات کا باعث خالد ہی ہے جو ایک قسم کا شرک خفی تھا جس کا انسداد امیر المومنین کا فرض تھا۔ اور غالباً اہل بدر کے مظفر آنے پر جو عتاب آمیز آیتہ نازل ہوئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیش نظر ہوگی۔ آیتہ فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی آیت میں صاف حکم تھا۔ کہ محض کسی انسان کو باعث فتح جاننا درست نہیں ہے سب کچھ اللہ کے ہاتھ ہے۔ انسانی وغیرہ اسباب و تعلقات کی درمیانی خصائص اعتباری ہیں۔ مناقب اس قسم کے خیال اسلام کی صاف اور مجلا توحید پر تاریکی ڈالنے والے تھے اور خلیفہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمہ دینی عقاید کی شکل اور سخت جوابدہی لگی ہوئی تھی۔ اور نبی اور اس کے سچے خلیفہ کو جس قدر خوشی ایک انسان کے کامل ایمان ہونے سے ہوسکتی ہے۔ اس قدر ایک بڑا عظیم ملک کے فتح کرنے سے نہیں ہوسکتی یہی سبب تھا۔ کہ خالد رضی اللہ کی عظیم الشان جنگی خدمات کو لحاظ نہ کرکے

لہ سورۂ کہف [illegible]

کے سبب نہ [illegible] زیادہ نگاہ نہ عمر کو اختیار ہے چاہو کرو یا نہ کرو۔ اگرچہ خالد
رضی اللہ عنہ کی فتوحات نہایت قیمتی تھیں۔ اور یقین تھا۔ کہ سیف اللہ کی تیز
دھار کے سامنے عرب [illegible] روم و ایران۔ اسود و احمر۔ بر و بحر۔ کوہ و صحرا کوئی
ٹھہر نہیں سکتا۔ اور اس کی شاندار ہمت و استقلال تمام دنیا کی فتح کے لئے
کافی طاقت رکھتی ہے۔ مگر خلیفۃ النبیؐ کے پیش نہاد کوئی ملکی فتوحات نہ تھیں
وہ [illegible] اخلاقی ترقی کا خواہاں تھا۔ وہ ان دنیاوی بادشاہوں کی طرح
نہیں تھے۔ جو اپنے [illegible] اختیارات کی بڑی بڑی بھاری غلطیوں سے
عمداً ذاتی فائدہ کے لئے چشم پوشی کر کے خلق اللہ کی ننگ و ناموس جان و مال
اخلاق و عادات کو تباہ کرتے ہیں۔ حضرت فاروق رضؓ جو اپنی اعلیٰ درجہ کی
فراست اور مآل اندیشی کی وجہ سے لو کان النبیؐ بعدی لکان عمرؓ کی
فضیلت سے ممتاز تھے سمجھ گئے تھے۔ کہ اسراف سے مسلمانوں کو جس قدر
نقصان پہنچے گا یقین ہے۔ وہ فتوحاتِ خالدی کے فوائد سے بہت ہی
بڑھ کر ہوں گی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ جو ہمیشہ عطیات کثیرہ کے عادی تھے
اور رکنے والے نہ تھے۔ مناسب سمجھا گیا کہ وہ ممتاز عہدہ سے علیحدہ کئے جائیں
اور اس طرح سے آئندہ اسراف والوں کو متنبہ کیا جائے۔ پس ابتدائے
اپنے کنبہ ہی سے کی اور معزول کر دیا۔

چوتھی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کا عام خیال حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی عالمگیر
فتوحات اور ظفر جنگی پر یہاں تک جم گیا تھا کہ وہ ہر ایک فتح کا باعث اور
ذریعہ خالد رضی اللہ عنہ کو سمجھنے لگے تھے۔ چنانچہ قصائد مدحیہ جو مبالغہ اور غلو
سے کبھی مبرا نہیں ہو سکتے۔ خالد رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کہے گئے۔ اور اس
خیال کی اشاعت ہونے لگی کہ فتوحات کا مدار و انحصار محض خالد رضی اللہ
عنہ کی ذات پر ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ قرآن مجید کی حقانی تعلیم نے
اسباب پرستی اور [illegible] کو کفر و شرک کی [illegible]۔ ایسا ہی [illegible] کیا تھا

لہ۔ حضرت [illegible] صلعم نے [illegible] فرمایا کہ [illegible] بعد کوئی نبی ہوتا [illegible] خاتم النبیین [illegible]

انعام دینا شعرا کی حوصلہ افزائی کے لئے بہت بڑی تحریک تھی اور ذہین طبائع کو ایک غیر مفید کام کی طرف رغبت دلاتا تھا۔ اہل عرب جو فطرتاً شاعرانہ مذاق رکھتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت شعر گوئی میں منہمک تھے اور تعلیم محمدی سے اس فن میں ان کی غالبانہ توجہ کم ہو گئی تھی۔ اب خالد رضی اللہ عنہ کی اس کارروائی سے شاعری کی ترقی ممکن تھی۔ اور آیندہ امت کے لئے تحریک قابل تقلید تھی جس سے ان خطرات کا احتمال تھا۔ (جو اخیر میں سلاطین اسلام اور ان کے امرا و وزرا کو جھوٹی تعریفوں اور فرضی اور بے اصل خطابوں سے عارض ہوئے تھے۔ اور قوم کی لیاقت کا مدار محض خیالی اور نمائشی امور پر رہ گیا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جن کی صائب رائے اور معاملہ فہمی عام مدبرین سے بہت ہی بڑھ کر تھی۔ اس انعام کو اسراف میں سمجھا چنانچہ مورخین کا قول ہے۔ وعزله عن امارة الاجناد لانه رای منه تبذیرا

[illegible] فلفه الاموال یعنے خالد رضی اللہ عنہ کو لشکر کی سرداری سے اس لئے معزول کیا گیا کہ ان سے اسراف و فضول خرچی دیکھی گئی۔ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کا فرض تھا۔ کہ اسراف کی مہلک مرض کا امت محمدی میں رواج نہ ہونے دے۔ اور جب تک اپنے معزز ناموں اور بڑے سرداروں سے دور نہ کرے اور مسلمانوں پر کس طرح دباؤ ڈال سکتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس کام سے اوروں کو روکنا چاہتے۔ وہ اس کی ابتدا اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں سے کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو کسی بات سے منع کرنا چاہتے تھے تو پہلے اپنے کنبہ کو جمع کرتے اور کہتے کہ میں لوگوں کو فلاں بات سے منع کرنا چاہتا ہوں۔ اور لوگ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں۔ اگر تم نے امر ممنوع کو کیا تو لوگ بھی کرنے لگیں گے۔ اگر تم نے نہ کیا تو اور لوگ بھی رک جائیں گے پس یاد رکھو کہ اگر تم میں سے کسی نے امر ممنوع کو کیا۔ تو میں تم کو اپنی رشتہ داری [illegible]

وافر جمع کرے جو اس کی ضروریات سے زیادہ ہو۔ چنانچہ اسی بنا پر ایک دفعہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے کل عمال (گورنروں) سے ان کے مال جمع شدہ کا نصف نصف لیکر داخل بیت المال کر لیا تھا۔ جو عام ملکی اور قومی اغراض کے لئے ہوتا ہے۔ اور یہی مذہب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کا تھا۔ جنہوں نے اپنے عہد خلافت میں حقیقی بھائی عقیل رضی اللہ عنہ کی تنخواہ کم کردی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری تنخواہ ضروریات روزمرہ سے زیادہ ہے جو مکلف کھانے حلوا وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے عقیل رضی اللہ عنہ اپنے مقدس بھائی سے ناراض ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے تھے۔ اور واقعی کثرت دولت سے عموماً آرام طلبی۔ تن پرستی۔ زنانہ صفات پیدا ہوتی ہیں۔ یاد الٰہی میں کمی ہوتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ گو روپیہ کا جمع کرنا کوئی گناہ نہیں ہے لیکن وہ اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اور فتوحات ملکی سے دولت کا دریا بہ رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مآل اندیشی اس کے برخلاف تھی۔ چنانچہ آجکل بھی پیشوایان دین کے لئے یہ امر پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

- ہاشم
  - خثعمہ
    - والدہ عمر
- ولید
  - خالد

[illegible]

جملہ بہادران حجاز۔ عراق ۔ عرب و شام وغیرہ حیران و ششدر رہ گئے۔ اور ثابت ہوگیا تھا۔ کہ خالد رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت۔ تہوّر۔ مہارت جنگی ظفر مندی۔ عزم و استقلال میں نظیر نہیں رکھتا۔ اس کی غازیانہ ہمت قلت و کثرت کی کچھ پرواہ نہیں کرتی اسکی غازیانہ کوشش قتال دنیا کی تمام فوجوں کی تباہی کے لئے کافی ہے غرضیکہ اس عالیشان فتح کی ایک دھوم پڑ گئی۔ اور تمام بہادر خالد کی تعریف میں متفق اللسان ہوگئے۔ بنی کندہ کے سردار اور عرب کے شہسوار اشعث بن قیس نے امیر خالد رضی اللہ عنہ کی تعریف میں ایک طویل قصیدہ لکھا۔ اور جوش محبت میں خود ملاقات کو قنسرین آ۔ اتفاقاً شام میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ اور بیس ہزار درہم انعام خالد رضی سے لیا جسکی اطلاع پاتے امیر المومنین رضی اللہ عنہ ناراض ہوگئے اور خالد رضی اللہ کو ہمیشہ سے فوجی خدمات سے علیحدہ کر دیا جس کی تہ میں یہ خیال ہو سکتی ہیں جو تمام دینی اور مذہبی مصالح پر مبنی ہیں۔

اگرچہ خالد رضی اللہ عنہ کی فیاضیانہ طبیعت اور شاہانہ مزاج کے آگے ۲۰ ہزار درہم کچھ حقیقت نہ رکھتے تھے۔ لیکن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ جو باوجود شاہانہ طاقت و اقبال کے ایک کوڑی تک پاس نہ رکھتے تھے۔ اور مرتے وقت ۸۶ ہزار کا قرضہ جو مساکین و فقراء کی رفع حاجات یا قومی کاموں پر خرچ ہوا تھا) چھوڑ گئے تھے۔ اور یہ قرضہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی سکونت کا مکان واقع مدینہ منورہ بیچ کر ادا کیا گیا تھا۔ اور سادگی زاہدانہ کا یہ عالم تھا۔ کہ کرتہ میں چودہ پیوند لگے ہوتے تھے۔ جن میں ایک چمڑہ کا تھا۔ بھلا ایسا دنیا سے نفور خلیفۃ المسلمین کب پسند کرتا تھا۔ کہ خالد رضی اللہ عنہ جیسا جلیل القدر اور مشہور صحابی اور ان کا ماموں جن کے ہر ایک قول و فعل کو اہل عالم ایک خاص نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس قدر روپیہ

[illegible] ۔ اے مسلمانو تم میں سے زیادہ معزز اور شریف اللہ کے نزدیک وہ مسلمان ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار اور خدا سے ڈرنے والا ہو۔

جنگ بدر میں شامل ہو چکے تھے - اور سابق الاسلام تھے - اندر پہلے ہی لیا اور
رئیسان مکہ کو بعد میں بلایا جس پر ابوسفیان وغیرہ کو سخت رنج ہوا تھا - مگر آخر
اپنی تاخیر اسلام سے پچھتائے اور روتے رہے تھے - اور جب تنخواہیں کی گئی تھیں
تو اہل عرب کی تنخواہ زیادہ مقرر کی تھی - اور یہ ان کا اجتہاد
قرآن مجید کی درجہ بندی کے مطابق تھا - آیہ کریمہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ
مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوْا عَنْهُ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسی امتیاز قرآنی کے موافق مہاجر و انصار
اور سب سے پہلے ایمان لانے والوں کو اعلیٰ درجہ پر رکھتے تھے - اور جب تک اس قیمتی
اجتہاد پر عمل ہوتا رہا - شوکت اسلام دن دونی رات چوگنی بڑھتی رہی اگر امیر المومنین
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ترک نہ کی جاتی تو نہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ
مظلوم شہید ہوتے اور نہ اسلام کی بیخ و بنیاد ہلا دینے والا خونخوار معرکہ صفین
پیش آتا اور نہ یزید جیسے فاسق و فاجر کی نوبت آتی - جو مقدس عہدہ خلافت
کو بدنام کرتا اور خاندان نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام تیغ ظلم سے ہلاک ہوتا -
اور نہ سید الشہداء امام حسین رضہ علیہ السلام کو حکم الٰہی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ
کے برخلاف عمل کرنے والوں سے دلشکستہ شمشیر ہونا پڑتا -
غرضیکہ یہ پہلی بار کا تنزل جو عہدہ سپہ سالاری سے ۱۳ھ ہجری میں ہوا
انہیں دینی ضروریات کے لحاظ سے تھا -

دوامی معزولی

دوسری دفعہ کی معزولی کہ جس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ ہمیشہ کے لئے جنگی
خدمات سے علیحدہ کر دیئے گئے - حمص کی فتح ثانی کے بعد ہوئی تھی جس کو دیکھ کر

سلہ سورۂ توبہ پ - مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے اسلام لانے میں سبقت کی اور پیروہ
لوگ جو ... [illegible]

محتاج کو بانٹ آؤ اور ابوعبیدہؓ نے ہاتھ تک نہ لگایا اور تمام دینار تقسیم کی گئیں
یہ تمام عادات امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے مشابہ اور ایک مذہبی اور روحانی
پیشوا کے لئے وجہ امتیاز تھیں۔ اور ملک شام میں جو عیسائی مذہب کی کان تھی
عیسائی راہب اور قسیس تارک الدنیا بہ تعداد کثیر موجود تھے جو ان باتوں کو
خصوصیت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور اسی قسم کے نشانوں سے اسلام کی حقانیت
کو ٹٹولتے تھے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ اپنی اعلیٰ درجہ کی فراست اور مآل اندیشی سے
ان ضروریات کو سمجھ گئے تھے۔ کہ عیسائی ممالک میں شمشیر زن لشکر جنگ سپہ سالار
کی ہی ضرورت نہیں جو ہر ایک مشکل کو اپنی شمشیر سے ہی کھولنے کی زبردست طاقت
رکھتا ہو بلکہ ایک رقیق القلب صلح جو کی ضرورت ہے پس مناسب یہ سمجھا گیا کہ ابوعبیدہ
کو سپہ سالار اور خالد کو ان کی ماتحت کر دیا جائے۔ اور اس طرح سے ایک معتدل انجن
بنا کر موقعہ اور وقت کے موافق انتظام کیا گیا۔ کام بدستور خالد رضی اللہ عنہ ہی کرتے
رہے۔ اور فتوحات کا سہرا بھی خالد ہی کے سر رہا۔ جو فائدہ کہ امیر المومنین عمر رضؓ نے
سوچا تھا وہ عمدگی سے ظہور میں آیا۔ عیسائیوں کا رجحان عموماً ابوعبیدہ کی طرف ہی ہوتا
تھا اور ان سے حسب مراد مطلب بھی نکال لیتے تھے۔ اکثر امصار و قریات صلح سے
مطیع ہوئے اور بعض تو بہ اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئیں اور یہ انتظام آجکل کے موافق
ہے۔ جہاں ملٹری اور پولیٹیکل عہدہ دار علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ جملہ اوصاف
ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

دوسری وجہ اس عزل و نصب کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دینی اجتہاد تھا وہ سابقون
فی الاسلام کی زیادہ عزت و تکریم کرتے تھے۔ وہ ان صحابہ کو ہمیشہ عزیز رکھنا چاہتے
تھے۔ جو پہلے اسلام لائے ہوں۔ گو وہ غلام ہی کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ امام حسن بصری
رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنین رضی اللہ کے دروازہ پر ابوسفیان
اموی۔ حارث بن ہشام۔ سہیل بن عمرو وغیرہ رؤساء قریش اور ان کے ساتھ ہی
بلال صہیب جیسے غلام بھی حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلاموں کو جو

کرتے جس طرح کہ عام معمولی عدالتیں بھی کیا کرتی ہیں۔ مگر سب کا اتفاق ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی خالد رضی اللہ عنہ کو سپہ سالاری سے معزول کر دیا اور حساب کتاب کی بابت کوئی جواب طلب نہیں کیا۔ پس معمولی سمجھ کا آدمی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدالتی کارناموں سے واقف ہے، جان سکتا ہے کہ حساب کتاب کا معاملہ جس کا فیصلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کر چکے تھے اور جائز قرار دے چکے تھے۔ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے نقّاد حامی اسلام تازہ نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ خلاف ورزی درجۂ خلافت کے منافی تھی۔

پس جہاں تک غور کی جاتی ہے اس معزولی کی وجہ مذہبی اور دینی مصلحت کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتی۔ ابو عبیدہ اور خالد رضی اللہ عنہما کے عادات پر خیال کرنے سے اس عزل و نصب کے اسباب صاف کھل جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ان دونوں مقدس اصحاب کی نسبت صاف ہے چنانچہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو امین الامۃ اور خالد کو سیف اللہ کے متبرک خطابات سے مخاطب کیا گیا۔

پہلا خطاب تو عام صلح پسندی ہر دلعزیزی حلم و متانت کی وجہ سے اور دوسرا جنگی لیاقت کے سبب سے دیا گیا تھا۔ شام میں گورنمنٹ اور رعایا دونوں عیسائی تھی۔ جو مشرکین عرب اور ایرانیوں کی نسبت مذہبًا شائستہ اور زاہد مرتاض تھے رہبانیت کا ان میں بہت چرچا تھا اور ان کے عقاید مذہب اسلام کے قریب قریب تھے پس ملک شام میں عیسویت اور اسلام کے روحانی اثر کا مقابلہ ہوتا تھا اور اصول مذہب کے علاوہ مقلدین مذاہب کے افعال و اقوال کے موجود نمونے دیکھے جاتے اور باہم موازنہ کیا جاتا۔ چونکہ اصلی غرض اشاعت توحید اور اعلائے کلمۃ اللہ تھی نہ کہ فتوحات ملکی اور کشید زر جیسے کہ دیگر فاتح اقوام کو ہوا کرتی ہے۔ اس لئے نہایت ضروری تھا کہ ان ممالک میں سپہ سالار ایسا شخص ہو جو زہد و ورع حلم و رحم و فضل میں سب سے بڑھکر ہو اور یہ امر مسلم ہے کہ اس وقت اسلامی فوج موجودہ شام میں اور کوئی صحابی زہد و سادگی میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے بڑھکر نہ تھا۔ آپ ان چند اشخاص میں سے تھے جو سب سے پہلے ایمان لائے

خالد بلا منظوری خلیفہ جہاں کہیں ضرورت پڑتی تھی خرچ کر لیا کرتے تھے۔ اور جو بہادر
اُن کے سامنے کارِ نمایاں کرتا اس کو زیادہ انعام و اکرام دیتے تھے۔ اور یہ تمام اخراجات
کسی مقررہ قاعدہ کے مطابق نہ تھے۔ اور نہ اُن کا باضابطہ حساب لکھا جاتا تھا اور نہ
دربار خلافت میں بھیجا جاتا تھا۔ اس لیے ترتیبِ حساب کی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے حضور
میں شکایت ہوئی۔ حضرت عمر رضؓ جو نہایت محتاط اور باضابطہ اور ہر ایک سررشتہ
باقاعدہ رکھنا چاہتے تھے۔ زیادہ ساعی ہوئے کہ بلا منظوری خلیفہ خرچ نہ کیا جائے۔
اور حساب بھیجا جائے۔ چنانچہ امیر المومنین صدیق اکبر رضؓ نے خالد رضی کو لکھا تو انہوں
نے صاف لکھ دیا کہ میں حضور خلیفہ سے دور میدان جنگ میں رہتا ہوں۔ مجھ کو بعض
دفعہ ایسی ضرورتیں پیش آتی ہیں کہ منظوری کی انتظار نہیں کر سکتا۔ یہ پابندی مجھ سے
نہیں ہو سکتی۔ عہدہ سپہ سالاری کسی اور کو دے دیجئے۔ میں ایک ماتحت مجاہد بن کر اسلام
کی خدمت ادا کرونگا۔ اس پر امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھ
کر خالد بن ولید سیف من سیوف اللہ سلہ اللہ علی الکفار والمنافقین فرمایا
کہ میں اللہ کی تلوار کو میان میں کرنا نہیں چاہتا اور بدستور سابق پورے اختیار کیساتھ
سپہ سالار رکھا تھا۔ مگر حضرت عمر رضؓ کے لئے پر عمل نہیں ہوا تھا اور یہ اختلاف
رائے اس قسم کا تھا جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں عموماً ہو جایا کرتا ہے۔ اور پہلے بھی
کبھی کبھی ہوتا رہا تھا۔ جیسا کہ مرتدین عرب کی درخواست کی نامنظوری اور ان سے
لڑائی کرنے کے بارہ میں حضرت عمر رضؓ کی رائے سے سخت اختلاف کیا تھا اس لئے یہ
کوئی ناراضگی کی وجہ نہیں ہو سکتی۔

پس حساب کتاب کے معاملہ کو معزولی کی وجہ قرار دینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے
صاف دل پاکیزہ خیال کی نسبت سخت بدگمانی ہے بلکہ کینہ کی حد تک پہنچاتی ہے۔ جو
تعلیم محمدی اور شان فاروقی کے سراسر خلاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشہور
عدل و انصاف کا مقتضا یہ تھا کہ وہ خود بھی خالد رضی اللہ عنہ کو حساب کتاب کی
بابت لکھنے اور سوچنے کا موقعہ دیتے اگر وہ اس انتظام کو نہ مانتے تو پھر ان کو معزول

کے مشہور میدان میں اپنی بے نظیر لیاقت سے صف شکنی کر رہا تھا۔ کہ مدینہ سے قاصد پہنچا۔ اور امیر المومنین صدیق ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات اور امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت اور امیر خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی خبر پہنچائی۔ جس معزولی کو نہایت خوشی سے قبول کیا گیا اور جنگی خدمات کے اوائل میں کسی طرح کا وہن عام انسانی طبائع کی طرح خالد رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں تنزلی نہ ہوا یہ معزولی عہدہ سپہ سالاری سے تھی۔ لیکن ابو عبیدہ رضی کی تحت علم داخل ہو گئے تھے

اس عزول نصب کے وجوہات مختلف بیان کئے گئے ہیں جن میں سے بعض تعصب سے خالی نہیں ہیں۔ پایہ اعتبار سے ساقط معلوم ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ چونکہ خالد رضی اللہ عنہ فتوحات صدیقی اور ان کے افضل و اکمل خلافت کے مفید اور کار آمد اسلام ہونے کا ذریعہ ثابت ہوا۔ متعصبین کا نشانہ ملامت بنا۔ جو محض افترا پردازی ہے۔ ہم نے ہر ایک موقعہ پر کھلے طور پر واقعات میں لکھ دیا ہے۔ کہ نہ فتح مکہ کی شمشیر زنی۔ عدول حکمی میں داخل تھی نہ بنی جزیمہ کا کشت و خون کوئی جرم تھا۔ نہ مالک بن نویرہ کا قتل کوئی خلاف شرع تھا۔ نہ جنگ بنی حنیفہ کے بعد اگر کوئی نکاح ہوا ہو ناجائز امر تھا۔ حساب کتاب کا معاملہ ایک جنگی ضرورت کے لحاظ سے تھا۔ مگر ان جملہ امور کا فیصلہ آنحضرتؐ اور امیر المومنین صدیق اکبر کر چکے تھے ان کے مقدمات کے دوبارہ چلا نیکا کسی کو اختیار نہ تھا۔ متعصب مورخ یہ دھوکہ دینا چاہتے ہیں کہ امیر المومنین عمر رض نہ تو فیصلہ نبوی کی پروا کرنے والے تھے اور نہ حکم صدیقی کی۔ اور اس ناپاک خیال کی تہہ میں جو خباثت بھری ہوئی ہے وہ کوئی پوشیدہ نہیں۔ چونکہ ہندوستان میں عموماً انہیں لوگوں کی تصانیف پڑھی جاتی ہیں۔ اس لئے ناظرین پر اچھا اثر نہیں پڑتا۔ اس لئے بطور تنبیہ لکھا گیا ہے ورنہ معتبر تواریخ عربیہ سلف او رخلف میں ایسا کوئی اعتراض پایا نہیں جاتا۔

عہدہ سپہ سالاری سے معزولی کی وجہ حساب کتاب کا معاملہ گو اور صاحبوں کے نزدیک مضمون ہو مگر راقم کے نزدیک درایتہً کافی نہیں پایا جاتا۔ یہ معاملہ اسطرح پر کہ امیر

کے مطابق تمام اہل عرب کو اتفاق قومی کی زنجیر میں جکڑ دیا تھا۔ اور آیندہ ہمیشہ کے لئے
لالچی اور منافق اشخاص کی حرص و ہوا کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اور ایرانی سلطنت کا رعب و داب
جو صدیوں سے عربوں کی طبائع پر چھایا ہوا تھا۔ اس کی پردہ دری خالد ہی کے غازیانہ
ہاتھوں سے ہوئی تھی۔ اور کئی ایک زبردست معرکے آرا ایرانیوں کی پشتوں کی تیغ
گری کر کے سرسبز اور دلکش صوبہ عراق پر قابضانہ تصرف کر لیا۔ اور اپنی موحدانہ
کوششوں سے ع تزلزل در ایوان کسریٰ فتادہ کا پورا پورا نقشہ مشاہدہ کرا دیا
اور غیر ممالک میں اشاعت توحید کے درمیانی مواضع جنگی کو دور کرنے کا حوصلہ خالد
ہی کی ہمت و استقلال اور عزم بالجزم سے پیدا ہوا تھا۔ اور یہ بات دعوے سے کہہ سکتے
ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلا مجاہد فی سبیل اللہ جس نے غیر ممالک کی فتوحات کا رستہ
نکالا وہ خالد ہی تھا۔ جب جزیرۂ عرب کو خالد رضی اللہ عنہ راہ راست پر لا چکا۔ تو
جزیرہ نمائے عرب کو دو طرف سے عیسائی سلطنتوں نے گھیر رکھا تھا۔ اور ایک طرف
سے ایرانی جاہ و حشم نے۔ چوتھی طرف سمندر رہتا تھا۔ پس اسلام کی ترقی کے لئے عرب سے
باہر کوئی رستہ نہ تھا۔ مگر خالد رضی اللہ عنہ کی زبردست اور بے نظیر ہمت نے تمام مشکلات
کو حل کر دیا۔ عراق کے عظیم الشان میدان مار کر شہنشاہ ایران کی ہمت ایسی توڑ دی
گئی تھی کہ دربارِ خلافت کو یقین کلی ہو گیا تھا کہ اب ایرانی سلطنت کے دلوں پر اسلام
کی شمشیر کا اس قدر رعب چھا گیا ہے اور اس قدر کار آمد اور بے شمار ہتھیار اور بیش قیمت
اور مفید سامانِ جنگ کھو چکے ہیں کہ اب کو بڑھ کر حملہ کرنے کی ہرگز سکت نہیں رہی ہے
اور ان ہی فتوحات سے دربار مدینہ کو حوصلہ ہوا تھا کہ رومیوں کی وسیع اور مستقل اور
پشتوں کی منتظم سلطنت اور اس کے بے شمار خزانہ اور جرار لشکر کے مقابلہ پر کل تیس ہزار
مسلمان بسرکردگی ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ روانہ کئے تھے۔
مگر جب اس فوج نے شام میں کوئی نتیجہ خیز کامیابی نہ دکھائی تو خالد کو جو عراق میں
اسلامی سکہ جما رہا تھا۔ فوج شام کی سپہ سالاری پر مقرر کیا گیا۔ انہوں نے فوراً
شام پہنچ کر نقشہ بدل دیا اور کئی ایک جنگی مقامات باتوں ہی باتوں میں فتح کر لئے اور یرموک

شخص سے ایک وقت میں ادا ہونے قریباً ناممکن ہیں۔ عیسائیوں نے بھی
غضب کا مقابلہ کیا اور تین دن تک برابر جم کر لڑتے رہے۔ مگر آخر خالد رضی اللہ
عنہ کے متواتر حملات نے ان کے پاؤں اکھیڑ دیئے۔ اور بھاگ نکلے جن کا تعاقب
دور تک کیا گیا۔ اور دشمن کی جمعیت کو بالکل پراگندہ کر دیا۔ اور ملک شام کو ہمیشہ
کے لئے نجاسات سے بالکل صاف کر دیا۔ ہزارہا عیسائی میدان جنگ اور تعاقب میں
مارے گئے۔ کروڑوں کا مال غنیمت ہاتھ آیا فوج عراق فتح کے تین دن بعد
پہنچی مگر حسب الحکم امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ان کو بھی غنیمت کا حصہ دیا گیا۔
فتحنامہ معہ مال خمس امیر المومنین عمر رض کو بمقام جابیہ ملا۔ جس کو سنکر امیر المومنین
خدا کا شکر بجا لائے۔ اور مدینہ کو واپس ہوئے۔ اور امیر المومنین خالد رض سے نہایت
خوش ہو گئے۔ مگر افسوس کہ یہی عالیشان فتح ان کی معزولی کا باعث ہو گئی۔
یا یوں کہو کہ جس الٰہی شمشیر نے کئی ایک مغرور قوموں کو اسلام کا غاشیہ بردار
بنایا تھا وہ ہمیشہ کے لئے میان میں کی گئی اور جس کی ہیبت سے دنیا کے بڑے
بڑے بہادروں کی روحیں قبروں میں کانپ رہی تھیں۔ اور حسرت سے دیکھ
رہی تھیں کہ دیکھیں ہمارے پس ماندوں کو خالد کے ہاتھ سے کیا کیا پیش آتا
ہے۔ فوجی خدمات سے علیحدہ کیا گیا۔ اور یہ دوسری بار کی اور ہمیشہ کی معزولی
تھی۔ جس کا مفصل ذکر آگے آتا ہے۔

عزل خالد رضی اللہ عنہ از عہدہ سپہ سالاری

امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
باختیار سپہ سالار تھے۔ مدعیان نبوت طلیحہ بن خویلد اسدی و مسمات سجاح کو
شکست اور مسیلمہ کذاب کو کشتہ اور ان کی لاکھوں کی جمعیت کو پراگندہ اور فتح الٰہی
اسلام کی شیشہ آبرو [illegible] اسلام کو زندہ کر کے صولت محمدی

اور ایسی حالت میں ممکن ہے کہ یا تو رومیوں کا ٹڈی دل خالدؓ کی قلیل جماعت پر آپڑے
یا خود خالدؓ جوش و تہور میں رومیوں کے گلے جا پڑے اور دونوں صورتیں
بظاہر اسباب نقصان سے خالی نہیں ہیں۔ اس لئے مجبوراً قلعہ سے نکلنا پڑا
اور دشمن کے کیمپ کو کوچ کیا۔

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے انتظام کر رکھا تھا۔ کہ ہر ایک بڑے شہر میں اصطبل
اور عمدہ گھوڑوں کا کافی ذخیرہ جمع رکھتے تھے چنانچہ کوفہ میں اس قسم کے چار ہزار گھوڑے
تھے جن کا اعلیٰ افسر (میر آخور) سلمان بن ربیعۃ الباہلی تھا جو گھوڑوں کی شناخت اور علم
میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتا تھا۔ جب کسی اتفاقیہ حادثہ کی خبر پہنچتی تو سواروں کو یہ
گھوڑے دیکر فوراً روانہ کیا جاتا اور باقی لشکر بعد میں تیار ہو جاتا اور اس تجویز سے بڑی
بڑی بغاوتیں دب جاتی تھیں اور دشمن کے حوصلے پست رہتے تھے جزیرہ کے عیسائیوں
کے روکنے کے لئے عیاض بن غنم کو معہ چند دیگر امراء کے روانہ کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ
نکلا کہ جزیرہ والے اپنے جان و مال کے بچاؤ کے لئے جزیرہ کو واپس چلے آئے۔
قعقاع معہ عراق کی امدادی فوج کے ایلغار کرتا ہوا آرہا تھا۔ لیکن لڑائی اس کے
پہنچنے سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔ جب لشکر اسلامیہ حمص سے نکل کر رومیوں کی طرف
روانہ ہوا۔ تو فوجی جو بات فدائے چاہتے تھے نہایت انتظام کے ساتھ بڑے
اور بڑے حوصلے سے لڑے اور مردانگی کی خوب داد دی۔ مگر خالدؓ کا ذاتی
رعب اس قدر دشمن پر چھایا ہوا تھا کہ جدھر خالد رضی اللہ عنہ حملہ آور ہوتے تھے
صف الٹ جاتا کس قدر ثابت قدمی سے مقابلہ ہوتا تھا۔ گھبرا جاتا۔ خالدؓ حقیقت میں
برق تھا کبھی دشمن کے میمنہ پر جا پڑتا تھا۔ کبھی میسرہ پر کبھی قلب فوج پر دھاوا
جا پڑتا اور کبھی [illegible] لشکر کو چیرتا ہوا [illegible] اسلامی مورچوں کو
جا پہنچتا۔ [illegible]
مضمون [illegible] وقت [illegible]
غرضیکہ وہ سپاہی [illegible] تھے جو کسی [illegible]

کوئی دنیوی خیال مدنظر نہ ہو۔ تو مجاہدین کا صابر گروہ اپنے سے دس گنا مخالف سے لڑ ہی نہیں سکتا۔ بلکہ اس کو ہمیشہ کے لئے ذلیل و خوار بنا سکتا ہے خالد رضی اللہ عنہ کے یہی کارنامے ہیں۔ کہ جن کو سن کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور بہادران عالم حیرت میں آجاتے ہیں۔ کہ یہ شخص کس قدر دل قوی اور پرزور طبیعت رکھتا تھا۔ تمام بہادر سرداران اسلام شام کی معہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے یہ رائے قرار پائی کہ اسلامی فوج کم ہے۔ اور مخالف کا بہت زور ہے۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے عراق کی امدادی فوج کے آنے تک قلعہ حمص میں محصور ہیں چنانچہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مع کل فوج علاقہ شام کی قلعہ حمص میں جا داخل ہوا۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی حمص میں پہنچے تو ان کو بھی اندر داخل ہونے کی ہدایت کی گئی۔ مگر خدا کا بندہ شیر دل خالد رضی اللہ عنہ اس بات کو کب گوارا کر سکتا تھا۔ اور اس کی غیور طبیعت اور مشہور فطرت کب اجازت دیتی تھی۔ کہ جن قوموں کو وہ بھیڑوں کی طرح نوک دم بھگا چکا اور ستر ارمان کا شکار کر چکا تھا ان سے ڈر کر قلعہ بند ہو۔ اور مغلوبانہ جنگ کرے اور اپنے مقدس خطاب سیف اللہ پر جو آج تک سینکڑوں معرکوں میں اسم بامسمی ثابت ہو چکا تھا۔ بزدلی کا بدنما دھبہ لگا لے۔ اور اپنی خداداد سطوت و جلال اور ہمت و استقلال کو اس کارروائی سے کھو دے۔ وہ اپنی تدبیر و شجاعت کے سامنے دشمن کی کثیر التعداد فوج کو بے حقیقت جانتا تھا اس نے بارہا اس کی صداقت اپنی آنکھوں اور ہاتھوں سے دیکھی تھی۔ اس کا ذاتی تجربہ تھا کہ فتح و شکست فوج کی کثرت یا قلت پر موقوف نہیں ہے۔ اس کو یقین تھا۔ کہ جانفروشی میں مسلمانوں کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کر سکتی وہ جانتا تھا کہ رومیوں کی یہ ایک آخری مذبوحی حرکت ہے جس کا علاج صبر و استقلال ہے۔ اس کو اپنی شمشیر کا شکش پر پورا وثوق تھا کہ ہمروبیت فتح کے مفید نتائج دکھائیگی۔ چونکہ خالد رضی اللہ عنہ قلعہ بندی کے نقصانوں کو بخوبی جانتے تھے۔ اس لئے قلعہ کے اندر داخل ہونے سے انکار کیا۔ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ خالد قلعہ میں داخل نہیں ہوتا۔

(جس کا علاقہ دجلہ اور فرات کے مابین تھا۔ اور ابھی اہل اسلام نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا تھا) فتنہ و فساد کی بنیاد قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ اور شاہ ہرقل کو کو لکھا کہ ایک دفعہ پھر شام کے لئے قسمت آزمائی کیجئے۔ ہم مذہب اور ملک پر جان و مال قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اس ارادہ میں آرمینہ والے بھی شامل ہو گئے۔ شہنشاہ ہرقل ایسا موقعہ خدا سے چاہتا تھا۔ اور سابقہ شکست کا داغ مٹانے کی فکر میں تھا۔ اور فوج اور سامان جنگ کی فراہمی میں لگا ہوا تھا۔ یہ خبر پاکر تمام عیسائی دنیا کو مذہبی لڑائی کے رنگ میں جوش دلا کر برانگیختہ کیا۔ اور چٹھیاں بھیجکر مسلمانوں کے لڑنے کے لئے بلایا۔ خاص رومی فوج اور یورپ کے تازہ دم اور امدادی لشکر کے علاوہ جزیرہ والوں نے تیس ہزار جانباز بہادروں کی خدمات پیش کیں۔ آرمینہ والے بہ تعداد کثیر اُٹھ کھڑے ہوئے

منتصرہ عرب اور شامی عیسائی بھی اپنے ہم مذہب رومیوں کی خبر بتاتے تھے عیسائیوں کے اس جوش و خروش اور فوجی اجتماع کو دیکھ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے تمام فوج مختلف مقامات سے بلا کر ایک جگہ جمع کرنی مناسب سمجھی چنانچہ قلعہ حمص میں تمام اسلامی لشکر کا اجتماع ہوا۔ اور عیسائیوں کی کثرت کے خیال سے شام کی موجودہ اسلامی فوج ناکافی سمجھ کر امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو کمک بھیجنے کیلئے لکھا گیا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد وقاص رضی اللہ عنہ گورنر عراق کو حکم دیا کہ جس قدر ہو سکے جلدی شام کو امدادی فوج روانہ کرے جسکی تعمیل میں چار ہزار سوار بسرکردگی قعقاع بن عمرو تمیمی حمص میں آ گئے گئے دشمن کی غیر معمولی جمع آوری اور مستعدی کو دیکھکر یہ مصلحت قرار پائی کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ معہ معزز و متقدر اصحاب مہاجرین و انصار روانہ شام ہوں اور لڑائی کی کمان خود کریں۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ مہم کس قدر خوفناک تھی۔ اور دربار خلافت کو کس قدر فکر و تردد لاحق ہو رہا تھا۔ مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی دلیرانہ طبیعت اور مشہور زمانہ ہمت سے ان تمام خدشوں کو خاک دکھلا دیا۔ کہ جس مشکل کے حل کو عام طبائع ناممکن خیال کرتی ہیں۔ اس کا کھولنا سیف اللہ کی تیز ریش کے آگے کچھ مشکل نہیں۔ اور اگر حمایت اسلام کے سوا اور

ان کا شہنشاہ سیف اللہ سے جان بچاکر لیو ویب کو بھاگ گیا تھا۔ اریطبون والی بیت المقدس مصر کو چلا گیا تھا۔ صرف رعایا یا معدودے چند سپاہی تھے۔ چونکہ اسلام کو قتل نفوس سے طبعاً نفرت ہے۔ اور بیت المقدس کی تقدیس اور عظمت کا بھی خیال تھا۔ اسلئے بیت المقدس کے بڑے پادری صاحب کی اس درخواست کو کہ خود امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ یہاں آئیں تو معاہدہ صلح کیا جائیگا۔ منظور کیا گیا۔

مورخ ابن الوردی روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا۔ اِنَّکَ سَتَفتح بیت المقدس بلا قتالٍ چونکہ اس تشریف بری سے نبی صلعم کا معجزہ ظاہر ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت سادہ وضع سے کوچ کرتے بیت المقدس پہنچے اور حسب منشائے اہالیان بیت المقدس عہد نامہ صلح لکھدیا۔ اور شہر والوں کی کسی چیز سے تعرض نہ کیا۔ اور دینی و دنیاوی فاتحین کے فرق بین کو صاف طور سے دکھلایا۔ جس فیاضانہ سلوک کی تفصیل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری میں ملاحظہ کرنی چاہئے۔ اب چونکہ ملک شام فتح ہو چکا تھا۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمال (گورنروں) کی تعیناتی کی قنسرین جو شام اور ایشیائی کوچک میں رومی علاقہ کے قریب سرحدی مقام تھا۔ وہاں کے لئے خالد رضی اللہ عنہ انتخاب کئے گئے جن کے نام سے دشمن کانپتے تھے۔ اور ان کا فوجی جلال لاکھوں کی جمعیت کا کام دیتا تھا۔

جنگ حمص

(۲)

جب شام کا تمام علاقہ فتح ہو چکا۔ ملکی انتظام بخوبی کیا گیا۔ ہر ایک عامل (گورنر) رعیت سے عدل و انصاف سے پیش آتا تھا۔ کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکتا تھا۔ عیسائیوں کو پوری آزادی تھی۔ ان کی تجارت۔ زراعت صنعت کے متعلق کاروبار میں کوئی مخل نہ تھا۔ اور یہ حالت کوئی ایک سال تک رہی کہ جزیرہ کے عیسائیوں نے

کی بھرمار سے مخلوق الٰہی ہمہ وقت تنگ کرتے تھے۔

اہل حلب نے بھی بغاوت کی مگر پچھتائے۔ بشکل انطاکیہ والوں کی طرح معافی دی گئی۔ ان صدر مقامات کے فتح ہونے سے تمام شام پر اہل اسلام کا ایسا رعب چھا گیا۔ کہ کوئی افسر جب تھوڑی سی جمعیت لیکر کہیں نکل جاتا۔ ہزاروں عیسائی خود حاضر ہو کر صلح کی درخواست کرتے چنانچہ انطاکیہ کے بعد ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف فوجیں پھیلا دیں۔ بوقا۔ جومہ۔ سرمین۔ تیزین۔ قورس۔ تل عزاز۔ رعبان۔ منبج۔ بالس۔ قاصرین۔ چھوٹے چھوٹے مقامات اس آسانی سے فتح ہو گئے کہ خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ جزیرہ والوں نے بجائے جزیہ کے فوجی خدمات دینی قبول کیں۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مخالفین اسلام جو جزیہ پر اپنی بے سمجھی سے اعتراض کرتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ اہل اسلام پر جنگی خدمات لازمی تھیں۔ اور غیر مذہب والوں سے اس بار ڈیوٹی کے عوض میں صرف معمولی رقم نقدی کی وصولی ہوتی تھی اور ان کی حفاظت کی کل ذمہ داریاں اٹھائی جاتی تھیں ہر طرح سے ان کو آرام دیا جاتا تھا۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مرعش کو فتح کیا۔ اور وہاں کے اکثر عیسائی رومی علاقہ میں چلے گئے جن کے مال و جان سے کچھ تعرض نہ کیا گیا۔ میسرہ بن مسروق عبسی نے ایشیائے کوچک کے سرحد تک گشت کی جن کا رومیوں کی فوج کثیر سے مقابلہ ہو گیا۔ اس مخالف گروہ میں بنی غسان۔ تنوخ۔ ایاد۔ عربی عیسائیوں کے چند قبائل بھی شہنشاہ ہرقل سے ملحق ہوتے چلے جاتے تھے۔ لڑائی سخت ہوئی۔ مگر جب مالک اشتر نخعی انطاکیہ سے حسب الحکم سپہ سالار عین موقعہ جنگ پر پہنچ گیا۔ تو رومیوں کو شکست فاش ہوئی۔ اور ہزاروں مقتول ہوئے۔

جب خالد رضی اللہ عنہ شہنشاہ ہرقل کو شام سے نکال رہا تھا عمرو بن العاص اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما نے علاقہ فلسطین کو ایک دو خونریز معرکہ مار کر فتح کر لیا پر ایک بیت المقدس رہ گیا جس کا فتح کرنا کچھ مشکل نہ تھا

اور اپنے مہیب نام سے عیسائی دنیا میں لرزہ ڈالدیا اور تیغ سے حق کے جملہ
سنگین رکاوٹوں کو ایشیا کی سرزمین شام سے دور کر دیا اور جس کام کے لئے تلوار
اٹھائی تھی وہ پورا ہو گیا یعنے رومی سلطنت سے جو دربار خلافت کو ڈراتا رہتا
تھا - مٹا دیا - اور کلام المجید کی منادی اور اس کی صداقتوں کے دکھانے اور
اسلام کی روحانی نمونوں کے پھیلانے کا بہترین موقعہ ہاتھ آیا - واقعی
سیف اللہ نے کلام خدا کی خدمات اعلیٰ درجہ کی کیں اور مسلمانوں کی بہادری
کی دھاک بندھ گئی - حلب اور انطاکیہ جیسے عظیم الشان شہر صلح سے فتح ہوگئے
حلب والوں کے اہل و عیال - جان و مال - گرجے - قلعہ - مکانات وغیرہ سب
کچھ حسب شرائط عہدنامہ محفوظ ہو گئے - صرف تعمیر مسجد کے لئے جگہ لی گئی -
جس کے بغیر مسلمانوں کا گذارہ مشکل تھا -

حلب کے نواح میں عیسائی عرب بھی تنوخ بکثرت آباد تھے جنہوں نے
پہلے تو اولئے جزیہ پر اطاعت قبول کی - لیکن بعد ازاں خود بخود اسلامی حقیقتیں
دیکھ کر مسلمان ہو گئے - باشندگان انطاکیہ میں سے بعض نے اسلامی ممالک سے
چلے جانے پر صلح کی - جو اپنا جملہ مال و اسباب لیکر امن و امان کے ساتھ رومی
علاقہ میں چلے گئے اور باقی لوگوں نے جزیہ دینا منظور کیا - اور پھر عہد شکنی
کی مگر جب عیاض بن غنم اور حبیب بن مسلمہ کی ماتحت مجاہدین کا بہادر گروہ آ
پہنچا تو جان کے لالے پڑ گئے مگر عیاض اور رحمدل فتحمندوں نے ان کی بغاوت
اور خلاف عہد بازی شورش پر کوئی دھیان نہ دیا - اور اہل انطاکیہ کی درخواست
صلح کو منظور کر کے سابقہ شرائط پر امان دیدی اگر کوئی اور فاتح ہوتا تو غیر
مذاہب کے باغیوں سے ایسی فیاضانہ رعایت کبھی نہ کرتا - مگر وہ خدا پرست
تھے - ان کو صرف تبلیغ احکام الٰہی کے لئے گنجائش رکھنی منظور تھی - جب
یہ مراد حاصل ہو جاتی وہ بندگان خدا کی ذاتی فائدہ میں مخل انداز نہ ہوتے
تھے - اور نہ کسی کی شخصی یا قومی حیثیت میں دست اندازی کرتے اور نہ قوانین

الوداع اے معدنِ فضل و ہنر — الوداع اے قاطع وہم و شرر
الوداع اے چشمہ فیض و ہدیٰ — الوداع اے مبداء نور خدا
اے مقامِ خیر و انعامِ کثیر — چیرہ شد بر ما عدوئے دستگیر
اے زمینِ قدس قدوسی مقام — ختم شد بر ما ز تو خیر تمام
گرچہ بہر تو بسے جنگیدہ ام — لیک بہر جاں بس ذلت دیدہ ام
در نیابم کہ مگر بوسے ترا — کس گذر بیند مرا سوئے ترا
چوں بایں عزت مرا بگذاشتی — باز گشتن کے شود از کاستی
شام نے برکات را بگذاشتم — ذلت و درکات را برداشتم
می روم از دینِ عیسیٰ مے برم — دین احمد را بتوجب می دہم
ہر کہ عیسائی بود خائف بود — یا دل ترسندہ او قدمے نہد
شام و مسلم لازم و ملزوم شد — ایں فراق از دست اعدائم شد
از فراق بیت اقدس سینہ ام — چاک شد زین حلقۂ اکثر زخم

جب امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو خالد رضی اللہ عنہ کی یہ کارگذاریاں معلوم ہوئیں۔ تو نہایت خوش ہوئے۔

اور فرمایا خدا تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے جو مجھ سے زیادہ بہادروں کے شناسا اور قدر دان تھے۔ مگر میں نے خالد رضی اللہ عنہ اور مثنیٰ کو کسی جرم میں عہدہ سپہ سالاری سے معزول نہیں کیا تھا۔ لیکن لوگ اُن کو بہت بڑھ کر سمجھنے لگے تھے۔ مجھے خوف ہوا کہ کہیں فتوحات کا باعث اور فاعل صرف انہیں بہادروں کو نہ سمجھنے لگیں۔ اور ذات باری تعالیٰ کو بھول جائیں۔ جو ایمان موحدانہ کے خلاف ہے۔ غرضیکہ خالد رضی اللہ عنہ اپنا فرض ادا کر چکا۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے لشکروں کو بھگا چکا۔ دمشق جیسے حصین حصین کو محض اپنے زور بازو سے کمال دلیری سے قبضہ تسخیر میں لا چکا۔ شہنشاہ ہرقل کو ایشیا سے بھگا کر عیسائیوں کے دلوں میں اہل اسلام کا رعب بٹھا دیا۔

تھا۔ اس لئے قنسرین کا قرعہ خالد رضی اللہ عنہ کے نام پڑا۔ جو صرف لشکر جف کے ساتھ قنسرین کو روانہ ہوا۔ رومی فوج کا کمانڈر بہادر سردار مناس تھا جس کا رتبہ شہنشاہ سے دوم درجہ پر تمام روم میں شمار ہوتا تھا۔ وہ قنسرین سے چند میل آگے بڑھ کر صف آرا ہوا۔ اور کمال شجاعت اور مردانگی سے لڑا۔ اور اس قدر سخت جنگ کی کہ اس سے پہلے کبھی رومیوں نے نہیں کی تھی۔ لیکن خالد رضی اللہ عنہ کیم اور نہ ان جان فروش خدا کے بندوں سے بازی جیت سکا جو غم کو خوشی رنج کو راحت۔ فاقہ کو روزہ۔ رزم کو بزم۔ موت کو زیست۔ لوک سنان کو جنان زندہ کو غازی مردہ کو شہید۔ خلوص دل سے ماننے والے تھے۔ اس لئے مناس بھی باول بریاں وچشم گریاں اس جنگ سے بھاگ نکلا۔ اور فوج کثیر کے ساتھ مارا گیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے قلعہ والوں کو کہلا بھیجا۔ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي السَّحَابِ لَحَمَلَنَا اللّٰهُ إِلَيْكُمْ أَوْ لَأَنْزَلَكُمْ إِلَيْنَا فَيَنْظُرُوا فِي أَمْرِكُمْ وَرَآءَ مَا تَقِفُ أَهْلُ حِمْصَ۔ اگر تم آسمان پر چلے جاؤ تو بھی اللہ تعالیٰ ہم کو تمہارے پاس پہنچا دیگا۔ یا تم کو ہمارے پاس اتار لائیگا۔ پس اپنی حالت کو سوچ لو اور اہل حمص کر دیکھ لو (تاریخ سید احمد مکی)

امیر خالد رضی اللہ عنہ کا اس قدر عزم بالجزم اور دلیرانہ استقلال دیکھ کر ڈر گئے اور صلح پر آمادہ ہو گئے۔ چونکہ یہ شہر ایک سرحدی ناکہ اور خطرناک مقام تھا۔ اس لئے جنگی ضرورت کے لحاظ سے فصیل قلعہ کو گرا دیا۔ باقی ہر طرح سے شہر والوں کی حمایت کی گئی۔ اس فتح کے بعد امیر خالد رضی اللہ عنہ نے شہنشاہ ہرقل کی طرف توجہ کی جو اس وقت شہر رہا میں تھا۔ حالانکہ اس وقت خالد رض کی ہمراہ ہزار سے کم سوار تھے مگر خالد کا نام سنتے ہی شہنشاہ ہرقل قسطنطنیہ کو بھاگ گیا۔ اور ملک شام سے نکلتے وقت ایک پہاڑ شمشاط پر چڑھ آہ سرد بھر کر کہنے لگا۔ ابیات

الوداع اے شام سر خیل جہاں	الوداع اے مولد پیغمبران
الوداع اے جنت روئے زمین	الوداع اے مہبط روح الامین

مخالف چہ باشد کہ خالد منم غزائے براہ خدا ست کنم

رومیوں نے بھی خوب دل کھولکر لڑائی کی اور جان فروشی کی داد دی مگر ان غازیوں
سے جو بچی اور شہید ہیں ہوئے حدیث آلا یفضلہ الصدیقون الا بفضل
درجۃ النبوۃ) صرف درجہ نبوت کا فرق بتلاتے تھے۔ عہدہ برآنہ ہو سکے اور
بھاگ نکلے اور قلعہ بند ہو گئے مگر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مدبرانہ تعاقب سے
رومیوں کا بہت نقصان ہوا۔ اب غازیوں نے قلعہ پر دلیرانہ حملے شروع کئے
اور اللہ اکبر کی ہیبت اور متواتر گونج نے شہر میں زلزلہ ڈالدیا۔ اور فصیل کا کچھ حصہ
گرادیا جس سے محصورین کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور درخواست صلح کی اور
جن شرائط پر دمشق والوں سے صلح کی گئی تھی۔ اسی طرح یہاں بھی کی گئی۔ اور
ہر طرح کی آزادی قائم رکھی گئی۔ بعد ازاں اسلامی لشکر۔ اہالیان حماۃ معرۃ النعمان
کو صلح سے امان دیتا ہوا لاذقیہ میں پہنچا۔ جہاں کے لوگ مقابلہ سے پیش آئے
اس شہر کے مستحکم کو دیکھ کر یہ تدبیر کی گئی کہ میدان میں بہت سے غار زمین
دوز اس ہوشیاری اور احتیاط سے کھدوائے گئے کہ عیسائیوں کو خبر تک نہ ہوئی
ان غاروں میں سوار بخوبی چھپ سکتے تھے۔ جب یہ غار تیار ہو گئی۔ تو مسلمان قلعہ
سے دور ہٹ کر حمص کو روانہ ہو گئے۔ شہر والوں نے جو مدت کی قلعہ بندی سے
تنگ آگئے تھے۔ اور ان کے تمام کاروبار بند تھے اس کو غنیمت جانکر شہر پناہ
کے دروازہ کھول دیئے۔ اور بے کھٹکے کاروبار کرنے لگے مگر مسلمان جو رات کو
واپس آکر غاروں میں چھپ رہے تھے۔ صبح کے وقت کمین گاہوں سے نکل کر دفعتہ
آپہنچے اور دم کے دم میں شہر فتح ہو گیا۔

جنگ قنسرین

[illegible]
[illegible]

محاصرہ اٹھا کر دور چلے جائیں اور خیمہ و خرگاہ اور غیر ضروری سامان وہیں کیمپ
میں چھوڑ دیا گیا اور بہت ہی تھوڑی فوج نواح قلعہ میں رہنے دی۔ صبح کیوقت
قلعہ والوں نے خیال کیا کہ مسلمان بھاگ گئے ہیں اور باقی ماندہ بھاگنے کی
میں ہیں۔ عیسائی نہایت دلیر ہو کر قلعہ سے نکلے کچھ تو لوٹ مار کرنے لگے۔ او
باقی فوج کو ساتھ لیکر گورنر حمص نے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ یہ قلیل جماعت
لڑتی بھڑتی گنتی مرتی عیسائی فوج کو قلعہ سے دور سپہ سالار اسلام تک کھینچ لا
جو پہلے ہی ایک مناسب موقعہ پر اپنے شکار کا منتظر کھڑا تھا جب دشمن عین ا
کے مقام پر پہنچ گیا۔ تو لشکر اسلام کو حملہ کا حکم دیا گیا۔ خالد رضی اللہ عنہ اپنے
اعمام مخزومی بہادروں کے ساتھ سب سے آگے بڑھے اور اپنی مشہور جستی ا
بہادری سے مخالف فوج کو روک دیا۔ مگر عیسائی قدر اندازوں نے فوراً صف با
کر تیر برسانے شروع کئے۔ اور مسلمان ڈھالوں کی آڑ میں گھٹنے ٹیک کر بیٹھ
گئے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ادھر سے حملہ کرنے میں سراسر نقصان
ہے۔ چکر لگا کر دشمن کے دوسرے پہلو پر جا گرا۔ جہاں ایک بڑا بہادر اور پہلوا
جنرل خالد رضی کو تلاش کرتا ہوا مل گیا۔ اور پھرتی سے تلوار کا وار کیا۔ مگر خا
کمال مہارت جنگی کے سبب بال بال بچ گئے۔ اور خالد رضی اللہ عنہ نے جو تلو
کی ضرب لگائی گو مخالف کے سر پر پڑی مگر خود پڑتے ہی تلوار کا پھل علیحدہ جا
اور خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں صرف قبضہ شمشیر رہ گیا۔ مگر عیسائی جنرل
کچھ ایسا رعب چھایا کہ دوسرا وار نہ کر سکا اور خالد رضی اللہ عنہ نے قریب پہنچ
مخالف کو زمین سے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اور اسی کی تلوار لیکر قتل کیا اور کچھ
خاص اپنے قبیلہ بنی مخزوم کو ساتھ لیکر حملہ کیا اور رومیوں کی صفوں کو الٹ دیا
جدھر حملہ کرتا تھا بہادروں کے دلوں کو ہلا دیتا اور للکار کر کہتا۔ از مولف ۔

بدین تیغ ہندی پہلو شگاف گریزد زمن دیو روز مصاف
زہیبت من شیر دشمن گزائے کجا جان برد روے سست پائے

[illegible] اور شاہزادہ سردار وغیرہ سب
طرف سے بھاگ کر یہیں آ جمع ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ موسم جاڑے کا آ گیا
سردی سخت پڑنے لگی۔ رومیوں نے یہ سوچ کر کہ عرب گرم ملک کے رہنے
والے ہیں اور سرمائی سامان کم رکھتے ہیں۔ جاڑے کی شدت سے ڈر کر خود
بخود چلے جائیں گے۔ ورنہ بصورت قیام سردی میں ٹھٹھر کر مر جائینگے قلعہ بند
ہو گئے اور وہ یہ بھی خیال رکھتے تھے کہ شاہ ہرقل مدد دیگا اور جزیرہ والے
عیسائی بھی آئینگے اور سب ملکر اہل اسلام کا مقابلہ کرینگے۔ مگر جزیرہ والوں
کو تو سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ والی عراق نے کوفہ سے فوج بھیج کر جزیرہ
سے باہر قدم رکھنے نہ دیا۔ اسلامیہ لشکر نے شہر حمص کو گھیر لیا۔ مگر موسم کی
سخت سردی اور قلعہ کی مضبوطی نے تسخیر میں توقف ڈالدیا۔ اب محاصرہ
کا اٹھانا کمزوری کا نشان تھا اس لئے بدستور فوج محاصرہ کئے پڑی رہی۔
اور امیر خالد رضی اللہ عنہ چند بہادروں کے ساتھ ایسے کڑکے کے جاڑے میں اسقن
اور شیزر وغیرہ حصار و قصبات کو بزور شمشیر فتح کر لیا۔ اور شہر بعلبک صلح سے
فتح ہو گیا اور امیر خالد رضی اللہ عنہ کی ہمت سے سامان رسد کی فراوانی ہو گئی۔
مجاہدین اسلام نے جاڑا خوشی خوشی گذار دیا۔ جوں ہی ہاتھ پاؤں کھلے چار
ہزار حبشی غلاموں کو حملہ پر مامور کیا اس سے غرض یہ تھی کہ قلعہ حمص کی ادنے
فوج کے لئے مسلمانوں کے غلام ہی کافی ہیں۔ قلعہ والے جوش غیرت سے
قلعہ سے باہر نکلے۔ اور حبشیوں پر آ پڑے جو مسلمانوں کا عین مدعا تھا لڑائی
کا بازار گرم تھا۔ کہ عرب کے شیر آ پہنچے۔ اور عیسائی نقصان کثیر اٹھا کر قلعہ کو
واپس چلے گئے۔ پھر کئی روز تک اندر باہر سے معمولی لڑائی ہوتی رہی جس میں
حملہ آوروں کا زیادہ نقصان ہوتا رہا۔

آخر خالد رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز سوچی کہ کسی طرح عیسائیوں کو قلعہ سے
دور باہر نکال کر میدان میں لڑائی کی جائے۔ اس لئے ایک رات تمام فوج کو حکم دیا کہ

دمشق سے مغرب کی طرف مسلمانوں کو جا روکا اور اسی دن رومی جنرل نقش یورپ سے تازہ دم فوج کثیر لیکر پہنچا تھا جو فوراً میدان جنگ کو روانہ کیا گیا تھا عیسائیوں نے یہ منصوبہ کیا تھا کہ کسی طرح خالد اور ابو عبیدہ کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے اور اس طرح سے مسلمانوں کی مجموعی طاقت کو کمزور کرکے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس لئے رومی جنرلوں نے دو طرف سے لڑائی شروع کی جنرل توذر کا امیر خالد رضی اللہ عنہ سے اور جنرل نقش کا سردار لشکر ابو عبیدہ سے مقابلہ ہوا۔ جنرل توذر دمشق کی فتح کے بہانہ سے دمشق کو روانہ ہوا۔ چونکہ دمشق میں یزید بن ابی سفیان کے ساتھ فوج بہت تھوڑی تھی اور عیسائی بالکل پر اعتبار نہ تھا۔ اس لئے امیر خالد رض کو مجبوراً جنرل توذر کا پیچھا کرنا پڑا اور یزید حاکم دمشق کو کہلا بھیجا جس نے قلعہ سے نکل مقابلہ کیا۔ امیر خالد رض پیچھے سے جا پڑا۔ رومی نرغہ میں آگئے خالدی حملات نے ان کو اس بات کر دیا۔ جنرل توذر مارا گیا۔ فوج بھاگ نکلی۔ مگر جان بہت کم ہوئے۔ اکثر تہ تیغ ہو گئے۔

یہ فتح پاکر خالد رضی اللہ عنہ فوراً ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے جا ملے جو دشمن سے لڑ رہے تھے۔ اس موقعہ پر رومی جنرل نقش نے خوب شجاعت اور جنگی قابلیت دکھائی۔ اور فوج بھی کمال شجاعت سے لڑی تھی جنرل نقش کے مارنے میں بھی کامیاب ہو گئے جس کے گرتے ہی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور میدان سے بھاگ نکلے اور ہزاروں کام آئے یہ خبر پاکر شہنشاہ ہرقل گورنر حمص کو چند ضروری ہدایات دیکر خود انطاکیہ کو چلا گیا۔

جنگ حمص (۱)

اسلامی لشکر نے یہ میدان مار کر حمص پر چڑھائی کی۔ جو اعلیٰ درجہ کا مضبوط قلعہ تھا سامان جنگ اور رسد وغیرہ برسوں کے لئے موجود تھا۔ اور فوج بھی جدید اور قلعہ

ذمی اشخاص کو جہالت و صداقت نور و ظلمت عصیان و عرفان کے موازنہ کا موقع مل سکے۔ جوں ہی شاہانہ جابرانہ اثر اور دیگر زبردست فوجی رکاوٹیں دور ہوئیں اور تبلیغ کا راستہ صاف ہوا فوراً تلوار میان میں کی جاتی تھی۔ حال کی فاتح اقوام کی طرح نہ تو مفتوح ممالک کے رئیسوں کا رسوخ کم کیا جاتا تھا اور نہ ان کی طاقت کی کوئی خاص حد مقرر کیجاتی تھی۔ نہ رعایا کی جنگی حرارت کے سلب کرنے کے لئے کوئی نرالا حکم نافذ کیا جاتا تھا اور نہ اُن کے ابواب مداخل میں مشکلات پیدا کی جاتی تھیں مذہب میں کامل آزادی دیجاتی۔ سوا معمولی رقم جزیہ (ٹیکس) کے اور کسی قسم کا واسطہ اُن کی تجارت۔ حرفت۔ زراعت سے نہ رکھا جاتا۔

چونکہ اِن بزرگوں کی جنگی کارروائیاں محض قرآن حمید کی منادی کے لئے تھیں اور تعمیل آیہ کریمہ یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ[1] کے قرآن مجید کا سنانا ان کا فرض تھا یہی وجہ تھی کہ رعیت کی کسی چیز سے لالچ نہیں رکھا جاتا تھا۔ ان کو یقین تھا کہ خدا کے پاک کلام کا ضرور اثر پڑے گا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ اسلام کی صداقتیں دیکھ کر لاکھوں بلا خوف و رجا دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

جنگ مرج الروم

اس کے بعد کئی ایک امصار مثل صیدا۔ بیروت۔ بیسان۔ وغیرہ۔ دحیہ کلبی۔ معاویہ بن ابوسفیان اموی شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم نے آسانی سے فتح کر لئے اب بہت نزدیک ایک حمص مضبوط شہر رہ گیا تھا۔ جہاں پر رومی فوجوں کا اجتماع تھا۔ اس لئے ابوعبیدہ اور خالد رضی اللہ عنہم حمص کو روانہ ہوئے شہنشاہ روم نے یہ خبر پاکر لشکر جرار جنرل توذر کی ماتحت مسلمانوں کے مقابلہ میں بھیجا پس نے

---

[1] سلہ اے رسول جو احکام تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئے ہیں بلا کم و کاست لوگوں کو پہنچا دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھا جائیگا کہ تم نے خدا کا کوئی پیغام بھی لوگوں کو نہیں پہنچایا ۱۲

حصہ فوج پر حملہ کیا تو عیسائیوں کے حوصلہ پست ہو گئے اور ہزاروں مقتول و مجروح
اور لاکھوں کا مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ گئے اور ہزاروں ولدل میں پھنس کر رہ گئے
رعیت نے اطاعت اختیار کی ۔ اُن کے مال و جان ننگ و ناموس کی حفاظت
کی گئی ۔ مذہبی رسوم کے ادا کرنے کے لئے کامل آزادی دی گئی ۔ اُن کے گرجے
[illegible] تجارت و زراعت کے جملہ حقوق رومی سلطنت سے بڑھ کر
یا گو عیسائی تھی ۔ لیکن خود غرض اور عیاش
ن حکومت کو زیادہ پسند کرنے لگی ۔ اور تمام
ار وغیرہ کے باشندے سپہ سالار اسلام کی
نے لگے ۔ جملہ شرائط ناموں میں رعیت کی جان
بادت گاہوں اور مذہبی آزادی کے برقرار

رِ شمشیر پھیلایا گیا ہے اُن کو سوچنا چاہئے کہ اگر
حکا اور کونسا موقعہ مل سکتا تھا ۔ مسلمان شہری
ے بعد اپنا لوہا منوا چکے اور ان اضلاع سے بالکل
ی کا مادہ بالکل نہیں رہا تھا ۔ صرف فاتح قوم کے
ع اسلام میں جبر جائز نہیں ہے اور اصحاب کبار
کے خاص تعلیم علمی و عملی سے مستفیض ہو چکے ہوتے
اف کس طرح عمل ہو سکتا تھا ۔ ان کی ساری مصلحت
ی محدود تھی اور نہایت موزون تھی ۔ اصل غرض
ا جاتا تھا ۔ اگر اسلام سے انکار ہوتا تو کہا جاتا کہ
یر محدود فوجی طاقتوں سے علیحدگی رکھو تاکہ
ے ان بلا روک ٹوک آجا سکیں ۔ اور اپنے حسن
کھلا کر اسلام کا نورانی اثر ڈال سکیں اور خود

آگئے اور بہادرانہ لہجہ میں خدائے پاک حکم اور سچا وعدہ آیہ کریمہ فلیقاتل فی سبیل
اللہ الذین یشرون الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ ومن یقاتل فی سبیل اللہ
فیقتل او یغلب فسوف نؤتیہ اجرا عظیما[۱] سنا کر مسلمانوں کو جنہوں نے نسل
آدم کی روحانی بہبودی اور مفاد عام کے لئے جہاد کی جان ہار ڈیوٹی کفار کی
غیر محدود اور لاانتہا آبادی کے مقابلہ میں اپنے ذمہ لی ہوئی تھی گرما دیا۔ اور پر
زور حملہ سے دشمن کے مقدمۃ الجیش کو ہرا دیا۔ مگر رومیوں کے تیر اندازوں نے
سخت تیر برسائے اور اہل اسلام کو بہت نقصان پہنچایا۔ دانا و تیز فہم امیر
خالد رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ اس مورچہ پر زیادہ زور دینے سے اندیشہ نقصان
ہے گو زور شمشیر سے فتح کیا جا سکتا ہے لیکن بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہو جائیں گی۔ جس کا جوابدہی
میرے ذمہ ہے فوراً ادھر سے پہلو دے کر مخالف کے میمنہ پر جھک پڑا جس میں
کسی قدر تیر انداز کم تھے۔ رومی رسالوں نے بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور آگے
بڑھنے نہ دیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ذرہ پیچھے ہٹنا شروع کیا جس سے عیسائیوں
کے حوصلے بڑھ گئے۔ جبکہ میمنہ کی فوج سوارہ نے دیگر افواج سے آگے بڑھ
کر اسلامی فوج کا پیچھا کیا اور رومی ترتیب صفوف میں خلل پڑا تو امیر خالد رضی
اللہ عنہ نے اس زور سے حملہ کیا کہ عیسائیوں کو جو فتح کی امید موہوم تھی جاتی
رہی اور شکست کی یقینی صورت دیکھنی پڑی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے مقابل
فوج کے دھوئیں اڑا دیئے اور صفوں کی صفیں الٹ دیں۔ گیارہ بہادر اور معزز
افسران رومی کو اپنے ہاتھ سے تہ تیغ کیا۔ دشمن کے میسرہ کو قیس بن ہبیرہ مرادی
نے اور اس کے قلب کو بہادر ہاشم بن عتبہ زہری نے غازیوں کے ہولناک حملوں
سے کمزور کر دیا۔ لڑائی سخت گھمسان کی پڑی اور عیسائیوں نے کمال درجہ کی
بہادری دکھائی۔ مگر جب امیر خالد رضی اللہ عنہ نے دشمن کے میمنہ کو بھگا کر ما[illegible]

[۱] سورۂ نساء پ۵) [illegible]
[illegible]

اسی موقع کے لئے ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ؁ پڑھ کر اور نمازیوں کو طریق جنگ کی ہدایت سنا کر اور ان کے حوصلوں کو بڑھا کر اپنے رکاب کے رسالہ لے کر ٹوٹ پڑا۔ رومیوں نے اگرچہ جان توڑ مقابلہ کیا۔ لیکن خالد رضی اللہ عنہ کی تیزی اور تندی کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ آخر مخالف فوج کو بہت سا نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ دشمن مجاہدین اسلام کے ہاتھ دیکھ چکا ہے۔ اور ہمت ہار چکا ہے۔ عام حملہ کا یہی وقت ہے۔ یہاں کیا دیر تھی۔ فوراً میمنہ و میسرہ جناح وساقہ کے افسر مقدس اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرر کئے گئے۔ لیکن دوسری طرف رومی سپہ سالار نے بھی غضب کی لیاقت جنگی دکھائی۔ اپنی فوج کو پسپا ہوتے دیکھ کر تمام فوج کے ساتھ فوراً میدان میں آکھڑا ہوا۔ اور بگڑے ہوئے کھیل کو اس طرح سنبھال لیا اور اپنی فوج کو جو تقریباً پچاس ہزار تھی آگے پیچھے پانچ صفوں میں اس طرح قائم کیا۔ اگلی صف میں برابر سوار کے پیادے دائیں و بائیں دو دو کامل نشانہ باز تیر انداز مقرر کئے اور میمنہ و میسرہ پر سواروں کے رسالہ اور پیچھے پیادہ فوجیں کھڑی کیں۔ اس ترتیب سے رومی باجے بجاتے اور قومی گیت گاتے مسلمانوں کی طرف بڑھے۔ اس وقت خالد رضی اللہ عنہ سب سے اگلی صف کی کمان کر رہے تھے۔ مخالف کی یہ جرأت دیکھ نہایت جوش میں

؁ سورہ انفال پ ۱۰ ترجمہ اے ایمان والو جب تمہاری کسی جماعت سے مڈبھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ آخرکار تم فلاح پاؤ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم جو جہاد کے بارہ میں ہے (مانو) اور آپس میں اختلاف نہ کرو جھوٹ سے تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور لڑائی کی سختیوں پر صبر کرو۔ اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

اسکو سلامی کہتے ہیں - جب دمشق کا محاصرہ کیا گیا تھا تو اس وقت کچھ فوج
دیگر جنگی مقامات کی طرح فحل پر بھی اس غرض سے بھیجی گئی تھی - کہ وہاں
کی عیسائی فوج کو محصورین دمشق کی امداد پر نہ آنے دے - اور موقعہ پائے
تو کچھ کارروائی بھی کرے - مگر چونکہ فحل میں اسّی ہزار کی فوجی جمعیت تھی -
اس لئے کچھ پیشرفت نہ گئی - یہ فائدہ ضرور ہوا کہ دشمن نواح فحل سے باہر
قدم نہ نکال سکا - دمشق کی فتح کے بعد یزید بن ابوسفیان اموی رضی اللہ
عنہ تو گورنر دمشق مقرر ہوا - اور خالد اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما فحل کو روانہ
ہوئے - فحل کے نواح میں زمین شورہ زار تھی - رومیوں نے نہر کا پانی کاٹ
کر چھوڑ دیا - جس سے زمین دلدل ہو گئی جو انسان و حیوان اس میں داخل
ہوتا تھا نکل نہ سکتا - صرف ایک تنگ رستہ تھا جہاں پر عیسائیوں کے
سخت مورچے تھے اور وہاں سے گذرنا مشکل تھا - مسلمان حیران تھے کہ کیا
کریں نہ تو سرنگ لگ سکتی تھی نہ قلعہ پر حملہ ہو سکتا تھا - عیسائیوں نے
ایک رات چھاپا مارا - مگر چونکہ مسلمانوں کا پہرہ چوکی درست تھا اور علاوہ
اس کے ہزاروں مسلمان عبادات الٰہی میں مصروف شب بیدار تھے - اس
لئے اس تدابیر سے رومیوں کو کچھ فائدہ نہ ہوا - ہاں مسلمانوں کی مراد
پوری ہوئی - جو خدا سے چاہتے تھے - کہ کہیں عیسائی قلعہ اور دلدل سے
نکل کر مقابلہ کریں - اس لئے جوں ہی خبر پہنچی - خالد رض نے سواروں کا رسالہ
لیکر حملہ آور فوج کو جا روکا - اور اسلامی لشکر کے ہراول قیس بن ہبیرہ نے
بحکم خالد رضی اللہ عنہ معرکہ آرائی سے دشمن کے تند سیلاب کو آگے بڑھنے
سے روک دیا - یہ دیکھ کر ایک اور تازہ دم عیسائی فوج نے حملہ کیا - امیر خالد رض
نے میسرہ میں مسروق کو حکم دیا کہ اپنی ماتحت فوج کو لیکر مقابلہ کرے - لڑائی
برابر تول کے ہو رہی تھی کہ رومیوں کا تیسرا زبردست دستہ لشکر بہادر جرنیل
سکار کی ماتحت نکلکر لڑائی میں آ شامل ہوا - پس بہادر خالد رضی اللہ عنہ جو

کا سامنا کیا۔ خالد رضی اللہ عنہ جو اوّل درجہ کے صابر و محتسب تھے۔ شیر کی
طرح مقابلہ میں ڈٹ گئے اور پے در پے حملات کرنے لگے اور توما گورنر دمشق
کو ضرب شمشیر سے ہلاک کیا۔ دیگر صحابہ رضی نے بھی کمال درجہ کی شجاعت دکھائی
نتیجہ یہ ہوا کہ رومی فوج بھاگ نکلی۔ جنرل ہربیس جو عیسائی فوج کی جان تھا
اس کے تعاقب میں امیر خالد رضی اللہ عنہ دور نکل گئے۔ اور ایک تنگ درہ
میں ہربیس رومی بہادروں میں گھر گئے۔ مگر ذرہ نہ گھبرائے۔ جنرل ہربیس نے
موقعہ تاڑ کر خالد رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے تلوار کی ضرب لگائی۔ اگرچہ وہ خود
کاٹ کر عمامہ پر پڑی لیکن مہارت جنگی کے سبب امیر خالد رضی اللہ عنہ بال بال
بچ گئے۔ مگر جب انہوں نے اللہ اکبر کہہ کر سیف کی ضرب لگائی تو جنرل
ہربیس دو ٹکڑے ہو کر گرا اور آسمان و زمین سے یہ ندا آئی ؎

بدیں زور و بالا بدیں دست و تیغ بدیں ناوک و تیر بارندہ میغ
ندیدہ زمان در جہاں تاکنوں نیامد چو خالد سوارے بروں

اس کے بعد چونکہ دشمن تتر بتر ہو چکا تھا۔ امیر خالد رضی اللہ عنہ نے تعاقب
سے ہاتھ اٹھا لیا اور مال غنیمت کو جمع کیا۔ بیشمار قیمتی اسباب ریشمی ہاتھ لگا
اسی وجہ سے اس لڑائی کو مرج الدیباج کہتے ہیں۔ عیسائی عورتوں نے بھی
اس لڑائی میں حصہ لیا تھا اور خوب داد شجاعت دی تھی۔ شہنشاہ ہرقل کی
بیٹی جو دولہی تھی جو رافع بن عمیرہ الطائی کے ہاتھ گرفتار ہوئی تھی شہنشاہ
ہرقل کو سخت رنج ہوا۔ اور اس کی رہائی کے لئے بہت سا زر فدیہ پیش کیا۔
مگر سپہ سالار اسلام نے نہایت فیاضی سے بلا حصول عوضانہ عزت و حرمت
کے ساتھ شہنشاہ ہرقل کے پاس بھیج دی۔ اور اسلام کی پاکیزگی اور سیر چشمی کو
ثابت کر دکھایا۔

جنگ فحل

فحل شہر طبریہ کے پاس صوبہ اردن میں واقع تھا جو آج کل ویران پڑا ہے

رکھتے ہیں۔ اس کا عزم بالجزم ہر ایک مشکل کے حل کرنے کے لئے تیار ہے وہ اپنی ذہین اور مستقل طبیعت سے وقت کے موافق نئی نئی تدبیریں سوچ سکتا ہے اور کامیاب ہو سکتا ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ کا جھنڈا بطور یادگار فتح صدیوں تک دمشق کی جامع مسجد پر لہراتا رہا۔

جنگ مرج الدباج

تمام فوجی اشخاص اور کچھ لوگ رعایا میں سے جن کو مسلمانوں کی اطاعت میں رہنا منظور نہ تھا اپنا کل مال و اسباب لیکر گورنر دمشق کے ساتھ شہر سے نکل گئے اور گورنر نے بھی تمام خزانہ اور قیمتی اسباب اور جنگی سامان بقدر ضرورت سمیٹ لیا باقی باندوں نے اطاعت مان لی جن کو پوری آزادی سے اسلام کی حفاظت میں لیا گیا اور شہر میں بخوبی امن و امان قائم کیا گیا۔ لیکن خالد رضی اللہ عنہ کو دمشق کی فوج جرار سے جو تمام ساز و سامان لیکر صحیح و سالم نکل گئی تھی۔ خیال ہوا کہ شہنشاہ ہرقل اس فوج سے ضرور مفید کام لیگا اور یہ فوج حمص یا انطاکیہ کی فوج سے مل گئی تو سخت تکلیف دہ ثابت ہوگی۔ پس امیر خالد رضی اللہ عنہ نے دل میں ٹھان لیا کہ جس طرح ہو سکے یہ فوج اور سامان قبل اس کے کہ مخالف کو فائدہ پہنچا سکے کسی طرح غارت کیا جائے۔ اس لئے جب تین دن مقررہ گذر چکے تو خالد رضی اللہ عنہ چار ہزار چیدہ سوار لیکر تعاقب میں روانہ ہوا۔

اس فوج کا رہبر یونس نومسلم تھا جو پہلے عیسائی تھا۔ اہل دمشق کے پاس چونکہ بہت کچھ بار برداری اور بھیڑ بھاڑ تھی اس لئے وہ شاہراہ کے راستہ جا رہے تھے اور خالد رضی اللہ عنہ نے ایک غیر مشہور اور دشوار گذار راہ سے جو قریب تر تھی پیچھا کیا اور اس طرح سے پہاڑوں سے نکل کر چند روز بعد دشمن کو ایک چراگاہ میں جا لیا۔ عیسائیوں نے یہ خیال سے کہ مسلمان تھوڑے ہیں دلیری سے مقابلہ کیا اور زیادہ جرأت دکھائی تو آگے چند فوجی جانثاروں کے ساتھ بذات خاص خالد رضی

یہ تینوں بہادرانہ کارروائی کی تھی اور ابھی وہی ایک دروازہ کھلا تھا جس پر خالد ہی دستہ تعینات تھا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو علم نہ تھا اس لئے عہد نامہ پر جو دستخط کر دیئے جس کے رو سے کل اہل دمشق کو جان و مال سے امان دی گئی۔ ابو عبیدہ وغیرہ سرداران تو صلح کی حالت میں داخل دمشق ہوئے و خالد رضی اللہ عنہ فتح کا پھریرا اڑاتا شمشیر بکف آ رہا تھا کہ دونوں سرداروں کا ملاپ عین وسط شہر میں بڑے گرجا کے پاس ہوا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے جان پر کھیل کر اس مضبوط شہر کو بزور شمشیر فتح کیا ہے۔ قابل امان نہیں ہے۔ مگر ابو عبیدہ رضہ نے کہا کہ میں امان دے چکا ہوں اور ایک عام مسلمان کی ذمہ داری بھی کل مسلمانوں کو جوابدہ قرار دیتی ہے۔ اسلام میں عہد شکنی اور وعدہ خلافی حرام ہے۔ اس حصن حصین کی عالیشان فتح کے بعد جو طویل محاصرے کے بعد محض آپ کی بے نظیر شجاعت اور تدبیر سے حاصل ہوئی ہی کمزور دشمن کو امان دینا اور ان کے کروڑوں کے مال و متاع کی پرواہ نہ کرنا اسلام کی فیاضی اور فراخ حوصلگی ظاہر کریگا۔ گو ہم سے دستخط بے خبری میں کرا لئے گئے ہیں اور رومیوں نے ایک قسم کا دھوکا دیا ہے لیکن اسلام میں عہد شکنی اور وعدہ خلافی حرام ہے آپ جانے دیجئے۔ آخر خالد رضہ نے مان لیا اور حکم دیا گیا کہ تین دن تک امان ہے بعد ازاں اہل دمشق میں سے جو جزیہ دینے اور اطاعت قبول کرنے کے بغیر مسلمانوں کے قابو میں آ گیا وہ داخل عہد نامہ نہیں ہوگا۔ یہ بھی روایت ہے کہ امیر خالد رضہ نے قلعہ دمشق کے نیچے سرنگ لگا کر چند بہادروں کو شہر میں سرنگ کے راستہ داخل کیا تھا اور انہوں نے دروازہ کھول دیا تھا۔ بہر حال جس طرح کہ وہ میدانی معرکوں میں جنگی لیاقت اور شجاعت دکھا کر بے نظیر جرنل ثابت ہو چکے تھے۔ اسی طرح اس عالیشان شہر کی فتح سے خالد رضی اللہ عنہ کی قلعہ شکن لیاقت ظاہر ہوئی اور ثابت ہو گیا کہ خالد کی ہمت و تدبیر کے سامنے دشت و جبل قلعہ و میدان بحر و بر یکساں ہیں۔

کر رکھا تھا۔ کہ اتنے میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ جو اپنے مورچہ کے دشمن کو بھگا چکے تھے شرجیل کے مورچہ پر مخالفوں کا زور سن کر اپنی جگہ رافع طائی کو چھوڑ کر اور چار سو سوار لیکر شرجیل کے پاس پہنچ گئے اور سخت لڑائی کے بعد دشمن کو قلعہ کے اندر جانے پر مجبور کیا۔ اس قسم کی لڑائی ہوتی رہتی تھیں۔ اور فتح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ چونکہ محصورین کو قلعہ کی مضبوطی اور فوج و سامان جنگ و خوراک کی کثرت کے سبب سے ہر طرح اطمینان خاطر تھا اس لئے ایک رات گورنر دمشق نے اپنے ہاں بیٹا پیدا ہونے کی تقریب میں ایک عام دعوت کی اور محفل رقص و سرود گرم ہوئی۔ شراب کا دور چلنے لگا۔ چونکہ ایک شاہی جلسہ تھا۔ اس لئے تمام فوج اور شہر والوں نے خوشی اور سرور میں حصہ لیا۔ محافظین قلعہ بھی مجلس شراب میں شامل اور اپنی ڈیوٹی سے غافل ہو گئے۔ امیر خالد رضی اللہ عنہ رات کو کم سویا کرتے تھے ان کا وقت عموماً خدا کی یاد میں گذرتا تھا۔ یا جنگی تدابیر کے سوچنے میں شہر میں ہائے دھو کا شور سنکر سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ شاہی جلسہ ہو رہا ہے۔ بھلا خالد جیسا نڈر بہادر ایسے موقع کو ہاتھ سے کب جانے دیتا تھا۔ فوراً اُٹھے اور ایک سو بہادران کو ساتھ لیا جو شہر پناہ کے نیچے پانی سے خندق بھری تھی۔ مشک کے ذریعہ پار اُترے اور کمند ڈال کر دیوار پر چڑھ گئے اور اوپر جا کر رسی کی سیڑھی کمند (کیل) سے اٹکا کر نیچے لٹکا دی۔ اور اس ترکیب سے سو بہادروں کو فصیل پر چڑھا لیا اور پھر دربانوں کو قتل کر کے دروازہ کھول دیا اور اپنی ہمراہی فوج کو جو پہلے ہی تیار کر لی تھی۔ اندر داخل کر لیا۔ اور رومیوں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ گورنر دمشق اگرچہ کچھ فوج لیکر امیر خالدؓ کے مقابل ہوا۔ مگر ہزاروں کی موت کا باعث ہوا۔ آخر مایوس ہو کر قلعہ اُرک میں محصور ہو گیا۔ رومیوں نے یہ رنگ دیکھ کر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے جو نرم مزاج تھے۔ درخواست صلح کی۔ چونکہ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی تدبیر و ہمت سے بزور شمشیر

بہادر جنرل تھا۔ سامانِ رسد و جنگ وہاں بافراط موجود تھا۔ سپاہ بھی بکثرت تھی۔ مسلمانوں نے اگرچہ بہت زور لگایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ڈیڑھ ماہ دس یوم کامل محاصرہ رہا۔ اس اثناء میں معمولی محاصرہ کی لڑائی کے علاوہ جو روزمرہ فریقین میں ہوتی رہتی تھی۔ چند بار عیسائی بہادروں نے قلعہ سے نکل کر بھی میدان کارزار گرم کیا اور خوب دادِ شجاعت دیکر اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا کر قلعہ میں واپس جاتے رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب ایام محاصرہ کو طول ہوا۔ تو گورنر دمشق نے پرجوش مذہبی تقریر کے بعد فوج کو اس بات پر آمادہ کیا کہ عربوں کو بے خبری میں جا دبایئں۔ بالاتفاق یہ تجویز قرار پائی کہ کل علی الصباح پو پھٹتے ہی تمام فوج یکبارگی دروازہ کھول کر مسلمانوں پر جا پڑے۔ چنانچہ وقت مقررہ پر رومی فوج ہر ایک دروازہ سے نکل کر دلیری سے حملہ آور ہوئے۔ مسلمان بے خبر تھے۔ کوئی نماز پڑھ رہا تھا۔ کوئی وضو کر رہا تھا۔ کوئی قرآن خوانی میں مشغول تھا۔ کوئی دیگر ضروریات میں مصروف تھا۔ کہ پہرہ والوں نے سرداروں کو اطلاع دی۔ مسلمانوں کی سپاہیانہ سادگی اور تابعداری مشہور ہے۔ حکم ملتے ہی فوراً تیار ہو گئے اور اپنے اپنے مورچہ کو سنبھال لیا۔ خود گورنر دمشق اس دروازہ سے نکلا کہ جس پر شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے دستہ کی متعیناتی تھی اور لڑائی کا زور بھی ادھر ہی تھا اس دروازہ پر کہ جدھر ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لڑائی میں مسماۃ ام ابان کا بہادر شوہر جنرل تو ماکے تیر سے مارا گیا۔ ام ابان نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر ہتھیار پہن لئے اور اپنے شوہر کے قاتل سے انتقام لینے کے درپے ہوئی۔ اور ایک ایسا تیر جوڑ کر لگایا کہ گورنر دمشق کی آنکھ میں نشانہ بیٹھا۔ اور صلیبِ اعظم اسکے ہاتھ سے گر گئی جسکو مسلمانوں نے جلدی اور بہادری سے اٹھا لیا۔ توما اور اسکے ہمراہی بہادروں نے صلیب کے لینے کیلئے سخت کوشش کی۔ مگر نہ ملی اور گورنر دمشق نے غصہ چشم کی کچھ پرواہ نہ کی اور پے درپے حملے کرنے لگے اور مسلمانوں کی صفوں کو چیرنے پھاڑنے لگا۔ اسی گیروداریں اسکا مقابلہ شرجیل بن حسنہ سے ہوا۔ دیر تک جنگ مبارزانہ ہوئی۔ اثنائے جنگ حضرت شرجیل کو تنگ

ولیکن زمن گوئے مسبقت ببرد — بمیدانِ جولدی و زاری بمرد
شہ روم را ما تُکے ساختم — باراں زمیں لرزہ اندا ختم
ترا کے تواں بانشد اے حیلہ گر — کہ آئی بہ پیشِ منِ شیر نر
پئے احمد مصطفیٰ برگزیں — گزیدہ شوی تا بد شاد دیں
وگرنہ بدوزخ رسانم ترا — ہمینت جزا و ہمینت سزا

وردان جس کو اپنی فریب مکاری پر بھروسہ تھا۔ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اور امیر خالدؓ کے بازو پکڑ لئے اور اپنے رفقا کو آواز دی۔ مگر وہ ایسی نیند سوئے تھے کہ ان کا جاگنا قیامت تک ممکن ہی نہ تھا۔ ہائے ان کے عوض میں غازی مسلمان پیک اجل کی طرح وردان کے سر پر جا پہنچے اور وردان کا سر اڑا دیا۔ امیر خالد نے نعرۂ تکبیر سے اسلامی لشکر کو حملہ کا حکم دیا۔ اور سب سے پہلے وردان کا سر نیزہ پر رکھ کر عیسائیوں پر جا پڑا۔ اپنے جنرل کا سر دیکھ کر حواس باختہ ہو گئے۔ اگرچہ اکثر بہادر قومی جوش میں خوب لڑے۔ لیکن بیدلی اور گھبراہٹ میں کیا ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کے پے درپے حملات کی تاب نہ لا سکے۔ اور میدان جنگ اور تعاقب میں پچاس ہزار رومی مارے گئے اور لاکھوں کا مال غنیمت ہاتھ لگا۔ شاہ ہرقل کے بھائی کے خیمہ میں امیر خالد نے داخل ہو کر دوگانہ شکر ادا کیا اور ہرقل کا بھائی میدان جنگ میں مارا گیا۔

فتح دمشق

اس فتح کے بعد دمشق کا محاصرہ کیا گیا اور کچھ فوج قلعہ فحل۔ اردن حمص فلسطین کے رستوں پر مقرر کی گئی۔ تاکہ محصورین دمشق کو کسی طرف سے امداد نہ پہنچ سکے۔ چنانچہ جو کمکی فوج شہنشاہ ہرقل نے روانہ کی تھی۔ اس کو ذوالکلاع حمیری وغیرہ سرداران اسلام نے روک دیا۔ دمشق ایک نہایت مضبوط قلعہ اور قدیم شہر تھا۔ وہاں کا گورنر توما شاہ ہرقل کا داماد تھا جو ایک جنگی تجربہ کار

عمل نیک کے نمونہ کی جانب مائل کر دیا - اور دل سے مسلمان ہو گیا اور علیحدہ ہو کر ابو عبیدہؓ کو عیسائیوں کے فریب کا حال بیان کیا - ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خالدؓ سے ذکر کیا جس اللہ کے بندے تھے ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین[1] پڑھکر کہا کہ حافظ حقیقی میرا ناصر و مددگار ہے - کفار کو ان کے فریب مکر کا مزہ چکھا دیگا کچھ ڈر نہیں - خاطر جمع رکھیں - عیسائیوں کو کہلا بھیجئے کہ خالد وقت مقررہ پر مقام معینہ میں پہنچ جائیگا - اس اطلاع کے پہنچنے پر رات کے وقت وردان نے دس چیدہ جان باز بہادروں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور سمجھا دیا کہ جب میں آواز دوں تو کمین سے نکل کر خالد کو مار لو - ان لوگوں کو چونکہ دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا ہتھیار اتار کر معمولی احتیاط سے سو رہے - ادہر خالد رضی اللہ عنہ نے کچھ رات گذرے دس شہسوار مثل معاذ بن جبل سعید بن زید عدوی مسیب بن نجبۃ الفزاری رافع بن عمیرۃ الطائی عدی بن حاتم طائی ضرار بن الازور قیس بن ہبیرۃ المرادی وغیرہ نامیوں کو کمین گاہ کی طرف روانہ کیا - جنہوں نے نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے دشمن کو خواب غفلت میں جا دبایا - اور دسوں کو مار ڈالا - ان کی وردی پہنکر وہیں گھات میں چھپ رہے جب صبح ہوئی تو جنرل وردان جانے ملاقات پر پہنچ کر امیر خالد کا طالب ہوا جو متانت اور سادگی سے وہاں پہنچے - وردان نے دھمکانا اور ڈرانا شروع کیا - امیر خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ صلح کی گفتگو نہیں - ؎

هراسانی از بید لرزاد را — بکہ برگ ساکن کنی باد را
ندانی بایں تیغ خارا شگاف — چہ سرہا بریدم بروز مصاف
بہ یرموک دیدی چساں تاختم — چہ گردن کشاں را سر انداختم
کہ با آن بداں لشکر بے شمار — اگرچہ نبودہ بے کارزار

---

[1] سپارہ ۳ - سورۂ آل عمران ۵ کا فروں نے داؤ کیا اور اللہ نے بھی داؤ کیا اور اللہ سب داؤ کرنے والوں اور تدبیر سوچنے والوں سے بڑھکر ہے -

عہدہ برآ ہونا مشکل ہے۔ کوئی فریب کیا جائے۔ تجویز یہ ٹھہری کہ اسلامی
لشکر کی جان خالد ہے۔ اس کو کسی طرح ہلاک کیا جائے۔ پھر باقی عربوں کا
بھگانا آسان ہے۔ صلح کی تحریک کی جائے اور خالد کو تن تنہا بلایا جائے
ادھر سے وردان مقرر ہو جائے۔ ملاقات دونوں فوجوں کے عین درمیان
قرار پائے۔ اس جگہ کے نہیں قریب دس جوان بہادر کمین میں بٹھلائے
جائیں۔ مناسب وقت پر وردان اشارہ یا کوئی خاص بولی دے۔ گھات
والے جوان فوراً نکلکر خالد کا کام تمام کردیں۔ یہ تجویز ٹھہرا ان گرداؤد
رومی سفیر کو ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس بھیجکر تجویز صلح کے
لئے خالد رض کو طلب کیا گیا۔ مگر سفیر مذکور نے جب اسلامی کیمپ میں جاکر
مسلمانوں کی سادگی زہد و عبادت تقویٰ و ورع اخلاص و انکساری قناعت
و پرہیزگاری اور جرأت ایمانی صداقت کا مقابلہ عیسائیوں کی تن پرستی عیاشی
ریاکاری غرور و جاہ طلبی حرص و آز بدعہدی اور کمزور ایمانی طاقت سے کیا۔
اسلام کی حقیقی روحانی صداقت نے اس کے دل پر سخت اثر کیا اور سمجھ گیا کہ
ان مسلمانوں کے قول و فعل میں ذرہ بھر فرق نہیں۔ انکا ہر ایک فعل رضائے
الٰہی کے حصول پر مبنی ہے ان کا جنگ و جدال بھی ذاتی غرض کے لئے نہیں
بلکہ محض بنی آدم کی بہبودی کے لئے ہے۔

ان کی کوشش توحید باری تعالیٰ کے پھیلانے کے لئے اور کفر و شرک
کے دور کرنے کے لئے ہے۔ جس کفر و شرک سے انسانی عزم و استقلال
و روحانی کمالات کے حصول میں رکاوٹیں پیدا ہوکر انتظام تمدن میں سخت
ہرج مرج واقع ہوتا ہے۔ ان تمام خوبیوں کے نتیجے کے لئے مسلمانوں
کی قلیل جماعت جان و مال سے ہاتھ دھوکر دنیا کے زبردست طاقتوں کے
موانع کو دور کرنے و استطاعت پیدا کرنا مذہبی فرض سمجھ رہے ہیں وہ کامیاب ہوسکتے ہیں
غرضیکہ ان خیالات نے سفیر کو عیسائی مذہب سے متنفر اور مسلمانوں کے

تھیں تربتر تھے۔ چونکہ گھوڑے تھک گئے تھے۔ اس لئے دونوں پا پیادہ
ہو گئے۔ اصطفان کے لئے فوراً کوتل گھوڑا آ پہنچا جس کو کہ ضرار نے بعد
قتل سائیس چھین لیا۔ اور خود سوار ہو گیا۔ رومی یہ حالت دیکھ کر سمجھ گئے
کہ اب اصطفان کی رہائی مشکل ہے۔ بہادر سردار وردان معہ اربیل اصطفان
کی مدد کو آ پہنچا جس کے دیکھتے ہی خالد رضی اللہ عنہ بھی دس سوار لیکر
ضرار کی مدد کو جا پہنچا۔ اور للکار کر کہا کہ شعر

شکار منستی کجا میروی　　　منم خالد تیز دست قوی
سرت را سپارم بپیم ستور　　　اگر تو شیری دگر پیل زور
بہ توحید یزداں بخوانم ترا　　　زتثلیث باطل تبرا نما
وگرنہ بیا دست گرداں ببیں　　　کہ گردد بتو شاہ یونان زمین

خالد کا ہیبت ناک نام سنتے ہی وردان گھبرا گیا۔ لیکن ضرار نے اپنے
حریف کو مار لیا۔ بعد ازاں ارمنی اور یونانی زبردست تیر اندازوں نے سخت تیر
باراں کی۔ اور لشکر اسلام کو نقصان پہنچایا۔ مسلمان چونکہ صرف بچاؤ کی لڑائی
لڑ رہے تھے۔ اس سے عیسائیوں کو مسلمانوں کی کمزوری کا خیال پیدا ہوا اور
فوج اسلام کے میمنہ اور میسرہ پر یکبارگی ٹوٹ پڑے۔ اگرچہ مسلمان خوب
سینہ سپر ہو کر لڑے مگر رومی بہادران نے چند مورچے چھین لئے۔ لیکن اب
ان کا جوش اور زور کم ہو گیا تھا جس کو محسوس کرتے ہی خالد رضؓ نے عام
حملہ کا حکم دیدیا۔ اور اپنی مشہورانہ عادت کے موافق سب سے پہلے اپنے
ہمراہی رسالہ سمیت تکبیر کہتا ہوا دشمن پر جا پڑا۔ اور یہ حملہ ایسے نظم ونسق
اور تندی سے کیا گیا کہ رومیوں کو صرف مقبوضہ مورچوں ہی سے نکلنا نہ پڑا
بلکہ اپنے کئی مورچوں سے بھی ہاتھ اٹھانا پڑا۔ مگر چونکہ رات ہو گئی اس لئے
فیصلہ نہ ہوا۔ اور طرفین اپنے اپنے کیمپ کو واپس چلے گئے۔ جنرل وردان
نے رات کو سرداران لشکر سے مشورہ کیا کہ عربوں سے کھلے میدان لڑ کر

ثواب اور نجات کا خیال رکھو۔ مقابلہ کفار سے بھاگنا۔ عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا ہے۔ جم کر لڑو۔ صف بندی کو ٹوٹنے نہ دو۔ پیٹھ نہ دکھاؤ۔ اپنی جانیں لڑاؤ اور بہشت کو مول لو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جان ومال جو آخر زوال پذیر ہیں۔ اور جن کا قیام وثبات محض چند روزہ ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

میں بعد وقت ظہر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے آپ صرف جنگ دفاعی اور احتیاطی کرتے رہیں۔ دشمن کے حملات کا جواب دیتے رہو۔ جب تک کہ عام حملہ کا حکم نہ دیا جائے۔ خالد رضی اللہ عنہ قلب لشکر میں جا کھڑے ہوئے اور بہادران اسلام نے لڑائی کو طول دینے کے لئے مبارزانہ جنگ شروع کی سب سے اول شیر دل ضرار بن الازور میدان میں نکلے اور اس مضمون کا رجز پڑھنے لگے۔ قطعہ

منم ضرار لشوج عدو ضرر آرم　　　　که شیر دز تیغ و سنان شرر بارم
ز قوم ارمن و یونان و روم و افرنجہ　　　　هر چہ باک کہ شمشیر جانستاں دارم

جب عیسائیوں کو معلوم ہوا کہ یہی ضرار ہے کہ جو کبھی ننگے بدن اور کبھی زرہ پہن کر لڑتا ہے۔ اور یہی جرنیل وردان کے بیٹے حمران کا قاتل ہے۔ وردان نے للکارا کہ کون بہادر آج میرا بدلہ لیگا اور میرے کلیجے کو ٹھنڈا کریگا۔ یہ سنکر گورنر طبرستان جو ایک آزمودہ کار بہادر تھا۔ ضرار پر حملہ آور ہوا۔ تین گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی اور دونوں نے جنگی کرتب دکھا کر ناظرین کو حیران کر دیا مگر آخر ضرار نے شیر جانستان سے حریف کو ہلاک کیا۔ بعد ازاں جرجان ظفان مقابل ہوا جس کے گلے میں سونے کی صلیب تھی اور نہایت قیمتی وردی پہنے ہوئے تھا۔ ایک نے دوسرے پر شمشیر و سنان کے کئی وار کئے لیکن ہر ایک اپنی مہارت جنگی کے سبب سے بال بال بچتا رہا۔ دونوں جوان سینے

کہ ہم کفار کی شدت اور کثرت سے نہیں ڈرتے۔ اللہ اور رسول اور اپنے امیر کی اطاعت میں جانبازی ہمارا اعلیٰ منتہا ہے۔ جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کی دل و جان سے تعمیل ہوگی آپ خاطر جمع رکھیں۔ جب خالد رضی اللہ عنہ عورتوں کی طرف سے خاطر جمع کر چکا۔ اور ضروری مقامات اور ناکوں سے نظم و نسق کی دیکھ بھال اور موریچوں اور ہر ایک حصہ فوج کو کیل کانٹے سے درست کر چکا تو پھر فوج کے سامنے کھڑے ہو کر باواز بلند یوں کہا:

تقریر خالد رضی اللہ عنہ فوج کے سامنے

مجاہدین! اللہ جل شانہ وعم نوالہ فرماتا ہے الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنات لھم نعیم مقیم خالدین فیھا ابدا (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور کفار کی شرارتوں سے تنگ آکر ہجرت کی اور ترقی اسلام کے لئے جان و مال کو خرچ کیا اور جنگ کیا اللہ کے ہاں انکی سب سے زیادہ بڑی عزت ہے۔ یہی لوگ مرادات دو جہانی کو پہنچے ہیں۔ ان کو خدا کی رحمت کی خوشنودی اور بہشت کی خوشخبری دو جس میں ہمیشہ تک رہنا ہوگا۔

یہ تمام درجات ابدیہ جن کا اس آیہ کریمہ میں ذکر ہے بعد ایمان جان و مال کو اللہ کے راہ میں محض حمایت اسلام کیلئے خرچ کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور آپ بارہا خلوص دل سے حاصل کر چکے ہیں بڑے بڑے جرار لشکروں کو جو توحید باریتعالیٰ کی اشاعت کے مانع تھے بھگا چکے ہیں۔ آج کا میدان اگر آپ نے مار لیا۔ تو پھر عیسائیوں کی کمر ہمت بالکل ٹوٹ جائیگی اور یہ مغرور بادشاہ پھر فوجیں اس قدر کثرت کے ساتھ جمع نہیں کر سکیگا اور یہ کام تمہاری ہمت سے کچھ بعید نہیں ہے جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

تقریر خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے اولاد تبابعہ و سرداران عمالقہ تم نے جنگ یرموک وغیرہ میں وہ کام کئے ہیں۔ جس سے خدا اور رسول تم سے راضی ہوا۔ اور مسلمانوں کی عزت کو دوبالا کیا جس کی وجہ سے تمہارا ذکر بزرگ بھی غازی مردوں میں نہایت پیار اور عزت سے کیا جاتا ہے تمہارے لئے دروازے بہشت کے کھولے گئے ہیں۔ اور کفار کے لئے دوزخ کی آگ روشن کی گئی ہے۔ تمہاری اسلامی غیرت اور ایمانی حمیت سے امید ہے کہ اگر کوئی عیسائی فوج تم پر آ پڑے تو مردانہ مقابلہ سے کفار کو مسلمانوں کی نسبت یقین دلاؤ کہ نہیں فرق انکے زن و مرد میں جماعت کی طاقت ہے ہر اک فرد میں حفاظت خود اختیاری یا سخت ضرورت کی حالت میں جہاد فی سبیل اللہ عورتوں اور مردوں پر یکساں فرض ہے۔ تم پیچھے کھڑی ہو۔ اگر کسی مسلمان کو بھاگتے دیکھو تو اس کو شرم اور غیرت دلاؤ۔ بال بچہ دکھاؤ اور کہو کہ بے حمیت لڑکے باپ چھوڑ کر کہاں بھاگے جاتے ہو۔ مرد ہو کر بھاگتے ہو۔ اور عار فرار سے عاصی بنتے ہو اور خدا تعالیٰ کے اس زبردست حکم کی نافرمانی کرتے ہو۔ آیہ کریمہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰہُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ۔

عقیرہ بنت عفار نے عورتوں کی طرف سے تسلی بخش جواب دیا اور کہا اے سردار ہماری خواہش تو یہ تھی کہ آپ ہمیں سب سے آگے نظر آئیں فوج میں گھستے اور دیکھتے کہ ہم کس طرح اسلام کی حمایت میں جان کی قربان کرتے اور کفار کو تلوار سے تہ تیغ کرتے ہیں۔ خولہ بنت ازور کی خواہر ضرار نے بھی کہا

کیسی ہی دنیوی خفت ہو اپنی مجاہدانہ کوشش میں ذرہ بھی قدم پیچھے نہیں
ہٹاتے۔ اور حمایت اسلام میں عام سپاہی اور جنرل کے فرائض میں کچھ
فرق نہیں سمجھتے۔ امیر کا حکم خواہ وہ ان کی ذاتی امتیاز کے مخل ہی ہو لیکن
تعمیل تہ دل سے کرتے ہیں۔ اور کسی قسم کا تغیر ان کے غازیانہ ارادوں میں
تکسر نہیں آنے دیتا۔ وہ رضائے الٰہی کے طالب ہیں۔ عہدہ اور منصب
انکی نگاہ حق پرست میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ غرضیکہ شاہ ہرقل نے
اسلام کی صداقت اور خالد رضی اللہ عنہ کی طبیعت کے اندازہ کرنے میں
غلطی کھائی اور مقام اجنادین میں لشکر جمع کیا۔ اسلئے سپہ سالار اسلام
نے بھی اجنادین کا رخ کیا۔ اور دمشق کا ارادہ ترک کردیا۔ رومی کمانڈر انچیف
نے ایک فاضل پادری کو خفیہ طور سے حالات دریافت کرنے کے لئے اسلامی
کیمپ میں بھیجا جس نے واپس آکر بیان کیا کہ مسلمان ایسی قوم ہے جو رات
کو راہب۔ شب بیدار۔ خدا پرست ہوتی ہے۔ اور دن کو زبردست
شہسوار بن جاتی ہے۔ ان کا انتظام سیاست ایسا درست اور مضبوط
ہے کہ اگر کوئی شہزادہ بھی چوری یا زنا کرے تو سزائے شرعی سے بچ نہیں
سکتا۔ احکام مذہبی کے سخت پابند ہیں۔ موت کو زندگی جانتے اور مذہبی
تکلیف کو راحت سمجھتے ہیں۔ اس تقریر نے رومی سپہ سالار کو اگرچہ
پژمردہ کردیا۔ لیکن ننگ و ناموس ظاہری کے خیال سے لڑائی سے نہ
ہٹا اور نہایت انتظام کے ساتھ مقابل ہوا۔

ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کا انتظام خالد بن ولید رضہ
کے سپرد کیا۔ جنہوں نے ہر ایک حصہ فوج کی کمان بہادر سرداروں کی
سپرد کی۔ اور عورات کو ہتھیار بند کرکے اس وضع سے پیچھے کھڑا کیا۔
کہ دور سے [illegible] سپاہی معلوم ہوتے تھے اور عورات سے یوں مخاطب

ہر ایک سوار کو چوبیس چوبیس ہزار مثقال اور ہر ایک پیادہ کو آٹھ آٹھ ہزار
مثقال سونا ہی ملا تھا۔ چاندی اور دیگر مال و اسباب و اسلحہ وغیرہ سامان جنگ
اس کے علاوہ تھا مسلمان اس لڑائی میں تین یا چار ہزار شہید ہوئے تھے
اور عیسائی چالیس ہزار قید ہوئے۔

جنگ اجنادین

اکثر مورخین کا قول ہے کہ اجنادین کی لڑائی یرموک کے بعد ہوئی تھی
اور بعض مورخ لکھتے ہیں کہ یرموک سے پہلے ہوئی تھی۔ اجنادین علاقہ فلسطین
میں مابین شہر رملہ اور بیت جبرین کے واقع ہے۔ یرموک کی فتح کے بعد
مسلمانوں نے دمشق کا رخ کیا تھا کہ اسی اثنا میں پتہ لگا۔ کہ شہنشاہ ہرقل
نے پھر ایک دفعہ قسمت آزمائی کا ارادہ کیا ہے اور اپنے بھائی تذارق
اور وردان گورنر حمص کے ماتحت نوے ہزار فوج روانہ کی ہے۔ غالباً یہ
حوصلہ شہنشاہ ہرقل کو امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال
اور امیر خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کے سبب سے ہوا تھا اس کا خیال
تھا کہ جس طرح اور دنیاوی سلطنتوں میں بادشاہ کے فوت ہوتے ہی
فتنہ و فساد یا کم سے کم ضعف و وہن آجاتا ہے۔ اسی طرح اسلام کی جدید
ریاست میں تو یقیناً اختلال آگیا ہوگا۔ اور خالد ظفر جنگ مثل دیگر جاہ
پرست جرنیلوں کے بیدل ہو گیا ہوگا اور جو سپہ سالار حال وہی ابو عبیدہ
ہے جو عہد صدیقی میں کمزور ثابت ہو چکا ہے۔ ان خیالات نے اسے اکسایا
مگر مقابلہ کے وقت معلوم ہو گیا کہ اسلام ایک جمہوری انتظام کے ماتحت
ہے۔ موروثیت سے اسے کوئی تعلق نہیں، نیز نظم تمدنی نے ہر ایک فرد
میں قوم کا پورا زور رکھ دیا ہے۔ اور قرآنی تعلیم نے کئی ایک اصحاب کو خلافت
کے جلیل القدر منصب کے لائق بنا دیا ہے۔ اشاعت توحید میں خواہ انہیں

حارث اور عکرمہ نے پانی پہنچتے پہنچتے جان دیدی اور کسی نے بھی نوش نہ کیا۔
یہ ایثار کا اعلیٰ نمونہ ہے جو مرتے وقت ان بزرگانِ دین نے مسلمان بھائیوں
کی ہمدردی دکھا کر ثابت کر دیا۔ کہ سچے مسلمان اسلام پر اس طرح جان سے
فدا ہوتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قسم کے ایثار و اتفاق
کی تعلیم دی ہے۔ اس کا عملی ترقی اسلام کا یہی مجرب نسخہ تھا جس کا استعمال
اہل اسلام نے چھوڑ دیا۔ اور اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے عکرمہ کے ساتھ ہی کل فوج سواروں
کو لیکر اس انداز اور حیثیت سے حملہ کیا کہ طرفۃ العین میں رومی تیراندازوں کی
زد سے نکل کر یونانی مورچوں میں جا پڑے۔ اور ایسی عقلمندی اور لیاقت
جنگی سے لڑائی کا ڈھنگ ڈالا کہ فوج مخالف کے سواروں اور پیادوں
کو علیحدہ علیحدہ کر دیا اور لگاتار حملوں سے دشمن کو صف بندی کا موقعہ نہ دیا
اگرچہ عیسائیوں نے حتی الوسع مقابلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور
صلیب کے بچاؤ میں حیرت ناک بہادری دکھائی مگر فوج کی بے انتظامی
اور غازی موحدین کی مجاہدانہ تیغ زنی سے گھبرا گئے۔ یہانتک کہ خالد رضی اللہ
عنہ باہان سپہ سالار روم کے خیمہ تک جو عقب لشکر میں ایک بلند اور محفوظ
جگہ پر نصب تھا عیسائیوں کو دباتا اور کاٹتا ہوا جا پہنچا۔ اگر باہان نہ
بھاگ جاتا تو امیر خالد رضی اللہ عنہ کی قید میں آ چکا تھا۔ مگر وہ اپنی فوج کی
شکست اور سیف اللہ کی تیز یورش کو دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔ جو دمشق کے
قریب ایک مسلمان کے ہاتھ سے گمنامی کی حالت میں مارا گیا۔ خالد نے دمشق
تک تعاقب کیا۔ ستر ہزار عیسائی میدان جنگ میں قتل ہوئے۔ اور بہت سے
دریا میں ڈوب کر اس سے زیادہ تلف ہو گئے۔ کروڑوں کا مال غنیمت مسلمانوں
کے ہاتھ آیا۔ جو اس رقم سے کئی گنا زیادہ تھا جو قبل از جنگ باہان دیتا تھا۔
اور امیر خالد رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی کا ثمرہ تھا۔ چنانچہ بعد خالد نے حمص کے

عاشق اسلام عکرمہ نے جواب دیا کہ جاہلیت میں تو میں بتوں کی خاطر سخت لڑتا تھا کیا آج وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کی توحید کے لئے کوتاہی کر سکتا ہوں تم پیچھے ہو مجھ سے بہت ایمان لائے اور سابقوں میں داخل ہو گئے۔ مجھ سے اور میرے باپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تکلیف پہنچی رہی میں آج اسلام کی ایسی خدمت کروں کہ تلافی مافات ہو سکے۔ اور پچھلے گناہوں کے محو کرنے کے لئے شمشیر سے بہتر کوئی علاج نہیں ہے (ترجمہ) اِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا وَادْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَاءَ (مشکوٰۃ)

جو مسلمان مذہبی لڑائی میں تلوار سے [illegible] مارا جاتا ہے [illegible] اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور شہید کے لئے بہشت کے تمام دروازے [illegible] کھلے رہتے ہیں شہید [illegible] بلا روک ٹوک داخل بہشت ہو سکتا ہے۔

میں آج بدارت شہید ہوں گا اور سابقہ گناہوں کا کفارہ کروں گا ۔ شعر

شنوم گر بگرمن برادر خدا　　بسر برنہم تاج عفو خدا
چو غوطہ زنم من بدریائے خون　　کنم [illegible] شست [illegible] ازلول
چو رفتن [illegible] زیب [illegible]　　[illegible] بہ تیغ و تبر
شہیدی کہ [illegible] بال [illegible] میدہد　　بخشد بسر تاج عزت نہد
شنیدم [illegible] ذات باری کسی　　شہادت مرا آرزوئے [illegible]

عکرمہ رضی اللہ عنہ جوش شہادت میں چور تھا کب مانتا تھا۔ فوج مخالف میں گھس گیا۔ اور قریشی خون اور اسلامی شمشیر کے جوہر دکھلانے لگا۔ اور [illegible] کو مار کر اور شوکت اسلام دکھا کر زخمی ہو کر منہ کے بل اور چپ کے گرا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ عکرمہ کے بدن پر ستر سے زیادہ تلوار نیزہ تیر کے زخم تھے کہتے ہیں کہ حالت نزع میں کوئی مسلمان حارث بن ہشام کے پاس پانی پینے کو لایا۔ پاس ہی عکرمہ پڑے تھے۔ پانی کی خواہش ظاہر کی حارث نے پانی منہ تک نہ لگایا۔ اور عکرمہ کے پاس بھیج دیا۔ مگر وہ پہلے ہی فوت ہو گئے

عقبہ کمانڈر افواج پیادگان کو حکم دیا کہ فوج پیادہ کو آگے بڑھائے ۔ اور تیر برسائے اگرچہ ہاشم ابن عتبہ کی بہادر فوج نے کمانیں سنبھالیں اور بہادری سے تیراندازوں کو جواب دیا لیکن مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا ۔ سات سو مسلمانوں کی صرف آنکھیں ہی ضائع ہوگئیں ۔ ابوسفیان اموی جن کی ایک آنکھ غزوۂ حنین میں تلف ہوئی تھی ۔ دوسری آنکھ اس جنگ میں جاتی رہی اور اندھا ہوگیا مالک بن حارث نخعی جو امیر المومنین علی علیہ السلام کے مشہور جانباز سرداروں میں سے شمار ہوتے ہیں ۔ ان کی ایک آنکھ بھی جاتی رہی مالک جوشِ غضب میں تلوار کھینچ کر رومی فوج میں گھس گیا ۔ اور بہتیوں کو قتل کرکے اور بہت سے زخم کھا کر واپس ہوا ۔ غضب یہ ہوا کہ ہاشم کمانڈر پیادگانِ اسلام کی ایک آنکھ بھی جاتی رہی جس سے اس کی فوج کے پاؤں لڑکھڑا گئے ۔ مگر امیر خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ کل پیادہ فوج گھٹنے ٹیک کر زمین پر ڈھالوں کی آڑ میں بیٹھ جائے اور اس سخت تیرباری سے اپنے آپ کو بچائے ۔ اس تجویز سے اسلامی فوج کے پاؤں جم گئے ۔ اور یہ سوچ کر کہ عیسائی فوج کثیر اور غضب کی تیرانداز و اہلِ دان ہے اس طرح کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے ۔ ایک مجموعی اور فیصلہ کن حملہ کی تجویز ٹھان لی ۔

عیسائی فوج کی دست برد دیکھ کر خالد رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی بہادر دلاور عکرمہ بن ابوجہل نے پکار کر کہا کہ کون کون مشتاقِ شہادت ہے جو میرے ساتھ موت پر بیعت کرے ۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ کے چچا حارث بن ہشام اور شیر دل ضرار وغیرہ بہادروں نے عکرمہ رضی کا ساتھ دیا ۔ اور اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے مخالفوں پر جا پڑے اور داد شجاعت دینے لگے ۔ عین معرکہ جنگ اور دشمنوں کی ہجوم میں عکرمہ رضی اللہ عنہ مع اپنے بیٹے اور عم کے شوقِ شہادت میں گھوڑے سے نیچے کود پڑے ۔ امیر خالد نے یہ دیکھ کر کہلا بھیجا کہ گھوڑے سے نہ اترو ۔ یہ معرکہ رستخیز ہے اور تمہارے جیسے بہادر سردار کی موت اسلام کو سخت نقصان دیگی

جس کو مار کر بھگا چکے ہو اور اس کی تندی اور زور کو توڑ چکے ہو۔ اب صرف ایک حملہ کی کسر ہے میرا ساتھ دو۔ چونکہ تمہاری لڑائی محض حصول رضائے الٰہی کے لئے ہے اور کفار بہ ترغیب شیطان لڑتے ہیں۔ اس لئے فتح ہم کو ہوگی۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ؁[1] صبر و ثبات جو شیوہ مجاہدین ہے اختیار کرو۔ فتح و نصرت خدا کے اختیار ہے۔ قلت و کثرت کا کچھ اعتبار نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ؁[2] اور اس کی صداقت تم کئی معرکوں میں دیکھ چکے ہو۔ اور یقین ہے کہ وہ ذات مقدس کہ جس کی توحید و تنزیہ کے لئے آپ صاحبان شوق شہادت میں جان بکف ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر بعد کفار کا فیصلہ کیا چاہتی ہے اور اپنی پاک کلام وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ؁[3] کی تجلیات سے ملک کو روشن کریگا پس صبر کرو ہمت کرو بنیت صادق سے حملہ کرو۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے ہر طرف سے حملہ کیا اور رومی فوجیں جو بحر ذخار کی طرح اُمڈی آتی تھیں ہٹنے پر مجبور ہوئیں۔ مگر غازیان اسلام اس تیز اور تند حملہ میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ رومی مورچوں کی زد میں آگئے۔ جو سپہ سالار روم کا عین منشا تھا۔ ایک ایک منٹ میں لاکھوں تیر زہر آلود مجاہدین پر پڑنے لگے۔ خالد نے یہ دیکھ کر کہ اس تیر باراں سے سواروں کو سخت نقصان کا احتمال ہے۔ اور پیچھے ہٹنا ہی خالد رضی اللہ عنہ جیسے غیور اور مشہور سپہ سالار کے لئے سخت ناگوار تھا۔ ہاشم بن

[1] سورہ نسا۔ پ۵۔ جو ایمان رکھتے ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جو دین اسلام سے منکر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں پس مسلمانو تم شیطان کے طرفداروں سے لڑو شیطان کی سب تدبیریں بودی ہیں ۱۲ [2] ۱۲ اس کا ترجمہ گذر چکا ہے [3] بنی اسرائیل پ۱۵۔ اور کہدو کہ بس دین حق آگیا اور دین باطل نیست و نابود ہوا اور دین باطل تو نیست و نابود ہونے والا ہی تھا

کے پانوں اکھڑ گئے اور واپس ہوئے - اس لڑائی میں قبیلہ دوسی نے جن کے علم بردار ابوہریرہ رضہ تھے - بنو غسان کو ایسی شکست دی کہ ان کا صلیبی شاندار علم بھی چھین لیا تھا -

اس کے بعد پھر جنگ مبارزانہ شروع ہوئی جن میں رومیوں کی طرف سے جبلہ شاہ غسان اور شاہ لان نے باری باری سے خوب جوہر دکھائے اور اہل اسلام کی طرف سے شرجیل بن حسنہ جو ہمیشہ روزہ دار رہتے تھے اور رات کو شب بیداری کرتے تھے اور ضرار بن الازور اور آخر کو زبیر ابن العوام نے کئی ایک مخالفوں کو تہ تیغ کیا تھا جس انتقام کے لئے شاہ روس برانگیختہ ہوا - خالد رضہ نے اس خیال سے کہ زبیر تھک گئے ہونگے ان کو واپس بلا لیا اور خود مقابلہ کا ارادہ کیا - شاہ روس کو اپنی جوانی اور مہارت جنگی پر کمال وثوق تھا - لیکن مقابلہ کے وقت معلوم ہو گیا کہ ؎

چو خورشید مشعل برآرد بباغ ۔۔۔ بمیرد اگر پیش میرد چراغ

شکوہ خالدی کے سامنے یہ دعاوی ہیچ ہیں - اگرچہ بہت کچھ ہمت دکھائی مگر آخر جان دینی ہی پڑی -

خالد رضی اللہ عنہ نے مناسب سمجھا کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ عقب لشکر میں رہیں تاکہ پہلے کی طرح اگر مسلمان پسپا ہوں تو عبیدہ کو دیکھکر شرم کریں اور عورات بھی معرض خطر میں نہ پڑیں - اس لئے ابو عبیدہ رضہ دو سو سواروں کو لیکر عقب فوج میں جا کھڑے ہوئے اور ان کی جگہ قلب میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے یہ تجویز بہت مفید ثابت ہوئی عین موقع جنگ میں ایسی تجویز کا سوجھنا خالد کے استقلال طبیعت اور اعلیٰ مہارت جنگی اور فراست کا پورا ثبوت ہے -

خالد رضی اللہ عنہ نے فوج سے مخاطب ہو کر یوں کہا - اے مہاجرو انصار و اصحاب کبار والے مسلمانان باوقار کفار کی یہی فوج تمہیدہ اور زبردست تھی

کیمپ اور عورتوں کے بچانے میں بے نظیر شجاعت دکھلائی تھی بوسہ دیا۔ اس موقعہ پر مسلمان عورتوں کی ہمت اور بہادری بھی قابل تذکرہ ہے۔ عورتوں کو قبل از جنگ مردانہ لباس پہنا کر ہتھیار بند کر دیا تھا اور پیچھے ٹیلہ پر چڑھا دیا تھا۔ جب کہ میمنہ کی فوج بھاگ نکلی تو عورتوں نے رستہ روک لیا۔ پتھروں اور خیموں کی چوبوں سے گھوڑوں کے منہ پھیر دیئے۔ بچوں کو دکھا دکھا کر غیرت دلاتی تھیں کہ شرم کرو۔ اپنی عورتوں اور بچوں کو دشمن کے حوالہ کیئے جاتے ہو۔ خدا اور رسول کو کیا منہہ دکھاؤ گے۔ اور کہاں جاؤ گے۔ مدینہ میں پر لگا کر بھی نہیں پہنچ سکتے۔ دیکھو تمہارے سردار کس جان فروشی سے میدان میں اٹے کھڑے ہیں۔ اور جہاد کی داد دے رہے ہیں۔ انہیں لوگوں میں ابوسفیان بھی تھے ان کی بیوی ہندہ نے بڑھ کر خیمہ کی چوب گھوڑے کے منہہ پر لگائی۔ اور کہا کہ تم شرک و جہالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے رہے اور بتوں کی حمایت میں سخت جانبازی دکھاتے رہے۔ آج مسلمان ہو کر بھاگتے ہو اور آتش دوزخ میں پڑتے ہو۔ دیکھو تمہارا بیٹا یزید مقابلہ کفار میں لپا ڈ رہا ہے۔ تم سردار قریش ہو۔ بڑھاپے میں یہ بدنامی نہ لو۔ اور اسلام پر داغ نہ لاؤ۔ ابوسفیان یہ کلام سنکر معہ عورت و دیگر مسلمانان شکست یافتہ لوٹ پڑا اور بگڑے ہوئے کھیل کو سنبھال لیا۔ مسلمان عورت کا یہ معرکہ اسلام میں نہایت فخر سے بیان کیا جاتا ہے اور مجاہدین زن و مرد کے لیئے ایک قیمتی نظیر ہے۔

جس وقت خالد رضی اللہ عنہ دریجان کی فوج کا کام تمام کر رہے تھے۔ جرن قناطر نے ایک لاکھ فوج سے میسرہ اسلام پر حملہ بول دیا اور مسلمانوں کو میدان سے ہٹا دیا۔ مگر یزید بن ابوسفیان اور دیگر سرداران با نشان قائم رہے مسلمان عورتوں نے اس دفعہ بھی کمال جانفشانی کی۔ خالد رضی اللہ عنہ فوراً موقعہ پر پہنچ گیا۔ جس کے پہنچتے ہی نقشہ جنگ بدل گیا۔ خالد کا نام سنتے ہی دشمن

برپا کیا۔ خالدی حملات جو طوفانِ قیامت سے کم نہ ہوتے تھے بھلا ان کو کون روک سکتا تھا عیسائیوں نے ہر چند جوش حملہ کیا لیکن خالد رضی اللہ عنہ کے تیور لومڑی جیسی چالاکی نے ان کو حواس باختہ کر دیا۔ سیف اللہ کی ضرب تھی یا قضائے مبرم تھی جس کے سامنے انسان و حیوان یکساں تھے خالد جدھر نکل جاتا تھا کشتوں کے پشتے لگا دیتا تھا۔ مخالف فوج کو بھیڑوں کے گلہ کی طرح آگے دھر لیتا تھا۔ اور کوئی سامنے ٹھہرتا نہ تھا۔ گویا خالد رضی اللہ عنہ اس مضمون کی صداقت دکھا رہے تھے۔ لمؤلفہ۔

مرا آزمودہ بسے روزگار — بہ بازی شمارم چنیں کارزار
چہ پیل و نہنگ و چہ شیر و پلنگ — ز تیغم کجا جاں برد روزِ جنگ
ز فوجِ مخالف بر آرم دمار — اگر چند باشد فزوں از شمار
ہمیں اژدہائے کہ دارم بدست — بہ افرنج و یونان در آرم شکست
کجا ہرقل و سپہدار او — کہ جنگ مرا اوفتد آرزو
براہِ خدا ترکتازی کنم — غزائے کنم با عدوئے شوم
چو خواندہ مرا سیفِ یزداں رسول — عدو را رسانم بہ تیغم خمول
چہ خیزد ز رومی و از لشکرش — کہ بیروں نہد پائے از کشورش
ز تیغِ جہاں سوز دشمن گزائے — کجا جان برد رومیِ سست پائے

خالد رضی اللہ عنہ کے اس تیز حملے نے رومیوں کو ایسا پسپا کیا کہ ہٹتے ہٹتے اپنے مورچوں میں جا گھسے اور اپنی جرنل وریجان کو شیر دل ضرار بن الازور کی شمشیر کا طعمہ بنا گئے۔ خالد رضی اس حملہ میں فیصلہ کر دیتا۔ لیکن میمنہ کی شکست کے سبب سے فوج کا انتظام بگڑا ہوا تھا۔ اس لئے بہ نسبت تعاقب کے فوج کی درستی مقدم خیال کی۔ اور نیز اسی خیال سے کہ رومی مورچوں میں تیر انداز گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ آگے بڑھنا خلاف عقل تھا۔ ان وجوہات سے واپس ہوا اور صفوں کو مرتب کر دیا۔ اور قباث بن اشیم کنانی کو جس نے

دیکھتے تھے قیس سمجھ گئے اور فوراً بسم اللہ وعلیٰ برکت رسول اللہ پڑھ کر
گھوڑے کی باگ اٹھائی اور میدان میں جولان دیکر گھوڑے کی تیزی کو
کم کیا۔ اور دشمن سے مقابلہ کیا دیر تک نیزوں سے لڑتے رہے آخر تلواروں
پر ہاتھ رکھا۔ قیس نے جو تلوار کی وار کی تو ڈھال کو چیرتے ہوئے خود میں
پیوست ہوگئی۔ جس کو قیس نکال نہ سکا۔ اور خنجر سے کام لینا پڑا جو بیہود
نکلا۔ دشمن نے جو تلوار اٹھائی تو قیس کے شاہ رگ پر پڑی مگر قیس نے
نہایت چستی سے اپنے آپ کو بچا لیا۔ اور دشمن کا وار خالی دیا۔ خالد رضی
اللہ عنہ نے قیس کو خالی ہاتھ دیکھ کر فوراً تلوار پہنچا دی۔ اور قیس نے اپنے
حریف کو تہ تیغ کر لیا۔ اور سرداران اسلام نے اس کو نیک فال تصور کیا
باہان نے اپنی فوج کے چار ڈویژن ایک ایک لاکھ کے کیے تھے۔ اور
ہر ایک ڈویژن کے بیس ہزار کی پانچ پانچ صفیں تھیں۔ ہر ایک صف
نے خندقیں کھود رکھی تھیں۔ اور خندقوں میں تیر انداز چھپا دیے گئے
تھے۔ ڈویژن اول کو جو ماتحت دریجان کے تھا حملہ کا حکم دیا۔ بیس ہزار
کی ایک صف نے مسلمانوں کے میسرہ پر حملہ کیا۔ اور شدید ہوا۔ پھر دوسری اور
تیسری صف نے یکے بعد دیگرے حملات کیے۔ مگر مسلمان ثابت قدم رہے
آخر ایک لاکھ کی پوری جمعیت سے حملہ کیا گیا جس کی تاب مسلمان نہ لاسکے
عمرو عاص اور شرحبیل بن حسنہ وغیرہ سرداروں کے سوا میمنہ میں چند آدمی
رہ گئے عمرو بن معدی کرب جو ایک سو دس سال کا بوڑھا سردار تھا جس
کی قوم زبید میمنہ سے بھاگ نکلی تھی اس نے قوم کو غیرت دلا کر آمادہ کیا۔ اور
بیسیوں کو مار کر پیچھے ہٹایا لیکن عیسائی بدستور بڑھے آتے تھے کہ خالد
رضی اللہ عنہ نے اپنی ماتحت سواروں میں سے کچھ سوار دیکر قیس بن ہبیرہ
المرادی کو اور [illegible] ہبیرہ بن سروق کو میمنہ کی مدد پر روانہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا
آخر خالد رضی اللہ عنہ نے [illegible] ہزار سوار [illegible] جمعیت سے مخالف [illegible]

منم ابن عم رسول خدا — بہ شمشیر برم سر اشقیا
کجا آل ہاشم کجا آل روم — کجا بازو شاہین کجا بوم شوم

خالد اور ہاشم مقتول عیسائیوں کے گھوڑے لیکر سوار ہوگئے اور حملہ کیا اور دشمنوں کو میدان سے بھگا کر رومی مورچوں میں پہنچا دیا۔ بنو غسان کی لڑائی میں عام مسلمانوں نے حصہ نہیں لیا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ کی یہ غرض تھی کہ چند منتخب شہسواروں سے حملہ کیا جائے اور رومیوں کو دکھلایا جائے کہ مسلمانوں کا ایک ایک جوان وہ دل و گردہ رکھتا ہے کہ تن تنہا ایک ایک ہزار سے لڑنے میں نہیں جی چرایا۔ اگرچہ مسلمان تعداد میں قلیل ہیں لیکن اپنی شیرانہ صولت اور غازیانہ شجاعت کے سامنے دشمن کی کثیر فوج کو بزو گوسفند کے گلوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ کی رائے مصیب کے مطابق نتیجہ نکلا۔ رومی ڈر گئے اور باہان سپہ سالار روم پر اہل اسلام کی ہیبت چھا گئی۔ چنانچہ رات کو منحوس خواب دیکھی جس کی تعبیر یہ کی گئی کہ رومی سلطنت کو زوال ہوگا۔ اسی طرح ایک عیسائی سردار نے دیکھا کہ آسمان سے سبز پوش اشخاص اترے ہیں اور رومی فوج کو ہلاک کرتے ہیں اور عربوں کو کچھ نہیں کہتے جس کی تعبیر بھی رومیوں کی شکست پر دلالت کرتی تھی۔ دوسری طرف مسلمانوں کو فتح و ظفر کی خوابیں آنے لگیں۔ جو رومیوں کی خوفناک حالت اور مسلمانوں کے اطمینان اور شجاعت کی دلیل تھیں۔ دوسرے روز رومی اور مسلمان اسی انتظام سے نکلے۔ سب سے پہلے ایک قوی ہیکل عیسائی پہلوان میدان میں نکلا اور مبارز طلب کیا۔ تین مسلمان بہادروں نے باری باری نکلنے کی درخواست کی۔ مگر خالد رضی اللہ عنہ جن کو بہادر شناسی میں کمال مہارت تھی۔ عیسائی جوان کی ڈیل ڈول اور طرز سواری سے سمجھ گئے تھے کہ کوئی معمولی سوار نہیں شجاعت میں فرد معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے روکتے رہے۔ اور بار بار کبھی عیسائی بہادر کو اور کبھی قیس بن ہبیرہ المرادی

ہے۔ مسیح کو خدا کا بندہ ہونے سے عار نہیں ہے اور نہ فرشتوں کو جو خدا کے مقرب ہیں
خدا کا بندہ ہونے سے عار ہے۔ جرجیس نے یہ سنکر گھوڑے کی باگ موڑ لی اور
اسلام لایا۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر رومی لشکر کے مقابل جاکر کئی ایک
کو مار کر شہید ہوا۔ ایسے دولتمند اور عقلمند سرداروں کا بلا تحریص و ترغیب
باوجود کثرت فوج اور زر و دولت کے اسلام لانا اور اسلام لاتے ہی شوق
شہادت میں اپنے عزیز رشتہ داروں میں سے کسی کو مار کر جان دینا اسلام کی
صداقت کو بخوبی یاد دلاتا ہے۔ اور ثابت کرتا ہے۔ کہ اسلام اپنے نیک
نمونوں سے پھیلا ہے نہ کہ بقول متعصبین جبر و اکراہ سے۔

اس روز مسلمانوں کا مقابلہ اقوام غسان۔ لخم۔ جذام۔ عرب سے
تھا جو عیسائی مذہب رکھتے تھے اور تعداد میں ساٹھ ہزار رومی فوج کے
مقدمۃ الجیش تھے۔ اس کا سردار جبلہ بن ایہم الغسانی مشہور بہادر تھا۔
فریقین میں زور شور کا معرکہ رہا۔ ہر ایک فریق نے خوب داد مردانگی دی۔
مگر جب خالد رضی اللہ عنہ نے چند چیدہ شہسواروں مثل فضل بن عباس
عبدالرحمن بن ابوبکر، عبداللہ بن جعفر، زبیر بن العوام۔ قیس بن سعد خزرجی
ابو ایوب۔ جابر بن عبداللہ وغیرہ کے ساتھ [illegible] سے زیادہ [illegible] اصحاب النبی
کے حملہ کیا تو ثابت کر دیا کہ ؎

یکے گرگ را کو پُر خشمناک
ز بسیاری گوسفنداں چہ باک

خالد نے ایسا تیز و تند حملہ کیا کہ مخالف فوج کے ہاتھ پاؤں گم کر دیے
اور ان کی صف بندی کو توڑ دیا۔ اس حملہ میں ایک دفعہ حضرت خالد معہ ہاشم
دشمنوں میں گھر گئے تھے۔ اور پیادہ تھے۔ مگر ہاشمی شہسوار فضل بن عباس
رضی اللہ عنہما کی بے نظیر شجاعت نے دونوں سرداروں پر آنچ نہ آنے
دی اور بیشتر مخالفوں کو مار کر داخل جہنم کیا گویا فضل اس مضمون کی صداقت
دکھلا رہے تھے۔

اَنْتَ سَیْفُ اللّٰہِ سلہ اللہ علی المشرکین ودعا لی یا المعموریں تو خالد اللہ کی شمشیر ہے جسکو اللہ نے مشرکوں پر کھینچا ہے اور مجھ کو فتح و فیروزی کی دعا دی) جس کی قبولیت سے مشرک میرے سامنے نہیں ٹھہرتے اور فتح و ظفر حاصل ہوتی ہے۔ جرجیس نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ خالد رضؓ نے کہا۔ اسلام - جزیہ - لڑائی - جرجیس نے کہا کہ جو اسلام لاتا ہے تم اس کو کیسا جانتے ہو خالد رضؓ نے کہا کہ ہم بھائی جانتے ہیں۔ اُس کے جملہ حقوق ہمارے برابر ہوتے ہیں اسلام میں ذاتی امتیاز نہیں تقویٰ و ورع سے فضیلت ہے۔ جرجیس نے پوچھا کہ تم عیسے علیہ السلام کے حق میں کیا کہتے ہو۔ خالد نے کہا۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ مَثَلَ عِیسیٰ عِندَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَہٗ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُن فَیَکُونُ (یعنے عیسے علیہ السلام کا بے پدر پیدا ہونا تمہیں تعجب میں نہ ڈالے اس کی پیدائش مثل آدم ہے جو زیادہ حیرت انگیز ہے کیونکہ ان کی ماں بھی نہ تھی - وہ مٹی سے پیدا کیا گیا۔ جملہ ضروریات اور ادویات کا محتاج اور پابند تھا - اس کے معجزات اور خرق عادات اللہ تعالیٰ کی زبردست طاقت کن فیکون کو ثابت کرتے ہیں نہ کہ ابن اللہ کو۔) دوسری جگہ خدا فرماتا ہے - یَا اَھْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ ط اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ط اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط سُبْحٰنَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

(پارہ سورہ نسا) ترجمہ: اے اہل کتاب اپنے دین میں افراط تفریط نہ کرو اور خدا کی نسبت حق بات کے سوا نہ کہو۔ حق بات تو یہ ہے کہ مریم کے بیٹے عیسے مسیح اللہ کے ایک رسول ہیں اور کلمۃ اللہ حکم جو مریم کی طرف بھیجا تھا اور وہ بے شوہر حاملہ ہو گئیں اور وہ خدا کی طرف سے روح تھی سو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو اس سے باز آؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اللہ ہی اکیلا معبود ہے وہ اولاد سے پاک ہے اُسی کا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اللہ سب کا کارساز

لئے کی ہیں۔ سوا اعلانِ توحید اور کوئی دنیوی غرض مقصود نہ تھی تیری امید
شہادت کی تھی۔ ہر ایک امر کی توفیق تیرے ہاتھ ہے۔ آیندہ بھی میری ہمت
اور نیت میں فرق نہ آئے۔ اور میری جانب سے اشاعتِ اسلام میں کوئی
نقص اور تکسیر راہ نہ پائے۔ واقعی یہ پاکیزگی روحانی جو خالد رض نے دکھلائی
اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ اثر جناب محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کا
تھا جس نے کہ خالد جیسے شجاع خاندانی امیرزادہ کے دل میں حبِ جاہ اور
تفاخر و غرور کی بو تک رہنے نہیں دی تھی۔ اور وہ ادائے خدمت
میں سپہ سالار اور سپاہی میں کوئی تمیز نہیں سمجھتا تھا۔ یہ معزولی عہدہ سپہ سالاری
سے تھی مگر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت جنرل رہے تھے۔ اسکی
وجوہات ہم سنہ ھ کے واقعات میں لکھینگے جبکہ خالد رضی اللہ عنہ ہمیشہ
کے واسطے فوجی خدمات سے علیحدہ کیئے گئے۔ جس وقت قاصد نے
اطلاع معزولی پہنچائی تھی اسیوقت رومی لشکر میں سے ایک زرہ پوش
سردار میدان میں نکلا۔ اور خالد کا طالب ہوا۔ جو جنگ مبارزت کا خواہشمند
معلوم ہوتا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ فوراً سامنے جا کھڑا ہوا۔ عیسائی سردار جس
کا نام جرجیس تھا کہنے لگا کہ اے خالد میں تم سے کچھ پوچھتا ہوں۔ صحیح صحیح بتلانا
کیونکہ شریف جھوٹ نہیں کہتے اور کریم مکر و خدعہ نہیں کرتے۔ کیا آپکے
نبی پر اللہ نے کوئی تلوار آسمان سے بھیجی تھی۔ جو آپ کو دی گئی اور جب
قوم پر آپ اس کو کھینچتے تھے وہ بھاگ جاتی ہے۔ خالد رض نے جواب دیا
کہ نہ کوئی تلوار آسمان سے اتری اور نہ مجھ کو دی گئی۔ جرجیس نے پوچھا پھر تم
کو سیف اللہ کیوں کہتے ہیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے
ہم لوگوں میں نبی پیدا کیا۔ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو جھٹلایا
اور مقابلہ کیا۔ پھر خدا نے مجھ کو ہدایت کی اور اسلام لایا اور اس پاک نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کفار سے لڑا۔ پس آنحضرت نے فرمایا کہ

ہو کر لڑو۔ ہمت کرو پشت نہ دکھاؤ۔ ملک اور مذہب پر قربان ہو جاؤ اور نام پیدا کرو۔ عربوں کا عدل و انصاف فتوحات کا معاون ہے۔ تمہارا ظلم و عدوان ذلت اور شکست کا باعث ہے۔ دیکھو رعایا گو عیسائی ہے۔ لیکن تمہارے بد عادات اور مسلمانوں کے نیک سلوک کے سبب سے مسلمانوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور رومی اطاعت کا جوا اتار کر اسلام کے مطیع ہوتے جاتے ہیں۔ آؤ خدا سے ڈرو مسیح علیہ السلام کی تقلید کرو۔ فسق و فجور کو چھوڑ دو۔ توبہ کرو خدا تمہاری مدد کرے گا۔ رات بھر تم شراب میں غرقاب رہتے ہو اور مسلمان عبادت و استغفار میں۔ تم دنیا کے لئے لڑتے ہو اور مسلمان دین کے لئے دیکھو کتنا فرق ہے۔ اگر دشمن پر فتح چاہتے ہو تو انجیل مقدس پر عمل کرو۔ اور اسی کے لئے لڑو۔ اور کوئی غرض مد نظر نہ رکھو۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ دشمن شکست پائیگا اور مغرور ہارے گا۔ اب لڑائی ہوتی ہے۔ اپنے افسروں کے حکم پر چلو۔ اور استقلال و شجاعت دکھاؤ۔ کہتے ہیں کہ جو انتظام تعبیۂ و صف بندی خالد رضی اللہ عنہ نے جنگ یرموک میں کی تھی اس سے پہلے کبھی عربی فوج میں نہیں کئے گئے۔ جب تمام انتظام ہو چکا تو اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو ایک سو بزرگ تھے۔ بلایا اور ان کے ساتھ مل کر سجدہ کیا اور فتح و نصرت کی دعائیں خشوع و خضوع سے بہ برکت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کیں۔ چونکہ عیسائی ہراول قریب پہنچ گیا تھا۔ اس لئے عکرمہ اور قعقاع کو بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اور لڑائی شروع ہوئی۔ اسی وقت عین گیر و دار میں دربار مدینہ سے قاصد پہنچا جس نے خالدؓ اور ابو عبیدہ رضؓ کو خفیہ طور سے ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات اور عمر بن الخطاب کی خلافت اور خالد کی معزولی اور ابو عبیدہ کی سپہ سالاری کی خبر پہنچائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون کہکر خدا کے آگے سجدہ کیا اور کہا کہ اے معبود حقیقی میں نے جس قدر لڑائیاں کی ہیں۔ صرف تیری رضا مندی اور تیرے احکام واجب الاحترام کی تعمیل کے

اور مہارت رکھتے تھے۔ خندق اور مورچوں پر بھی بہادر فوج تعینات کی گئی تھی میمنہ میسرہ اور مقدمہ میں فوج سوارہ تھی۔ قلب میں خود باہان شاہزادہ معہ نذارق موجود تھا۔ میدان سے چند میل پیچھے کیمپ تھا۔ ہر ایک فوج کے ساتھ پادری اور قسیس تھے جو صفوں کے درمیان انجیل کو ہاتھ میں لئے جوش دلاتے تھے فرنگی باجے اپنی سریلی آوازوں اور قومی گیتوں سے جوانوں کو مشتاق جنگ کر رہا تھا۔ مورخین کا قول ہے کہ جو لیاقت اور قابلیت یرموک میں سپہ سالار روم نے صف بندی اور انتظام میں دکھلائی تھی وہ قبل ازیں کسی جنرل رومی کو نصیب نہیں ہوئی تھی جب باہان جملہ انتظام سے فارغ ہو چکا تو اپنی فوج سے مخاطب ہو کر یوں کہا*

تقریر سپہ سالار روم

اے بہادران قوم والے شجاعان یونان و روم تم مسیح علیہ السلام کے خادم اور صلیب کے محافظ ہو۔ تمہاری شجاعت اور بسالت بڑی بڑی مغرور قوموں کو اپنا لوہا منوا چکی ہے۔ اور بارہا تم اپنے معزز شہنشاہ کی خدمت میں وفاداری اور جانبازی دکھلا چکے ہو۔ اور اب بھی شہنشاہ کو امید ہے کہ یہ کنگلے ذلیل عرب تمہاری شمشیر کی تاب نہ لا سکینگے۔ تم دیکھتے ہو کہ عربوں کی جمعیت بہت قلیل ہے اور تمہاری فوج ان سے بیسیوں گنا زیادہ ہے۔ اور ابھی شہنشاہ لگاتار فوجیں بھیجے جاتا ہے۔ اگر ہمت کرو تو چند منٹ میں ان کو فنا کر سکتے ہو اور اپنے ملک کو بچا سکتے ہو ورنہ سمجھ لو۔ کہ تمہارا ملک و مال ننگ و ناموس برباد ہو جائے گا۔ عیسائی مذہب خاک میں ملجائیگا۔ اسیری و غلامی کی ذلت اٹھاؤ گے۔ شہنشاہ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ پس تم جان لو کہ اس ایک معرکہ پر قوم اور مذہب کی آبرو کا مدار ہے۔ اگر خدانخواستہ مثل سابق یہاں سے بھی پاؤں اکھڑ ا تو پھر سنبھلنا مشکل ہے۔ لہذا دل سے جان

جوش دلانے کے لیے فصیح قصہ خوان آتش زبان ابوسفیان اموی مقرر ہوا اور خود امیر خالد رضی اللہ عنہ نے ۴۰ ہزار جرار سوار فوج اپنے ساتھ رکھی اور پیادہ فوج ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کی کمان میں دی گئی۔ عورات کو پیچھے رکھا گیا اور ہتھیار بند کیا گیا اور حکم دیا گیا۔ کہ جو شخص پیچھے قدم ہٹائے اس کو غیرت دلاؤ۔ اور منہ توڑ دو۔ عورتوں میں اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زوجہ زبیر بن العوام۔ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔ خولہ بنت ازور خواہر ضرار۔ ام ابان زوجہ عکرمہ۔ عزہ بنت ہشام۔ رملہ دختر...۔ زینب العم وغیرہ نے غزا میں پورا حصہ لیا تھا۔ اور دکھلا دیا تھا کہ مسلمان عورتیں حصول ثواب غزا میں مردوں سے پیچھے نہیں رہتیں۔

یہ لڑائی دریائے یرموک علاقہ جولان قصبہ سواد اور اقساد کے قریب ماہ رجب سنہ ۱۳ھ میں ہوئی تھی۔ مسلمان جس قدر اب تک معرکہ لڑ چکے تھے ان سب سے یہ معرکہ نرالا تھا فرنگستان کے چیدہ بہادر پُرجوش فوجیں مقابلہ پر تھیں۔ فوج قواعد دان اور باانتظام تھی۔ میگزین اور آلات حرب انبار در انبار تھے ...۔ رسد اور زر و دولت کا کچھ ٹھکانہ نہ تھا۔ یوروپ کے بہادروں کی تاک۔ ...۔ جرجین۔ سرقش۔ وریجان جیسے تجربہ کار جنرلوں کے ماتحت ۴ لاکھ یا ۲ لاکھ فوج تھی۔ جو اپنے زمانہ میں جنگی اور ملکی لیاقت میں بے نظیر تھا۔ شہنشاہ ہرقل کا بھائی تذارق حوصلہ افزائی کے لئے شریک جنگ تھا۔ خود شہنشاہ چند منزل پیچھے ہر ایک قسم کی امداد اور حکم دینے اور پشت دبانے کے لئے موجود تھا۔ باہان نے بیس بیس ہزار کی بیس صفیں قائم کیں اور ہر چہار وزرائے مذکور کے ماتحت ایک ایک لاکھ فوج رکھی گئی۔ چالیس ہزار سپاہی فوج نے پاؤں میں بیڑیاں ڈال لی تھیں اور چالیس ہزار نے عماموں اور دستاروں سے باہمی ارتباط کو مضبوط کر لیا تھا۔ تاکہ بھاگنا ممکن ہی نہ ہو۔ رومی فوج میں اسی ہزار پیدل تیر انداز تھے۔ جو تیر اندازی اور نشانہ بازی میں کمال عمق اور

اسلام کے لئے فی سبیل اللہ جانیں لڑاؤ - اور خدا کو اپنے مخلصانہ جمال سے
خوش کرو - یہ معرکہ کوئی معمولی نہیں - عیسائیوں کے ٹڈی دل سامنے کھڑے
ہیں - جنہوں نے سامان جنگ اور جنگی جوش میں مقدور بھر کچھ اٹھا نہیں رکھا
اور اپنی تمام لیاقت کو انتظام فوجی میں صرف کر دیا ہے - آپ صاحبان گو بہ در
مشتاق شہادت ہیں - لیکن کسی انتظام اور تعبیہ کے ساتھ نہیں لڑتے - ہر ایک
سردار اپنی اپنی فوج کو علیحدہ علیحدہ لڑاتا ہے - جو اصول جنگ کے بالکل خلاف
ہے - اور ان سے اندیشہ نقصان ہے - مخالف کی منتظم اور باقاعدہ فوج میں
گھر جانے کا احتمال ہے - ان کے مورچہ وغیرہ ایسے مفید جنگی موقعوں پر ہیں
کہ اگر ہم نے وہاں سے ان کو نکال دیا تو بھی چنداں فائدہ نہ ہوگا لیکن ہماری
حالت چونکہ اس کے برخلاف ہے - خدانخواستہ اگر دشمن نے ہمیں بھگا دیا تو
بچاؤ مشکل ہے - اس بے انتظامی سے مسلمانوں کو نقصان اور کفار کو فائدہ پہنچے
گا - اور اسی غلطی کا نتیجہ ہے کہ ابتک شام میں مسلمان کوئی کارروائی نہیں کر سکے
یہ ایک قسم کا تفرقہ ہے اس کو چھوڑ دو اور کوئی تجویز سوچو سب نے کہا کہ فرمایئے
آپ کی تجویز پر عمل ہوگا - خالد رض نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کل فوج کے کئی حصے
کردوں اور ہر ایک حصہ مشہور بہادر سردار کے ماتحت رکھوں اور جملہ لشکر کو اپنی
فوج کی چھتیس پلٹنیں اور رسالے مقرر کئے اور ہر ایک پلٹن اور رسالہ کی کمان عرب
کے مشہور بہادر سردار کو دی - جو بمنزلہ کرنیلوں کے تھے - اور جنرل یوں مقرر ہوئے
میمنہ میں عمرو عاص اور شرحبیل بن حسنہ اور میسرہ میں یزید بن ابی سفیان اموی
اور معاذ بن جبل انصاری اور مقدمہ لشکر میں عکرمہ بن ابو جہل اور قعقاع بن عمرو
تمیمی - اور قلب فوج میں امین الامتہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے کمین
وغیرہ کی پوری سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو دی گئی - اور چوکی پہرہ کا کام اور خبر رسانی
کا انتظام بہادر قباث بن اشیم کو دیا گیا - اور قیدیوں کی حفاظت عبداللہ بن
مسعود رض کے حوالہ ہوئی - اور قاضی لشکر ابو الدرداء مقرر ہوئے اور بہادر و [illegible]

رہتے تھے جنگی ہتھیاروں کو ہر وقت ساتھ اور صاف رکھتے تھے۔ کل فوج میں لڑائی کا حکم سنایا گیا۔

دوسری جانب خالد رضی اللہ عنہ نے بھی رومیوں کے مقابلہ میں اپنی خدا داد لیاقت کے خوب جوہر دکھلائے اور ثابت کر دیا کہ گو اُس نے کسی تربیت یافتہ قوم میں نشو و نما نہیں پائی اور نہ کسی باقاعدہ فوج میں کام کیا ہے۔ لیکن خالق مطلق نے خالد رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں خاص قسم کا مادہ اختراع اور ایجاد و دیعت رکھا ہے اُس کی فراست و ذہانت موافق ضرورت جدید قواعد جنگ ایجاد کر سکتی ہے۔ اگرچہ اس قوت ایجادیہ میں عربی طبائع عموماً ممتاز ہیں لیکن خالد رضی اللہ عنہ اس لیاقت میں خاص فرد تھا جس کا ثبوت جنگ یرموک میں بخوبی دیا گیا۔ اس سے پہلے عربوں کا یہ دستور تھا کہ ہر ایک سردار اپنی اپنی فوج کو علیحدہ علیحدہ لڑاتا تھا۔ یا مبارزانہ جنگ ہوتی تھی۔ جنگ یرموک سے پہلے شام میں مسلمان اسی قدیم دستور کے موافق لڑتے رہے تھے مگر ذہین اور ذکی خالد اس کے عیوب کو سمجھ گیا تھا۔ اور ایسے عظیم الشان لشکر کے سامنے جو سلسلہ انتظام میں جکڑا ہوا تھا۔ یہ طرز جنگ اسکو نقصان دہ معلوم ہوتی تھی۔ سرداران لشکر مختلف لیاقت اور ہمت کے ہوتے ہیں۔ ہر ایک فوج سے مفید جنگی اصول کے مطابق کام نہیں لے سکتے۔ اسلئے امیر خالد رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر کو اپنی نگرانی میں خاص انتظام کے ساتھ لڑانا چاہا چونکہ یہ ایک نئی تجویز تھی اس لئے جملہ سرداران فوج سے یوں کہا۔

تقریر امیر خالد رضی اللہ عنہ

بعد حمد و ثنائے الٰہی اور درود رسالت پناہی میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آج کا دن [illegible] ہے [illegible] کے امتحان کا دن ہے جس میں اللہ تعالےٰ [illegible] کی آزمائش کرے گا۔ ذاتی فخر اور بڑائی نہ کرو مخصوص [illegible]

امیر خالد نے نہایت عمدگی سے تبلیغ رسالت اسلام کا کام کیا اور باہان اور اسکے امرائے یقین کر لیا کہ جن لوگوں کو ہم جاہل نیم وحشی جانتے تھے وہ علم و حکمت فصاحت و فراست عقل و دیانت میں کم نہیں۔ ان پر کوئی داؤ نہیں چل سکتا۔ نہ فوجوں کی کثرت سے ڈرتے ہیں نہ روپیہ پیسے کے لالچ میں آتے ہیں یا مذہب اسلام پیش کرتے ہیں یا جزیہ مانگتے ہیں جو منظور نہیں ہو سکتا پس لڑائی کو قبول کیا۔

جنگ یرموک

امیر خالد رضی اللہ عنہ تو اسلامی کیمپ میں چلے آئے۔ ادھر باہان نے شہنشاہ ہرقل کو نتیجہ ملاقات سے اطلاع دی اور لکھا کہ مسلمان اپنے مذہبی احکام کے سخت پابند ہیں۔ ملک و دولت جو عام فاتح اقوام کے منظور نظر ہوتے ہیں اس کا لالچ دیا گیا ادھر توجہ بھی نہیں کرتے۔ لشکر کی کثرت اور سامان جنگ کی عدت دکھلائی گئی جس کا اثر ذرہ بھر سردار اسلام پر نہیں ہوا۔ ہماری شان و شوکت اور سطوت و ہیبت نے اس کے دل پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ اپنے پیغمبر کی پیشین گوئیاں اور قرآن کی صداقتوں پر اس کو پورا یقین ہے۔ اسلام اور جزیہ کے سوا اور کوئی چیز نہیں طلب کرتا اس لئے لڑائی کی تجویز قرار پائی ہے جس میں ہرگز کوتاہی نہیں ہوگی۔ مگر ایسی قوم سے پالا پڑا ہے جو موت کو زیست سے بہتر جانتی ہے اس لئے احتیاطاً مستورات و خاندان شاہی کو دار السلطنت قسطنطنیہ میں بھیجدیں۔ اور جریدہ طور سے انطاکیہ میں رہیں۔ اور دیکھیں کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔

باہان چند روز اور فوجی تیاریوں میں مصروف رہا۔ مورچوں کی درستی وغیرہ کے بعد سپہ سالار اسلام کو پیغام دیا گیا کہ کل لڑائی ہوگی۔ یہاں کیا دیر تھی۔ اسلام کی سپاہیانہ سادگی اور محنت کشی مشہور ہے۔ ہر وقت کیل کانٹے سے درست

کے شرک کی نفی کرتا ہے۔ جو لوگ اس قسم کے مشرک ہیں۔ اور ذات باری تعالیٰ کے زن و فرزند قرار دیتے ہیں۔ اور حقیقی توحید سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ اُن سے ہم لڑتے ہیں۔ اگر اسلام قبول کروگے نجات پاؤگے تمہارا خون و مال ہم پر حرام ہوگا۔ ہم تم بھائی بھائی بن جائیں گے۔ درجۂ اخوت قائم ہوجائیگا۔ یہ جو تم ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ [illegible] اور علاقہ مفتوحہ دیتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ہم کو حریص شاہان ملک گیر کی طرح زر دوست تصور کیا ہے۔ جو [illegible] نام و عزت و زر و دولت اور ملک و مال بڑھانے کے لئے تلوار اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ اسلام ایسے اغراض دنیہ کے لئے لڑنے والوں کو مفسد قرار دیتا ہے اور رحمت الٰہی و ثواب اخروی سے محروم رکھتا ہے بقول حدیث شریف رجل یرید الجہاد فی سبیل اللہ وھو یبتغی من عرض الدنیا لا اجر لہ ہمارے پاک نبی کی مؤثر تعلیم نے اللہ و رسول کی مقدس محبت کے سوا ہمارے دلوں میں اور کسی چیز کی گنجائش نہیں رکھی۔ ایک مسلمان کی عبادت و صلاحیت زہد و ورع اخلاص و تقویٰ میرے قول کی شہادت دیتے ہیں۔ حکم خدا کی تعمیل کے مقابلہ میں دنیا و ما فیہا ہماری نگاہ میں ہیچ بلکہ کمتر از ہیچ ہیں۔ یہ تو ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ ہے۔ اگر تمام عالم کے خزانے دیدو تو بھی اصول اسلام سے سرمو انحراف نہیں کرینگے اور مخلوق خدا کی بہتری کے لئے اسلام ہی پیش کرینگے حتی یحکم اللہ بیننا وھو خیر الحاکمین وان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین

سلہ ابو داؤد۔ جو شخص کفار سے لڑے اور دنیا کی [illegible] مال [illegible] منصب و دولت ملک وغیرہ کی خواہش رکھتا ہو اسکو ثواب نہیں ملیگا [illegible] اور وہ سب اعمال فضیلہ کرنیوالا ہے اور زمین کا حقیقی مالک اللہ ہے جسکو چاہتا ہے [illegible] بنا دیتا ہے جو [illegible] حشر وراثت اور دولت کے خدا [illegible] [illegible]

وفہم سے مبرا ہے۔ مرتبہ ہویت میں کہ محیط جملہ عوالم ہے اُس کو لفظ ھُوَ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ورنہ ذات بحت میں ضمائر کی گنجایش بھی نہیں۔ وہ ذات موجود اور اس سے جملہ اشیاء کا وجود ہے درجہ الوہیت میں اس کا نام اللہ ہے۔ جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے اَحَد وہ اللہ احد یعنے ذات وصفات میں واحد و یکتا یگانہ و بے ہمتا متوحد بذات متفرد بصفات ہے اُس کا کوئی شریک و نظیر و ثانی و حدیل نہیں یہی صفت یکتائی کی سمجھنے اور مسئلہ توحید کے جانتے میں لوگوں نے ٹھوکریں کھائیں اور ناقص عقول کی تقلید میں حقیقی توحید سے کوسوں دور نکل گئے۔ اور بنی آدم کے لئے ضلالت کا بیج بو گئے۔ اللہ الصمد یعنے وہ خدائے یگانہ ہر ایک چیز سے مستغنی و بے نیاز ہے تمام دنیا و مافیہا کو اسنے ہی بلا حاجت پیدا کیا ہے۔ مگر اس قدر وسیع عالم سفلی و علوی کے پیدا کرنے سے اس میں سے کچھ کم نہیں ہوا۔ وہ بدستور ویسا ہی ہے۔ اور ضروریات ممکنات سے پاک ہے نہ کھاتا ہے نہ سوتا ہے نہ فنا ہوتا ہے وہ دائم قائم زندہ پایندہ ہے۔ حلول و سریان کے تاثر سے معرا ہے۔ فرقہ مشبہہ کا عقیدہ غلط ہے۔ اسی احدیت و صمدیت کی حقیقی معانی نہ جاننے سے شرک و بت پرستی نے نسل آدم کو گمراہ کیا۔ یہ راز صرف قرآن مجید نے کھولا ہے جس سے اسلام کو جملہ ادیان پر فخر ہے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ بطور رسم متعارف و قاعدہ تخلیق عالم نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر باپ بیٹا۔ روح القدس کی قید میں لانا۔ توحید ذاتی و صفاتی کے برخلاف ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا بے پدر پیدا ہونا تمہیں حیرانی میں ڈالتا ہے۔ مگر آدم علیہ السلام کو کیا کہو گے جس کی ماں بھی نہ تھی۔ خدا ہر ایک فعل پر قادر ہے۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اس کا کوئی کفو و ہم جنس شریک و ہم پایہ نہیں قرآن مجید العدام و اعداد۔ تقلب متغیر۔ علت و معلول تشکل و حلول جملہ اقسام

تھے۔ اور اس مادہ پرستی نے روحانی صفات اور انسانی ملکات کو ہم میں سے قریبًا معدوم کر دیا تھا۔ کہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا اور ہماری ہدایت کے لئے مبارک رسول اور مقدس کتاب بھیجی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ آیہ کریمہ۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اس پاک نبی کی مکمل تعلیم نے ہماری کایا پلٹ دی اور قرآن مجید کی کامل اور اکمل ہدایات نے ہمارے اخلاق و عادات میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ حقوق العباد کی پابندی اسلام کا اعلیٰ رکن ہے۔ حقوق الٰہی کی بجا آوری میں مسلمان سخت پابند ہیں۔ اس افضل المرسلین نے ہمیں اس قادر مطلق کی عبادت کی ہدایت کی ہے جو حیّ لا یموت۔ زندہ و پائندہ بے زن و فرزند بے نظیر و بے مانند بے شریک و بے ہمتا ہے نہ وہ ثانی اثنین ہے نہ ثالث ثلاثہ ہے۔ الوہیت و ربوبیت میں منفرد ہے۔ اپنی ذات و صفات میں مجرد ہے۔ قرآن اقدس جملہ مذاہب باطلہ دہریہ معطلہ۔ فلاسفہ مشبّہ۔ مثلیہ۔ ثنویہ وغیرہ کے ناقص عقاید کے مقابلہ میں اپنی توحید تمام دنیا کے سامنے یوں پیش کرتا ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ یعنے خدا تعالیٰ کہ جس کی شان میں لوگوں کی مختلف عقاید ہیں اور فرقہ دہریہ اسکی ہستی سے انکار کرتے ہیں اور معطلہ اس کو انتظام عالم سے الگ جانتے ہیں اور علت و معلول کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان کو کہدو کہ ذات باریتعالیٰ مرتبہ احدیت ہستی مطلق میں جملہ نام و نشان و رسم و عیاں سے منزّا و ورا اور اک

ل۔ پ ۴ آل عمران ع ۱۷۔ اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں انہی میں کا ایک رسول بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھکر سناتا ہے اور ان کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک کرتا ہے۔ اور کتاب الٰہی قرآن اور دانائی کی باتیں تعلیم دیتا ہے۔ ورنہ پیغمبر کے آنے سے پہلے یہ لوگ بہت بڑی گمراہی میں تھے

ہزار دینار اور [illegible] سرداران لشکر میں سے ہر ایک کو ہزار ہزار دینار اور
ہر ایک سپاہی کو ایک ایک سو دینار۔ جو تمام [illegible] قریباً ایک کروڑ چھتیس
لاکھ روپیہ ہوتی ہے [illegible] اس کے علاوہ جس قدر شام کا
علاقہ تم فتح کر چکے ہو وہ بھی تم کو دیا جائیگا۔ بشرطیکہ عہد نامہ لکھدو کہ
آیندہ رومی ممالک میں دست اندازی نہیں کرینگے۔ اگر صلح کر لو تو بہتر
ورنہ پچھتاؤ گے اور سخت پچھتاؤ گے ٭

جواب امیر خالد رضی اللہ عنہ

جب باہان سپہ سالار روم یہ پر زور تقریر کر چکا تو خالد رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ
ورسولہ۔ سنو جو کچھ تم نے انعام و شفقت کے بارہ میں کہا ہے۔
یہ تمہاری ملکی اور مذہبی مصلحت تھی جس تجویز سے تم نے عرب کے شمالی
اقوام کو محکوم ہی نہیں بنا لیا بلکہ لاکھوں عربوں کو عیسائی کر لیا ہے۔ اور
اسی لالچ کا اثر ہے کہ آج ساٹھ ہزار عرب والے ہمارے مقابلہ کے لئے تمہارے
ساتھ ہیں۔ اونٹوں اور بھیڑوں کی گلہ بانی سے ہمیں کوئی عار نہیں ریشمی
لباس سے کوئی شان نہیں تمہارے زنانہ ریشمی لباس سے بہتر ہے گرسنگی
و افلاس رنج و مشقت مایوسی و محنت جاہلیت و وحشت فسق و فجور کی بابت
ہم انکار نہیں کرتے۔ بلکہ جو کچھ تم نے کہا ہے اس سے زیادہ خراب حالت
میں تھے شراب پیتے تھے۔ حرکات شنیعہ کرتے تھے۔ اولاد کشی ہمارا شیوہ
تھا۔ سفاکی اور خونریزی ہمارا رویہ تھا۔ بات بات پر ایک دوسرے پر تلواریں
کھینچتے تھے۔ اور ہزاروں کٹ مرتے تھے۔ اتفاق اور ہمدردی جو تمدن
کے بھارے اصول ہیں۔ ان سے ہم [illegible] تھے۔ [illegible] ہماری عادات
وحشیوں سے بدتر تھیں۔ [illegible] ہم بہت [illegible] بنا کر [illegible]

تم عرب اس سے پہلے ایک ہمسایہ تھے۔ ہمارے ہاں تم آتے تھے ہر ایک
جگہ بلا روک ٹوک آمد و رفت کر سکتے تھے۔ فائدہ کثیر اٹھاتے تھے۔ ہم
بہتیرا احسان و شفقت کرتے تھے جس کے ذریعے تم اپنے بال بچوں کی
پرورش کرتے تھے۔ تم بے حیثیت جاہل جنگلی تھے۔ تہذیب انسانی
سے کوسوں دور علم و اخلاق سے نفور تھے۔ شتربانی اور بھیڑوں کی
گلہ بانی سے تم سروکار رکھتے تھے۔ اسباب تمدن و معاش سے تم بہرہ ور
نہ تھے۔ تمہاری زندگی محض وحشیانہ تھی۔ پشم و صوف تمہارا لباس تھا
دنیا کی ترقی یافتہ قومیں تم کو درجہ انسانیت سے خارج تصور کرتی تھیں
معمولی خصائل انسانی کا حصول بھی تمہاری نسبت ایک امر محال نظر آتا
تھا۔ چہ جائے کہ تم دنیا کی ہدایت کا بیڑہ اٹھاؤ اور یونانی شہنشاہ کو نصیحتیں
سناؤ۔ بقول ؎

خیال حوصلہ بحر می پزد ہیہات
چہ است در سر این قطرہ محال اندیش

ہم گنوار عرب نہیں عیاش ایرانی نہیں کہ جن پر تم فتح پا چکے ہو۔ اب تمہارا
مقابلہ ایک عیسائی دنیا کے ساتھ ہے جو صلیب کے نام پر جان دینے
کے لئے تیار کھڑی ہے اور ایک عرب کے لئے بیس بیس عیسائی شیر مرد
موجود ہیں ہم تم کو گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالیں گے اور دکھا دیں گے کہ ؎

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نکرد

اس فوج کثیر کے علاوہ بے شمار فوج کمکی لگاتار آ رہی ہے پس تمہیں دوستانہ
صلاح دیتا ہوں کہ اپنی جان و مال اور بال بچوں زن و فرزند پر رحم کرو۔
واپس چلے جاؤ اور روپے کی ضرورت ہو تو اس کے دینے میں مضائقہ نہیں
تمہارے خلیفہ عمر کو بیس ہزار دینار اور تم کو اور ابو عبیدہ ہر ایک کو پانچ پانچ

بہادرانہ طور سے جان دینا شیوہ اہل اسلام ہے۔ گذشتہ معرکے میری تقریر کے مؤید ہیں۔ یہ تمہاری فوجی کثرت و عدت شان و شوکت نمائش و آرائش جس پر تم غرہ ہو اس شمشیر کے سامنے (قبضہ پر ہاتھ رکھ کر) کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ پس لڑائی سے بچو اسلام لاؤ یا جزیہ دو یہی ہمارا مدعا ہے جو مختصر طور سے بیان کیا گیا ہے۔ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن ۔

جواب باہان سپہ سالار روم نزد امیر خالد رضی اللہ عنہ

باہان جو ایک فصیح عالم زبان عرب تھا کہنے لگا کہ الحمد للہ الذی جعل نبینا افضل الانبیاء وملکنا افضل الملوک وامتنا خیر الامم یعنے خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے نبی علیہ السلام کو جملہ انبیا سے اور ہمارے بادشاہ کو جملہ شاہان سے افضل اور ہماری عیسائی امت کو دیگر امتوں سے بہتر بنایا ہے۔ امیر خالد رضی اللہ عنہ نے یہ مغرورانہ بات سنکر کہا کہ الحمد للہ الذی جعلنا نؤمن نبینا و نبیکم و نقر بکتابنا وکتابکم والحمد للہ الذی جعلنا نامر بالمعروف وننھی عن المنکر یعنے خدا کی حمد و ستائش ہے جس نے ہمیں توفیق دی کہ اپنے پیغمبر اور تمہارے پیغمبر پر ایمان لائے اور قرآن مجید اور انجیل مقدس کے کتاب الٰہی ہونے کا اقرار کیا اور ہم کو یہ سعادت بھی عطا کی کہ بنی آدم کو نیکی کی ہدایت کرتے ہیں اور بدی سے بچاتے ہیں۔ گناہوں سے استغفار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لا شریک لہٗ جانتے ہیں اور اس کو بے زن و فرزند مان کر شرک سے ہٹتے ہیں

جواب باہان

باہان خالدؓ سے یہ کلمات سنکر بگڑ گیا۔ چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ ای ہم

میں تمہاری حفاظت کی کل ذمّہ داریاں ہم اپنے ذمّہ لیں گے - اور تم امن و امان
اور آزادی کے ساتھ رہو گے - فائدہ یہ ہوگا کہ تمہاری اور مسلمانوں کی باہمی
آمد و رفت کا سلسلہ کھل جائے گا اور تم اہل اسلام کی پاکیزہ عملی کارروائیوں
کو دیکھ سکو گے اور اسلام کی ماہیت اور حقیقت ٹٹول سکو گے - اور متعصب
اشخاص نے جو غلط خیالات نسبت اسلام تمہارے دلوں میں بٹھلا دیئے ہیں -
ان کی اصلیت دریافت کرنے کا تم کو خوب موقعہ ملیگا - اگر تم یہ بات قبول نہ
کرو اور اس موقعہ (جالس) سے بھی فائدہ نہ اٹھاؤ تو بس فیصلہ شدہ امر ہے
کہ تم اسلام کی طرف مطلق توجہ ہی کرنا نہیں چاہتے - بلکہ اس کے مخالف
اور درپے استیصال ہو - اپنے آپکو ہی گمراہ رکھنا نہیں چاہتے بلکہ آیندہ نسلوں
میں بھی توحید باریتعالٰی کی اشاعت کے مانع ہوتے ہو - پس ایسے مشرکانہ
موانع کے دور کرنے کے لیے ہم جانیں لڑاتے ہیں اور حکم خدا آیہ کریمہ وَ قَاتِلُوْ
هُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ نہایت خوشی سے بجالاتے
ہیں اسلام کے یہی تین سوال ہیں جو ہر ایک کے سامنے پیش کرتا ہے میدان
جنگ میں ہماری جان فروشی کا حال آپ کو معلوم ہے - مسلمان طالب جنان
جب شمشیر و سنان کے ترازو تولتے ہیں تو کوئی شے انکی کامیابی کی سدرہ
نہیں ہوسکتی اور نہ کثرت اعدا اُن کے غازیانہ تہوّر پر کوئی اثر کرسکتی ہے -
مسلمانوں نے بارہا آیہ کریمہ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ
کی صداقت دیکھ لی ہے - یہی وجہ ہے کہ ہمارے سینکڑوں نے ہزاروں
کا ہزاروں نے لاکھوں کا منہ پھیر دیا ہے اسلام میں بھاگنا حرام ہے -

لہ سورہ بقر پ۲ - کفار جو مسلمانوں کے برخلاف شرارتیں کرتے ہیں ان سے یہاں تک لڑو کہ
انکی شرارت کا کچھ اندیشہ نہ رہے - اور فتنہ فساد کا احتمال جاتا رہے - اور دین اسلام
غالب ہو جائے ۱۲ مہ

فتح و نصرت کثیرہ [illegible] [illegible] ہو تو [illegible] اللہ کے [illegible] سے [illegible] کا رسالہ

لینے سے انکار کر دیا۔ جب باہان کا یہ واؤ بھی نہ چلا تو کہا کہ نفسِ مطلب بیان
کیجئے۔ امیر خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کچھ مجھ کو کہنا ہے وہ آپ جانتے ہیں
کہ ہم نہ ملک چاہتے ہیں نہ دولت نہ چاپلوسی نہ خوشامد۔ ہماری غرض محض
اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ جس کا حکم بذریعہ وحی ختم المرسلین افضل النبیین محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے اور احکام الٰہی کا بنی آدم تک پہنچانا
بہ تعمیل آیۂ کریمہ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ
تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ۔ ہمارا فرض ہے اور اس فرض کے ادا کرنے میں ہم اپنی
جان و مال کو وقف کرتے ہیں اور سعی و کوشش ہے جس کا آخری درجہ جہاد ہے
بعد ایمان جملہ اعمال سے افضل ہے چنانچہ ہمارے اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتا ہے کہ افضل الاعمال الایمان باللہ والجہاد فی سبیل اللہ۔ ایمان
اپنی بھلائی کے لئے اور جہاد اوروں کی بہتری کے لئے ہے۔ ہم چاہتے ہیں
کفر و شرک کے فتنہ اور اعمال بد کی آلائش سے بذریعہ تعلیم اسلام نسل آدم
کو بچائیں۔ چونکہ کفار کی فوجی طاقتیں اس اشاعت توحید کی مانع اور قیام
مذاہب باطلہ کے حامی ہیں اس لئے ہم قتال پر مجبور ہیں۔ اول ہم اسلام
پیش کرتے ہیں۔ اگر اسلام لاؤ گے نجات پاؤ گے۔ درجات ابدیہ حاصل کرو گے
ہم تم برابر ہو جائیں گے۔ تمہارے ملک و دولت جاہ و حشمت مال و اسباب
وغیرہ سے ہمیں کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اگر اسلام سے تمہیں انکار ہے تو ہمارا
مذہب جو تمام عالم کے لئے ایک رحمت ہے نہایت فیاضی اور رحمدلی سے سوچنے
اور تحقیقات کا باب اور موقعہ دیتا ہے۔ [illegible] آتا ہے۔ جس کے عوض

لہ سورہ مائدہ [illegible] ترجمہ [illegible] نازل کیے
ہیں وہ [illegible] لوگوں کو پہنچا دو۔ اگر تم نے [illegible] نہ پہنچایا تو تم نے حق رسالت ادا
نہیں کیا [illegible] سب سے افضل [illegible] کہ اللہ کی [illegible] ذاتی و صفاتی پر ایمان لانا
اور اسلام کی حمایت [illegible]۔

امیر خالد رضی اللہ عنہ اور باہان سپہ سالار روم کی گفتگو

باہان نے معمولی مزاج پرسی کے بعد خوشامدانہ تقریریں شروع کیں کہ آپ
لائق اور شریف خاندان میں۔ اعلیٰ درجہ کی عقل و حکمت رکھتے ہیں اور عقیل و
حکیم سے اچھی بہتری ہو سکتی ہے۔ امیر خالد جن کو خوشامد اور ریاکاری سے سخت
نفرت تھی اور جن کی سفارت محض تبلیغ احکام اسلام کے لئے تھی۔ کہنے لگے
کہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان حسب الرجل
دینہ ومن لا دین لہ لا حسب لہ یعنی انسان کی لیاقت و شرافت
دین پر موقوف ہے اور بے دین شرافت سے خالی ہوتا ہے۔ یہ ایک علانیہ
دعوتِ اسلام تھی جس سے اسلام کی وسیع فیاضی اور اس کے عالمگیر
مفید اصول ظاہر ہوتے تھے۔ علم حکمت کے بارہ میں اللہ الحمد
علی ذالک کہا اور آیہ کریمہ مَن یُؤتَ الحِکمَۃَ فَقَد اُوتِیَ خَیراً کَثِیراً ○ [1]
سنا کر قرآن مجید کی صداقت بھری جامعیت کو ہزاروں عیسائیوں کے سامنے
ظاہر کر دیا اور کہا کہ دنیا کی تمام چیزوں میں سے عقل افضل ہے۔ اسی سے خیر
و شر کی امتیاز ہوتی ہے۔ عقل کامل ہی باعث ایمان و نجات ابدی ہے۔
کفر و شرک کے نقصان اور اسلام کے فوائد عقل ہی سے ظاہر
ہوتے ہیں۔ عقل صحیح سے وحدت و کثرت توحید و تثلیث
یکتائی و دوئی عینیت و غیریت کا راز کھلتا ہے۔ عقلمند چاہ ضلالت سے
نکلتا ہے۔ راہ استقامت و ہدایت پاتا ہے۔ مومن پاکباز بنتا ہے۔
عتاب و عقاب عذاب ثواب کا مدار عقل پر ہے۔ عرفان و ایقان کا انحصار
عقل پر ہے۔ گویا امیر خالد رضی اللہ عنہ نے اس حدیث قدسی کا مضمون
ادا کر دیا جو عقل کے بارہ میں ہے۔

---

[1] جس کو اللہ حکمت دیتا ہے اس کو بڑی بھاری نعمت ملتی ہے ۱۲

معززو متبرک پادری والی سلم او ر بائیں طرف سرداران فوج بیٹھے تھے۔ جو بلحاظ قد وقامت تنومندی خوبصورتی کے منتخب کئے گئے تھے۔ اور پرتکلف لباس اور پشکوہ شکل وشباہت سے عام ناظرین سے اقرار کراتے تھے۔ کہ ایسے بہادروں سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اور ایسی دولتمند زبردست سلطنت اور اس قدر بیشمار جرار لشکر سے مخالف کا بچاؤ نہیں ہو سکتا۔ یہ تمام کوشش خالد رضؓ کو ڈرانے اور رومی شان وشوکت کا سکہ جمانے کے لئے کی گئی تھی مگر اللہ کے بندے خالد رضؓ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چنانچہ جب دربار رنگ چکا تو امیر خالد کو بلایا گیا جو نہایت سادگی اور اسلامی حقیقی تمکنت سے معہ میسرہ رضی اللہ عنہ خیمہ سے برآمد ہوا۔

امیر خالد سر و قد عضب کا خوبصورت جوان تھا۔ اس کی آنکھوں سے شوکت اسلامی اور چہرہ سے شکوہ یکتائی نمایاں تھا۔ گو اس کا لباس زرین اور ریشمی نہ تھا مگر خدا نے اس کے سیدھے سادے لباس میں وہ ہیبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی کہ ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص سیف اللہ کی طرف نظر بھر کر دیکھ سکے۔ یا اگر یہ اللہ کا شیر کسی کی طرف نظر بھر کر دیکھے اور وہ غش کھا کر نہ گرے یہ تمام رعب داب عشق الٰہی ومحبت رسالت پناہی کے سبب تھا کہ جس میں وہ لیل و نہار سرشار دست بکار دل بیار رہتا تھا۔ دنیا ومافیہا کی اس کے دل میں گنجائش نہ رہی تھی اور ایسے اشخاص کی توجہ قلبی اور نظر میں عموماً یہ تاثیر ہوا کرتی ہے۔

امیر خالد رضی اللہ عنہ مست شیر کی طرح بے خوف وخطر نہایت متانت کے ساتھ فوجوں کے بیچ میں سے گذرتا اور اپنی شمشیر کا فرکش کو زمین پر کھینچتا ہوا داخل دربار ہوا۔ اور کسی چیز کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ رومیوں کی کسی تدبیر نے اس کے دل پر اثر نہ کیا۔ باہان نے لب فرش تک استقبال کیا۔ اور اپنے پاس بٹھالیا۔ میسرہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھ گئے۔

امیر خالد رضی اللہ عنہ کی تجاویز

امیر خالد کو مخبروں کے ذریعہ دم بدم عیسائی فوجوں کی نقل و حرکت وغیرہ کی خبریں پہنچتی تھیں۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ اس دفعہ کوئی معمولی جنگ نہیں مقابلہ پر ایک عیسائی دنیا کھڑی ہے۔ دشمن کو فوج کی کثرت اور سامان کی حدت پر غرور ہے۔ خود ہرقل میدان جنگ سے چند منزل پیچھے انطاکیہ میں موجود ہے۔ کمانڈر باہان وزیر ہے۔ مذہبی پیشوا غضب کا جوش دلا رہے ہیں۔ روپیہ پیسہ جاگیر منصب کا لالچ دیا جاتا ہے پس کل فوج اسلامی کو ایک جگہ جمع کرنا اور اپنی نگرانی میں لڑانا اور مجموعی طاقت سے ایک فیصلہ کن جنگ کرنا مناسب خیال کیا۔ سب سرداروں کو بلایا گیا۔ اور وادی یرموک کو لڑائی کے لئے انتخاب کیا گیا جس میں کئی ایک فائدے تھے۔ موجودہ موقعہ لڑائی کے لئے موزوں نہ تھا۔ اور خطرہ تھا کہ کہیں دمشق اور قیساریہ کے عیسائی فوجیں تکلیف دہ ثابت نہ ہوں۔ دوم یرموک میں تمامی اسلامی فوج بآسانی جمع ہو سکتی تھی۔ سوم میدان یرموک ارکان عرب کی جولانی کے لئے کہ جنہیں اسلامی فتح کا ارتجا زیادہ صحیح اور مناسب تھا۔ چہارم دریائے یرموک کی روانی کے سبب سے پانی اور چارہ وغیرہ کی افراط تھی پنجم یہاں ایک پہاڑ تھا جس کو کہ امیر خالد رضی اللہ عنہ اپنی پس پشت رکھنا چاہتا تھا۔ ان تمام باتوں کو وہ بخوبی سمجھا ہوا تھا کیونکہ آپ ہوشیار اور محتاط جنرل کی طرح نقشہ جنگ کو سوچ کر روانہ ہوا۔ رستہ میں چوکی پہرہ کا کام اپنے ذمہ لیا۔ عیسائی فوجوں نے موقعہ پاکر ایک دفعہ چھاپہ مارا۔ لیکن خالد رضی اللہ عنہ کی احتیاط کے سبب سے شکست کھا کر ان کے ساتھ پسپا ہو گئیں۔ اور اسلامی لشکر صحیح و سلامت یرموک میں پہنچ گیا۔ جہاں پر دیگر سرداران اسلام عمرو بن العاص، شرحبیل بن حسنہ، یزید بن ابو سفیان وغیرہ پہلے سے پہنچ گئے

جاتے تھے۔ گورنمنٹ کی [illegible] ضرورت
روپیہ اسپ و یراق ساز و سامان سے مدد دی گئی۔ یہ ٹڈی دل اُس فوج کے
علاوہ تھا جو پہلے مختلف موقعوں پر سرداران اسلام کے مقابلہ یا جنگی قلعوں و
سرحدی مقامات کے ناکوں پر متعینات تھے۔ غرضیکہ یہ تمام چار لاکھ کا طوفان
تھا۔ جو میدان یرموک میں اسلام کے استیصال کے لئے اٹھا تھا۔ اور ادھر
مسلمان کلہم ۳۹ ہزار معہ اس امدادی فوج کے تھے جو مدینہ سے عکرمہؓ بن
ابوجہل کے ماتحت آئی تھی۔ اس تمام فوج میں سے ایک ہزار صحابیؓ تھے
جن میں سے ایک سو وہ اصحاب تھے جو متبرک جنگ بدر کی شمولیت کا فخر
رکھتے تھے۔ شہنشاہ ہرقل کا ایک میدان میں چار لاکھ فوج کا لانا اس بات
کی قوی دلیل ہے کہ وہ آج کل کے مغرور بادشاہوں سے زیادہ زبردست
تھا اور اس کی زبردست فوج مسلمانوں سے دس گنا زیادہ تھی لیکن غازیان
اسلام کی خالصتاً للہ جانبازی اور ثابت قدمی نے ہمیشہ کے لئے ایک کھلی
اور روشن نظیر قایم کردی کہ راسخ الاعتقاد مجاہدین اسلام جب خلوص دل
سے محض اسلام کے لئے جان بکف ہوتے ہیں۔ تو دنیا کی کوئی قوم ان سے
بازی جیت نہیں سکتی۔ اور انکی جماعت خواہ کس قدر قلیل ہو۔ تاہم ان کی
حق پرست نگاہ میں دشمن کی کثرت کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اور ان کا سچا
ایمان مقابلہ کفار سے ان کو کبھی بھاگنے کی اجازت نہیں دیتا اس کے نتایج
صحیح اصحاب رضی اللہ عنہم کے ہر ایک معرکہ سے ظاہر ہوتے رہے ہیں اور بعد
میں جب کبھی کوئی مقدس اور دیندار شخص مسلمانوں کا سرپرست ہوتا رہا۔
اور تقلید صحابہ کرامؓ کرتا رہا ہے تو اس کے ماتحت مسلمانوں نے باستثنائے خیر القرون
جیسے کارہائے نمایاں دکھا کر ایک عالم کو دنگ کر دیا ہے اور یہ کھلا ہوا [illegible] ہے کہ اگر کوئی
اسلامی امارت سے باقاعدہ کام لینے والا ہو تو وہ ہر وقت اور ہر زمانہ میں موجود
[illegible] ہے کہ قیامت تک موجود رہے گی +

قلعے اور شہر فتح کرنے شروع کر دیا تھا کہ اب لشکر اسلام کی کمان ایسے جوانمرد
جنرل نے لی ہے جو دشمن کو زیادہ انتظار کا موقع نہیں دے سکتا۔ اور نہ
بہادران اسلام پر یہ اعتراض آنے دیگا کہ مہینوں دشمن کے مقابلہ پر پڑے
رہے اور ایک قلعہ نہ فتح کر سکے۔ اس کی بے نظیر قابلیت، شجاعت اور بے مثل
مجاہدانہ تہور نے برسوں کا کام مہینوں میں اور مہینوں کا کام گھنٹوں میں کر
دکھایا۔

جنگ بیرغوطہ

عیسائی جنرل کلوص نے دیرغوطہ میں پہنچ کر لڑائی شروع کی۔ کلوص اور
عزرائیل دونوں عیسائی جنرل بہت بڑے شہسوار اور فنون جنگ سے ماہر اور
زبردست پہلوان تھے۔ ان کا خیال تھا کہ شاید عرب فنون جنگ سے ناواقف
ہوں گے۔ مبارزانہ جنگ کے بہانہ سے خالدؓ سردار لشکر کو ہلاک کیا جائے
اس لئے دعوت جنگ خالدؓ کو دی گئی جو فی الفور منظور کی گئی۔ امیر خالدؓ
گھوڑے پر سوار ہو کر جولان دیتا ہوا اور نیزہ ہلاتا ہوا نکلا اور کلوص کے مقابل جا کھڑا
ہوا۔ جنرل کلوص نے نیزہ کا وار کیا۔ امیر خالد رضی اللہ عنہ نے سیف اللہ
کی ضرب سے نیزہ کا ٹکڑا کر دیا اور خود برچھی کلوص کے حلق میں
خالی جگہ تاک کر ایسی لگائی کہ گلے سے پیوست ہو گئی اور زین سے اٹھا کر
زمین پر پٹخ دیا۔ اور قید کر کے اپنے کیمپ میں بھیج دیا۔ یہ حال دیکھ کر جنرل
عزرائیل غصے سے بھرا ہوا نکلا اور دیر تک لڑتا رہا اور داد مردانگی دیتا رہا۔
مگر خالد رضی کی متواتر ضربات سے مضطرب ہو کر بھاگ نکلا جس کے گھوڑے
کی کونچیں خالد رضی نے تلوار سے کاٹ دیں اور عزرائیل کو حوالہ عزرائیل کیا۔
رومی فوج یہ حالت دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئی اگرچہ عرصہ تک لڑائی ہوتی
رہی لیکن مسلمانوں کے حملے کی تاب نہ لا سکی۔ اور بھاگ نکلی۔ بہت سامان

کہا کہ خدا تعالیٰ آنحضرت رسول اللہ صلعم کی تدبیر و مصلحت میں برکت دے اور خالد کو [illegible]۔

خط عمر امیر المومنین بنام ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما

بعد حمد و ثنا و درود بر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ واضح ہو کہ میں نے شام میں مقابلہ دشمن کے لئے خالد کو سپہ سالار (کمانڈر) مقرر کیا ہے۔ آپ اس کی رائے پر چلیں اور اس کی اطاعت کریں۔ اس تقرری کی صرف یہ وجہ ہے کہ خالد آپ کی نسبت جنگی لیاقت زیادہ رکھتا ہے۔ اور فنون جنگ میں ماہر اور تجربہ کار ہے۔ ورنہ آپ کی عزت و توقیر میری نگاہ میں خالد سے کم نہیں۔ والسلام

جب خالد دمشق کے نزدیک پہنچے تو ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے مع دیگر سرداران لشکر استقبال کیا اور کمال درجہ کی خوشی ظاہر کی اور عام مجاہدین کی خوشی اور شجاعت کا جوش اس بہادر مظفر جنگ جنرل کی تشریف آوری سے بہت بڑھ گیا۔ امیر خالد نے دمشق کا محاصرہ کیا اور خود اس مقام پر ٹھہرے جس کو بعد ازاں دیر خالد کہنے لگے۔ یہ مقام دمشق سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تھا۔

شہنشاہ روم دمشق کی طرف سے بالکل مطمئن تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس وقت عراق اور بیابان کے رستہ سے کسی جرار فوج کا گذرنا ایک امر محال ہے وہ اس صحرا کو ایک قدرتی سد تصور کئے بیٹھے تھے۔ مگر جوں ہی اسلامی لشکر نے صحرا کو طے کر کے سرحد شام پر قدم رکھا فوراً شہنشاہ ہرقل کو خبر پہنچ گئی جس نے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نہ ہونے دیا جس نے اور احسان اسلام کو دیکھ کر روماس حاکم بصری
معہ بہت سے متعلقین کے مسلمان ہو گیا اور شام کی آئندہ لڑائیوں میں شامل
رہا۔ یہ تمام علاقہ قوم غسان کا تھا جو عرب تھے اور عیسائی ہو گئے تھے۔

خط خالد بنام ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما

امیر خالد عراق [illegible] شام
کے ملک میں پہنچے [illegible]
[illegible]
[illegible]
ذات کے لئے وفا [illegible]
سے بچائے [illegible]
کی کمان لینے کے لئے پہنچ گیا ہوں۔ [illegible] چاہتا
تھا۔ آپ بدستور سابق [illegible] بے حرف
نہیں کروں گا۔ اور آپ کی رائے [illegible] کی مرضی
کے سوا کوئی کام نہیں کروں گا۔ آپ [illegible] تقدس
و اکرام و احترام کی میں دل سے قدر کرتا ہوں۔ خدا [illegible] اور ہمارے
لئے اپنے احسان و رحمت کو پورا کرے اور ہم [illegible]
والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ فقط

امیر خالد رضی اللہ عنہ کے پاک دل میں اسلام کی کمال نیکی نے ذرہ بھر بھی
فخر و بڑائی نہیں چھوڑی تھی۔ وہ کل مسلمانوں خصوصاً بزرگ اصحاب سابق الاسلام
کی دل سے عزت کرتے تھے اور خالد رض کا ایسا منکسر مزاج ہونا محض اسلام کی
نورانی برکت کا نتیجہ تھا جس کی مثال اور کسی قوم کے بہادر جرنیلوں میں ہرگز نہیں
مل سکتی۔ اس خط کو پڑھ کر بے نفس ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سچے دل سے

کو تکلیف نہ دو۔ سوا فوجی اور جنگی اشخاص کے اوروں سے تعرض نہ کرو۔ اور ایسے جنگی اشخاص سے جب تک کہ اسلام۔ یا جزیہ (ٹیکس) قبول نہ کریں لڑو۔ ہاں حکومت کا غرور نہ کرو۔ ماتحتوں کو نہ ستاؤ چلنے میں دق نہ کرو اپنے لشکر سے جدا نہ ہو۔ پہرہ چوکی کا انتظام درست رکھو اور خود خفیہ طور سے نگرانی رکھو پہلی رات والے کا پہرہ پچھلی رات والے کے پہرے سے زیادہ طویل ہو مہاجر و انصار کی عزت کرو نماز کے پابند رہو۔ اول وقت اذان دو اور وقت پر نماز باجماعت پڑھو۔ ماتحتوں کو تلاوت قرآن مجید کی سخت تاکید کرو۔ کسی کا افشائے راز نہ کرو۔ ساتھیوں کو خیانت سے بچاؤ۔ اور بصورت ثبوت سزا دو کلام مختصر کرو۔ اور اپنے نفس کی اصلاح کرتے رہو کیونکہ پیشوا اور سردار کے افعال ماتحتوں سے بہتر ہونے چاہییں۔ حیثیت سے رحم اور شفقت کرو۔ بوقت جنگ صبر کرو۔ خدا کو یاد کرو۔ قرآن پڑھو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا۔ ان مفید نصایح کے بعد لشکر اسلام کو مختلف رستوں سے ملک شام کو روانہ کیا۔ اور ان کی روانگی کے وقت [illegible] تھے۔

[illegible]

ہرقل [illegible] جو پہلے ہی فلسطین میں پہنچ چکا تھا لڑائی کے لئے تیار اور کیل کانٹے سے درست تھا۔ صدیوں کی مضبوط اور کامیاب رومی سلطنت میں کس بات کی کمی تھی۔ دمشق اور حمص کا ملاحظہ کرتا ہوا انطاکیہ میں مقیم ہوا۔ مذہبی جنگ کے لباس میں عیسائیوں کے جوش کو بہت ہی بھڑکایا اور لاکھوں دینی مجاہد علاوہ قواعد دان فوج کے مرنے مارنے پر تیار ہو گئے جس قدر جنگی موقعے تھے۔ سب پر افواج کثیر بھیجی [illegible] ابو سفیان [illegible] اور عمرو

ل۔ [illegible] ان مجاہدین [illegible]
سے بچایا ہو۔ اور ثواب جنابہ [illegible] ۱۲

کے حکم کی عدم تعمیل سے عذاب الیم بھگتنا پڑے گا جو ان کی خلافت حقہ کی دلیل محکم ہے۔ جب مدینہ کی وسیع پریڈ بھر گئی تو بہادر اور فقیہہ سرداران مثل ابوعبیدہ بن الجراح۔ معاذ بن جبل۔ شرجیل بن حسنہ کاتب وحی۔ یزید بن ابوسفیان اموی۔ عمرو بن العاص۔ خالد بن سعید۔ ربیع بن عامر رضی اللہ عنہم کے ماتحت یکے بعد دیگرے ملک شام کو فوج روانہ کی اور سپہ سالار ابوعبیدہ بن الجراح کو مقرر کیا جو سابقیت اسلام اور فضل قرب رسول کے علاوہ زہد و ورع میں کمال رکھتے تھے اور خیر خواہی امت کے باعث دربار نبوی سے امین الامت کا مقدس خطاب پا چکے تھے۔ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روانگی کے وقت سرداران لشکر کو مندرجہ ذیل احکام دیئے۔

احکام امیر المومنین رضی اللہ

اے سرداران لشکر اسلام! ہر ایک کام بصلاح و مشورہ کرو۔ انصاف و عدالت کو ہمیشہ ملحوظ رکھو۔ جور و ظلم نہ کرو۔ کیونکہ ظالم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب دشمن پر فتح پاؤ تو ان کے چھوٹے بچوں اور بیماروں اور بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرو۔ حیوانات اور مال مویشی کا نقصان نہ کرو۔ زراعت کو نہ کاٹو نہ جلاؤ میوہ دار درختوں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ دشمن کے سفیر کی عزت کرو۔ مگر اس کی اقامت اپنے ہاں بہت کم رکھو اور ان کو عام سپاہیوں وغیرہ سے بات چیت اور میل ملاپ کا موقعہ نہ دو۔ اور نہ اپنے کسی حال پر مطلع ہونے دو۔ سوا سردار لشکر اور کوئی سفیر سے ملکے گفتگو کرنے کا مجاز نہیں ہے اور خود بھی جاسوس اور مخبروں سے کام لو۔ جو وعدہ اور عہد و پیمان دشمن سے کرو اس کو پورا کرو۔ وعدہ خلافی ہرگز نہ کرو۔ صلح کو خوشی سے قبول کرو اور اس کو کبھی نہ توڑو۔ گرجے نہ گراؤ اور پادریوں۔ مجاوروں۔ راہبوں۔ گوشہ نشینوں

بس حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باشندگان مکہ طائف یمن وغیرہ علاقہ جات عرب کو خطوط بدیں مضمون تحریر کیے ۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سلام علیکم فانی احمد اللہ الذی لا الٰہ الا ھو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقد عزمت ان اوجھکم الی ناحیۃ بلاد الشام لتاخذوھا من ایدی الکفار الطغاۃ فمن عزم منکم علی الجھاد والصیام فلیبادر الی طاعۃ الملک العلام ثم کتب انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝[1] جملہ قبائل نے اس حکم کی نہایت جوش سے تعمیل کی سب سے پہلے بنی حمیر اپنے بادشاہ ذوالکلاع حمیری کے ساتھ وارد مدینہ ہوئے اور پھر بنی مذحج بنی طے بنی ازد بنو عبس بنی کنانہ وغیرہ اپنے اپنے سرداروں کے تحت دار الخلافہ مدینہ میں پہنچ گئے ۔ اور قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی جو عربوں کے بلانے اور آنے کے بارہ میں تھی پوری ہوئی آیت کریمہ قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونھم او یسلمون فان تطیعوا یؤتکم اللہ اجرا حسنا وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما ۝[2] اور ثابت ہو گیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

[1] تم پر سلام ہو میں خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس کے نبی محمد رسول اللہ پر درود بھیجتا ہوں ۔ میں نے ارادہ کیا کہ تم کو ملک شام میں بھیجوں تاکہ ظالم کفار کے ہاتھ سے لے لو پس جو شخص تم میں سے جہاد اور لڑائی کی خواہش رکھتا ہو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے جلدی چلا آئے پس آیت لکھی بے ہتھیار رہو یا مسلح نکل کھڑے ہو اور اپنی جان و مال سے خدا کی راہ میں جہاد کرو اگر تم جہاد کی مصلحتوں کو جانتے ہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے ۔ سورہ توبہ ۔

[2] اے پیغمبر سفر حدیبیہ سے پیچھے رہ جانے والے عربوں کو کہہ دے کہ تم جلدی ہی بڑے لڑنے والوں (روم و فارس) کے مقابلہ کے لئے بلائے جاؤ گے کہ تم لڑتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے اگر خدا کا حکم مانو گے تو اللہ اچھا اجر دیگا ۔ اگر سرتابی کی جیسے کہ پہلے کی ہے تو خدا سخت عذاب سے سزا دیگا ۔ ۱۲

کی جنگی قوت کمزور ہوتی ہے وہ ذلیل و خوار رہتی ہے ۔ چنانچہ کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما ترک قوم الجہاد الا عمہم العذاب یہ جہاد ایک ایسی
تجارت ہے جس کے ہر پہلو میں نفع ہی نفع ہے ۔ مرے تو شہید جیتے
تو غازی اور یہ دونوں پاک خطاب اسلام میں نبی کے بعد سب سے زیادہ
مقدس اور متبرک قرار دیے گئے ہیں ۔ موت جس سے دنیا پرست ڈرتے ہیں
تمہاری شہادت کا باعث ہے اور شہید کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
يُرْزَقُونَ ۝ اور یہ حیات ابدی بغیر شہادت ممکن نہیں اور صورت فتح میں
تو کئی نتائج پیدا ہوں گے جن سے ایک عالم منور ہوگا ۔ لاکھوں انسان
شرک و کفر سے نجات پا کر معبود حقیقی وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت دل و جان سے
بجا لائیں گے عیسائیوں کی غلط اور مضر تعلیم سے جو انسانی اخلاق بگڑ چکے
ہیں وہ تمہاری کوششوں سے درست ہوں گے ۔ پس تمہاری یہ جانفشانی
بنی آدم کے حقیقی فوائد پر مبنی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعد ایمان باللہ جہاد سے
بڑھ کر اور کوئی عمل افضل نہیں ہے پس مجھے آپ کے ایمان ۔ اخلاص ۔
اتفاق و ایثار سے پورا وثوق ہے کہ یہ کڑی مہم جلد سر ہوگی اور ہمیں خدا
فتح دیگا اور ضرور دیگا ۔ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ جب امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ
عنہٗ یہ تقریر ختم کر چکے تو سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا کی صدائیں چاروں طرف سے
گونج اٹھیں اور عام تائید سے یہ تجویز جنگ روم منظور کی گئی ۔

لہ جب مسلمان جہاد چھوڑ دیں گے یعنے انکی جنگی طاقت کمزور ہو جائیگی تو انپر تکلیفیں اور مصیبتیں
کثرت سے آئیں گی ۔ ۱۲

سلہ جو لوگ اللہ کے رستے میں مارے گئے ہیں انکو مرا ہوا خیال نہ کرنا بلکہ اپنے پروردگار کے
پاس جیتے جاگتے موجود ہیں اُن کے خدا کی طرف سے انکو روزی ملتی ہے سورہ آل عمران پ ۴

صدیق رضی اللہ عنہ نے بعد حمد و ثنائے الٰہی و درود و رسالت پناہی کے عیسائیوں کی شرارت اور مخالفت اور عربوں اور ایرانیوں کو برخلاف اسلام امداد دینے اور بہکانے کا مفصل تذکرہ کیا اور وضاحت سے کہا کہ عیسائی ہر طرح کوشش کرتے رہے کہ اسلام کمزور ہو اور اس کی اشاعت میں رکاوٹیں پیدا ہوں۔ اسلام نے ہر چند ان سے رعائتیں کیں۔ مگر یہ لوگ موقعہ پر نیش زنی سے نہ چوکے یہ چاہتے ہیں کہ بندگانِ خدا کفر و شرک میں مبتلا رہیں اور نور توحید کو بجھائیں۔ مگر اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترقی عزت اسلام و ذلت کفار کا وعدہ فرمایا ہے جو کبھی ٹلنے والا نہیں۔ ان لوگوں کے پاس اسلامی سفارتیں بھیجی گئیں دعوتِ اسلام کی گئی۔ تثلیث و صلیب پرستی کے نقصان جتائے گئے مگر راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ الٹے دیگر ممالک میں بھی اسلام کے سدِّراہ ہوئے۔ حکومتوں کی قہریہ و جبریہ رکاوٹیں اور حریصانہ و فریبانہ چالیں جب تک دور نہ ہونگی۔ تب تک خلق کثیر اس نجات ابدی و سرمدی کی متلاشی نہیں ہوگی جو مذہب اسلام پیش کرتا ہے اور جس نعمت عظمیٰ میں بنی آدم کا شریک کرنا ہمارا فرض ہے اور یہ زبردست اور دلکش رکاوٹیں بغیر ایک فیصلہ کن جنگ کے دور نہیں ہوسکتیں۔ اگرچہ ابتدا میں نقصان مخلوق ہوگا مگر فائدہ بڑھکر رہیگا۔ موجودہ نسل میں سے لاکھوں ہدایت پائینگے اور کروڑوں بلاروک اسلام کی ماہیت سمجھنے کی جانب توجہ کرینگے اور آیندہ نسلیں ضرور ضلالت سے نجات یاب ہونگی۔ اگرچہ بمقابلہ مخالف ہم قلیل ہیں اور بظاہر اسباب احتمال نقصان ہے۔ مگر اعلائے کلمۃ اللہ میں قلتِ جمعیت و گمان نقصان اللہ و رسول کے نزدیک کوئی عذر قابل پذیرائی نہیں۔ جو چیز ہم اپنے لئے بہتر جانتے ہیں وہ اور لوگوں کو کیوں نہ پہنچائی جائے اور جو موانع رستہ میں پیش ہوں ان کو کیوں نہ دور کیا جائے۔ رومیوں سے غزا ضروری ہے اور غزا سے گریز نشان نفاق ہے۔ قومی ترقی کے لئے جہاد ایک اعلیٰ ذریعہ ہے جس قوم

اصحاب کبار عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ وغیرہ سے مشورہ کیا۔ اور عیسائیوں کی مفسدانہ سازشوں اور منصوبوں اور ان کی اصلی منشا کے روکنے کے لئے لڑائی کی ضرورت کو بیان کیا جس سے کسی قدر اختلاف کے بعد سب نے اتفاق کر لیا۔ مگر علی ابن ابیطالب خاموش تھے امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ نے دریافت کیا کہ آپ کیوں خاموش ہیں۔ رائے دیجئے۔ اسد اللہ الغالب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی اس مشورہ سے اتفاق کرتا ہوں۔ خواہ خود جائیں یا لشکر بھیجیں ہر صورت میں فتح ہوگی۔ امیر المومنین صدیق اکبر نے فرمایا بَشَّرَكَ اللهُ يَا اَبَا الْحَسَنِ یہ بشارت فتح آپ کو کس طرح معلوم ہوئی ہے۔ حضرت علی رضؓ نے جواب دیا۔ کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام سے سُنا ہے کہ [1] يقول لا يزال هذا الدين ظاهراً على كل من ناواه حتى تقوم الساعة واهله ظاهرون۔ یہ پیش گوئی ہر وقت میں ظہور پذیر ہوتی رہیگی بشرطیکہ مسلمانوں میں اسلام کی اہمیت بھی غزائے روم میں توقف نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو مرتدین عرب پر فتح دی ہے کفار روم پر بھی ظفر مندی عطا کریگا۔ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شاداں و فرحاں کہا کہ اے ابوالحسن آپ نے یہ حدیث سنا کر مجھ کو خوش کیا ہے خدا آپ کو ترقی درجات اخروی سے شاد کرے۔

بعد ازاں اصحاب حاضرین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ شخص (علی) وارث علم پیغمبرؐ ہے جو شخص اس کی صداقت میں شک لاتا ہے منافق ہے اب ان کی تقریر سے اور مضمون حدیث سے میرا ارادہ غزائے روم میں زیادہ مضبوط ہو گیا ہے۔ باتفاق حاضرین بلال کو منادی کا حکم دیا گیا۔ اور اہالیان مدینہ خلیفہ رسول اللہ کے پاس حاضر ہوئے۔ امیر المومنین ابو بکر

[1] پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہمیشہ دین اسلام اپنے ہر ایک مخالف پر غالب رہیگا۔ اور یہ فوقیت قیامت تک رہے گی۔ اور اس دین اسلام کے احکام دل سے ماننے اور پوری پیروی کرنے والے ہمیشہ فتح مند رہے گی۔ ۱۲

بوجہ اُن کے سامنے نہایت سچائی سے کرتے تھے اور جو کہتے تھے کر دکھاتے تھے
گو تعداد میں قلیل تھے مگر اُن عالی ہمتوں کے سینکڑوں ہزاروں پر اور
ہزاروں لاکھوں پر بھاری تھے۔ گو بے سامان مفلس و نادار تھے۔ مگر ان کا
صرف موحدانہ شکوہ مخالف کی صدیوں کی شان و شوکت و عظمت اور عمائد
سامانِ حرب اُن کی پائمالی کے لئے کافی تھا وہ نجات آخروی کا مدار اشاعت و
اشاعتِ اسلام پر سمجھتے تھے اور اس رستہ کی رکاوٹوں کے دور کرنے کیلئے
جان بکف ہوتے تھے اور ان مذہبی لڑائیوں میں جان فروشی کو ایک تجارت
جانتے تھے جان دیتے تھے اور بہشت مول لیتے تھے وہ آج کل کے لوٹنے
اور لالچی تاویل کن مسلمان نہ تھے کہ احکام قرآنی کو توڑ موڑ کر حصول اعزاز
و خواہش دنیوی کا ذریعہ بناتے اور اسلام کی بیخکنی کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں
جب نہیں قدرتی مسلمانوں پر شہنشاہ قسطنطنیہ کی فریبانہ اور ناجائز کارروائی
کیا اثر کر سکتی تھی۔ مگر خلیفہ رسول اللہ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عیسائی
شہنشاہ کے حرکات پر ہمیشہ غور کرتے اور نہایت حیران رہتے۔ اور آئندہ انتظام
کے لئے تجاویز سوچتے۔ گو وہ چاہتے تھے کہ اس مغرور بادشاہ کو قبل اس کے
کہ وہ کوئی اور مضر کارروائی کرے خود دشمن کے ملک میں غازیوں کی شمشیر زنی
کی چمک دکھلائی جائے اور سابق کی طرح عیسائیوں کو جرات نہ دلائی جائے
مگر چونکہ یہ مہم سخت کڑی تھی کسی سے ذکر نہیں کرتے تھے ایک دن حضرت شرجیل
بن حسنہ کاتب وحی رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسلمانوں
کے ساتھ شام میں لڑ رہے ہیں اور خدا نے مسلمانوں کو فتح دی ہے۔ شرجیل نے
صبح کے وقت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خواب بیان کیا چونکہ
شرجیل قائم اللیل صائم الدہر مستجاب الدعوات ولی اللہ صحابی تھے اس لئے
امیر المومنین رضی اللہ عنہ اس خواب سے غزائے روم میں زیادہ متوجہ
ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ ضرور تثلیث کی جگہ توحید کی منادی کیجائے۔

سپہ سالار مقرر کیا ہے اور رومیوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے پس اللہ کی خوشنودی کے لئے جلدی کرو اور کفار سے لڑو جہاد کا پورا حق ادا کرو مسلمانوں میں تم کو ایسی نجات سے بلاتا ہوں جو تم کو سخت دردناک عذاب سے بچا سکے۔ تم خالد الولید شمعد وغیرہ پر امیر ہو۔

امیر خالد رضی اللہ عنہ کی شام کی سپہ سالاری

ملک شام کی فوج کشی کا یہ باعث تھا کہ عیسائیان عرب و شام آنحضرت صلعم کے عہد میں بہت سی شرارتیں کرتے رہے تھے۔ خونخوار جنگ موتہ انہیں لوگوں کی شرارت سے ہوا تھا۔ غزوہ تبوک باوجود کمال افلاس و عسرت اور موسم کی گرمی کے عیسائیوں نے ہر طرح سے امداد دی تھی۔ عراق کے معرکوں میں کھلے طور ایرانیوں سے ملکر مسلمانوں کا سخت مقابلہ کیا تھا۔ ان میں سے اکثر عیسائی یا تو براہ راست شہنشاہ قسطنطنیہ کی رعایا تھے۔ یا اس کے ماتحت رؤساء کے زیر سایہ تھے جن کے امن و امان میں رہنے کا شہنشاہ مذکور ذمہ دار تھا۔ عراق کی لڑائی میں تو خاص شہنشاہی فوج بہ تعداد کثیر شامل تھی۔ یہ تمام امور صاف اس بات پر دلالت کرتی تھی کہ شہنشاہ قسطنطنیہ کا دلی منشا یہ ہے کہ خارجی تدابیر سے مسلمانوں کا زور گھٹائے اور پھر موقعہ پاکر خود اسلام کو نیست و نابود کر دے اور یہ پالیسی بعینہ اسی قسم کی ہے جیسے کہ آجکل کے سلاطین یورپ اسلام کے برخلاف کر رہے ہیں۔ مگر وہ زمانہ خیر القرون صحابہ کبار کا تھا ان کو کوئی رشتہ سے بڑا دنیا دی لالچ بھی اسلام کی حمایت اور اپنے امیر کی اطاعت سے منحرف نہیں کر سکتا تھا۔ وہ نہ کسی پالیسی کے پابند تھے نہ کسی چالبازی کو جانتے تھے۔ کفار و مشرکین کے مقابلہ میں ان کے صحیفہ آئین لفظ مختصر اسلام جزیہ۔ تلوار تھے۔ جن پر سے اقلیوں ... قیصر و کسریٰ کے بادشاہوں کے دربار۔ تلواروں کی دھار تیروں کی

راز کو ظاہر کرنے اور مصیبت برداشت کر سکنے اور ہر مشکل پر غالب آنے کی خدا داد قابلیت کا پتہ لگ سکتا ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد جب امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو احتیاطاً آیندہ کے لئے تنبیہہ کی۔

اس کے بعد امیر خالد انتظام عراق میں مصروف ہوا جس میں اس کو بہت کو عمدہ کامیابی حاصل ہوئی۔ مشہور تھا کہ دربار ایران اسلام کے خلاف بہت کچھ منصوبہ کر رہا ہے۔ امیر خالد رضی اللہ عنہ بھی غافل نہیں تھا وہ جانتا تھا کہ ایرانی ضرور مقابلہ پر آئینگے۔ اور ملک و مذہب کے لئے جانیں لڑا دینگے مگر امیر خالد کو تجربتاً یقین ہو چکا تھا۔ کہ مغرور ایرانی خواہ کس قدر ڈینگیں مارتے اور اپنے عمدہ سامانوں وردیوں پر اتراتے ہوئے میدان میں آئیں مگر پر جوش غازیوں اور سچے مجاہدین کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔ ورفش کاویانی علم محمدی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پس امیر خالد رض فتح ایران کی تجاویز سوچ رہا تھا۔ کہ دربار مدینہ سے بدیں مضمون حکم پہنچا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من ابن ابی قحافہ الی بکر الی خالد بن ولید سلام علیک فانی احمد اللہ والذی لا الٰہ الا ھو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانی قد ولیتک علی جیوش المسلمین وامرتک بقتال الروم فسارع الی مرضاۃ اللہ وقاتل عدو اللہ وکن ممن یجاھدون فی اللہ حق جہادہ۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم وقد جعلتک امیراً علی ابو عبیدہ ومن معہ والسلام۔ ترجمہ۔ یہ خط ابی قحافہ کے بیٹے ابوبکر سے خالد بن ولید کی طرف ہے۔ خدا کی رحمت تم پر ہو۔ خدا کی تعریف حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس کے بھیجے ہوئے نبی پر درود ہو جس کا نام مبارک محمدؐ ہے اُس پر اور اس کی آل پر صلوٰۃ ہو۔ میں نے تم کو اسلامی فوج پر

کھینچنے لگی - وہ عاشقِ خدا ولی اللہ عشق سرمدی اور بجا آوری احکام الٰہی
میں محو تھا اس کے تمام اعمال و افعال غزا و جہاد محض حصول رضائے الٰہی اور
تائید اسلام کے لئے تھے - اس کی خواہش تھی کہ تکمیل احکام شرعی میں
سب سے بڑھکر رہے - اس کی ایمانی استقامت اور ذاتی شجاعت یہ کب
گوارا کر سکتی تھی کہ دیگر مسلمان تو ادائے حج سے العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ
لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ متفق علیہ[1]
میں داخل ہوا اور وہ چپ بیٹھا رہے چونکہ وہ نہ کسی کا تنخواہ دار ملازم تھا
اور نہ کسی کا بندۂ درم و دام تھا - اس کے جملہ کارنامہ محض حصول رضائے
باریتعالی کے لئے ہوتے تھے اس لئے پچیسویں ذیقعدہ ۱۲ھ ہجری
بلا اطلاع عمر ہے جوشش عشق میں صرف ایک بدرقہ اور دو ملازموں کو
ساتھ لیکر ایک غیر مشہور رستہ سے جس سے پہلے کوئی نہیں گذرا تھا - عرب کے
مشہور صحرائے اعظم اور چٹیل میدان ریگستان میں بلا ساز و سامان بغیر
حسبی اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر - وما من
دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا پڑھکر دیوانہ وار گھس پڑا - اور محض
مضبوطی ایمان و توکل سے اس دور دراز سفر کو بارہ روز میں طے کر کے ساتویں
ذی الحجہ سنہ ۱۲ھ کو مکہ معظمہ میں جا داخل ہوا - اور حج کر کے سترھویں ذی الحجہ
کو واپس ہوا - اور ۲۵ ذی الحجہ سن مذکور کو حیرہ دار الامارۃ عراق میں جا پہنچا
اور یہ حال نہ تو کسی پر مکہ میں اور نہ فوج عراق میں کھلا - حالانکہ امیر المومنین
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے معہ معزز اصحاب مہاجر و انصار کے اسی سال
حج کیا تھا - علاوہ اس کے مکہ معظمہ میں جہاں خالد نے نشو و نما پائی تھی اور
اس کا پیارا وطن و مسکن تھا - ہزاروں آشنا و رشتہ دار موجود تھے -
اس امر سے امیر خالد رضی اللہ عنہ کے استقلال اور پرزور طبیعت اور اپنے

[1] عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ ہے - جو کچھ اس عرصہ میں ہو اور حج کا بدلہ صرف جنت ہے -

میں ڈوب کر مر گیا اور بہت سے مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے معرکہ میں قریباً ایک لاکھ عیسائی و ایرانی مارے گئے کروڑوں کا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا خمس اور فتحنامہ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔ جہاں پر امیر خالد رضؓ کی شجاعت اور لیاقت جنگی کا شکریہ ادا کیا گیا۔ یہ فتح محض امیر خالد کی تجربہ کاری اور حسن تدبیر کا نتیجہ تھی۔

فتح کے بعد عیسائیوں کی جمعیت کو پراگندہ کرنے میں امیر خالد مصروف ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان عیسائیوں کے سوا جو مطیع و ذمی قرار پا چکے تھے باقی یا تو روم کو بھاگ گئے یا ایران کو چلے گئے۔ اس لڑائی نے عرب و عراق کے عیسائیوں کی طاقت اور شرارت کا فیصلہ کر دیا۔ اور عیسائیان بنی تغلب و ایاد و بنی نمر وغیرہ متنصرہ عرب کو عیسائی شہنشاہ کی امداد و طاقت سے مایوس کر کے اسلام کا دشمن گرفتہ بنا دیا۔ چونکہ ادھر سے فراغت ہو چکی تھی اس لئے امیر خالد رضؓ نے لشکر اسلام کو حیرہ دار الخلافہ عراق کو بھیج دیا۔ اور خود جریدہ طور سے پیچھے رہا۔ اور ظاہر کیا کہ میں بعد میں حیرہ پہنچ جاؤں گا اور یہ تمام فتوحات عراق صرف ایک سال میں حاصل ہوئی تھیں۔

امیر خالد رضی اللہ عنہ کا خفیہ حج کرنا

جب فراض کی لڑائی سے فراغت ہوئی اور عراق کو ایرانی اور عیسائیوں کے فسادوں سے پاک کر چکا تو بہ تعمیل آیہ کریمہ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا[1] شوق حج بیت اللہ دامنگیر ہوا۔ موسم حج قریب تھا۔ لبیک لبیک کی دل لبھانے والی اور سہانی آواز اس کو سنگ مقناطیس کی طرح زور سے زیارت کعبہ زادہا اللہ شرفاً کی طرف

[1] سورہ آل عمران پ۴ لوگوں پر فرض ہے کہ خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں جنکو کعبہ تک پہنچنے کا مقدور ہو

سمیٹ کر اور ایرانیوں کو ملا کر مسلمانوں کو روک سکتا ہوں۔ شہنشاہ قسطنطنیہ نے جو اسلام کی ترقی سے پیچ و تاب کھا رہا تھا اور امیر خالد رضی اللہ عنہ کے فتوحات عرب عراق کا حال سن چکا تھا۔ اس پیغام کو غنیمت سمجھا اور ایک لاکھ سوار جرار معہ ساز و سامان ہلال کے پاس روانہ کئے۔ علاوہ اس کے ہلال نے کل عیسائیان عرب و عراق و جزیرہ کو چٹھیاں بھیج کر اپنے پاس لڑائی کے لئے بلا لیا۔ ایرانی بھی بخیال انتقام آ ملے۔ امیر خالد رض کو یہ تمام خبریں برابر پہنچ رہی تھیں مگر چونکہ رمضان کا نورانی مہینہ آ گیا تھا۔ جو مسلمانوں کے زہد و اعتکاف عبادت و ریاضت۔ نفس کشی۔ مجاہدہ حصول انوار ربانی و اطمینان روحانی کا خاص موقعہ تھا۔ اس لئے اسلام کے سچے عاشق اور خدا پرست واصل الی اللہ امیر خالد رضی اللہ عنہ نے فضائل رمضان سے محروم رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ اور محض عون باری تعالیٰ پر بھروسہ کر کے عیسائیوں کے اجتماع کا خیال نہ کیا اور ماہ رمضان میں سوا یاد الٰہی کے اور کچھ نہ کیا۔ اس عرصہ میں مخالفوں نے ایک لاکھ اسی ہزار کی جمعیت پیدا کر لی اور نہایت تزک و احتشام سے اسلامی کیمپ کو روانہ ہوئے۔

امیر خالد رضی اللہ عنہ نے دریائے فرات تک استقبال کیا۔ مغرور دشمن نے کہلا بھیجا کہ تم دریا سے اتر آؤ یا ہم عبور کریں۔ امیر خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ چونکہ تم مجھ سے لڑنے آئے ہو اس لئے تم ہی عبور کرو اور یہ جواب نہایت ہی دور اندیشی کی بات تھی عیسائی فوج دن بھر اترتی رہی۔ دوسرے روز سپہ سالار اسلام نے فوج کو آراستہ کیا اور میدان جنگ میں جا کھڑا ہوا۔ صبح سے دو بجے دوپہر تک اسلامی لشکر [illegible] اور زیادہ ٹھہرنے کی تاب نہ رہی۔ ادھر مخالف فوج ابھی تمام اترنے نہ پائی تھی کہ امیر خالد رضی اللہ عنہ نے حملہ کا حکم دیدیا۔ اور اس شدت اور غصہ سے حملہ کیا۔ کہ عیسائی نہ سنبھل سکے اور بھاگ نکلے فوج کا زیادہ حصہ دریا

کے لئے کچھ مدت دومتہ الجندل میں ٹھہر گئے اور ایرانیوں نے خیال کیا کہ اب شیر اسلام عیسائیوں کے مخصوص میں پھنس گیا ہے اور چونکہ عیسائی چند سال پہلے اپنی شجاعت کا سکہ ایرانیوں کے دلوں میں بٹھلا چکے تھے۔ اس لئے ایرانیوں کا خیال تھا کہ اسلامی سیلاب کو ضرور عیسائی روک لیں گے ورنہ کچھ مدت تک تو مسلمانوں کو فارغ نہیں ہونے دیں گے۔ ان خیالات خام سے ایرانیوں نے پھر فوجیں جمع کیں اور علاقہ سواد پر قبضہ کر لیا جو زیر حکومت اسلام آچکا تھا رعایا نے بھی عہد نامہ کا پاس نہ کیا۔ اور ایرانیوں کے دم میں آگئے۔ قعقاع بن عمرو تمیمی نے امیر خالد رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی جو عیاض بن غنم کو دومتہ الجندل میں چھوڑ کر فوراً روانہ عراق ہوا۔ مگر جلد باز ایرانیوں نے قبل اس کے کہ قعقاع کو کسی طرف سے مدد پہنچ سکے۔ بڑھ کر حیرہ کو جا گھیرا۔ مگر قعقاع جو امیر خالد کی نیابت کا فخر رکھتا تھا۔ ایرانیوں کی اس قدر گستاخی اور شوخی کی کب برداشت کر سکتا تھا۔ فوراً غازیوں کی قلیل جماعت لیکر اللہ اکبر پڑھتا ہوا میدان میں نکل پڑا۔ ایرانی خدا سے چاہتے تھے۔ کہ مسلمان میدان میں نکلیں اور جھٹ ان کو نوالہ کر جائیں۔ مگر مقابلہ کے وقت معلوم ہو گیا کہ سچے مسلمان جو [1] دل سے ایمان رکھتے ہیں گو تعداد میں قلیل ہوں جب محض اسلام کی حمایت اور مذہب کی حفاظت اور اپنے امیر کی اطاعت کے لئے لڑتے ہیں تو جانوں پر کھیل کر میدان کا صفایا صرف مسلمانوں کا ہی کام ہے۔ چنانچہ اس لڑائی میں ان امور کا بخوبی امتحان ہو گیا۔ اور سخت جنگ کے بعد ایرانیوں کو بھگا دیا۔ اور ایرانی ہزاروں مقتول اور لاکھوں کا مال غنیمت فتح مندوں کے لئے میدان میں چھوڑ کر مضیح میں جا جمع ہوئے ؎

[1] لا یجتمع علی عبد غبار فی سبیل اللہ و دخان جہنم

[1] گرد جہاد اور دود جہنم کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہوا کرتے یعنی غازی کو دوزخ [illegible] نہیں ہوگا ۔ [illegible]

زین کے آگے رکھ لیا اور گرفتار کر کے پیچھے کیمپ کو بھیج دیا۔ عقبہ کے ہمراہی خالد رضؓ کی طاقت و شجاعت اور اپنے سردار کی مغلوبانہ حالت کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ عین التمر کی فتح سے عراق عرب پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ عقبہ اور عام مسلمان قرآن مجید کے وعظ کرنے لگے جور و ظلم جاتا رہا۔

جنگ دومتہ الجندل

دومتہ الجندل شام اور عرب اور عراق کی سرحد پر ایک عیسائی ریاست تھی اور کئی بار مسلمانوں کے برخلاف مخالفانہ سازشیں کر چکی تھی جب ایرانیوں سے مسلمان معرکہ آرا ہو رہے تھے۔ تو مثل دیگر عیسائیوں کے دومتہ الجندل والوں نے بھی حتی المقدور کچھ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ اس لئے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عیاض بن غنم رضؓ کو کچھ فوج دیکر دومتہ الجندل کو روانہ کیا تھا جس کی عیسائیوں کے مقابلہ میں کچھ پیشرفت نہ گئی بلکہ گھر گیا۔ ناچار عیاض رضؓ نے بمقام حیرہ امیر خالد کو امداد کے لئے لکھا جو قعقاع بن عمرو تمیمی کو بطور نائب حیرہ میں چھوڑ کر سواروں کا چیدہ دستہ ہمراہ لیکر بتعاقب کرتا ہوا۔ دومتہ الجندل جا پہنچا۔ عیسائیوں کی فوج اگرچہ مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اور اچھی طرح لڑ سکتی تھی۔ مگر سیف اللہ کا نام سنتے ہی دشمن کے اوسان خطا ہوگئے جن کو ایک طرف سے عیاضؓ نے اور دوسری جانب سے امیر خالد رضی اللہ عنہ نے شمشیر کے آگے رکھ لیا۔ چند لوگوں کے سوا جنہوں نے ہتھیار ڈالدیئے یا قلعہ میں جا چھپے باقی تمام میدان میں مارے گئے اور قلعہ بھی بزور شمشیر فتح ہوگیا۔ مگر قلعہ والوں کو امان دی گئی۔

ایرانیوں کی دوبارہ شرارت

امیر خالد رضی اللہ عنہ عیسائیوں کی تالیف قلوب اور انتظام اشاعت و حید

کو ظاہر کیا ۔ اور گورنر انبار و دیگر رؤسائے و فوجی اشخاص سے جنگی دستور کے مطابق ہتھیار رکھوا کر رہا کر دیا ۔ اور انبار پر علم محمدی کو نصب کیا ●

جنگ عین التمر

انبار سے بھاگ کر ایرانیوں کا اجتماع عین التمر پر ہوا جو عراقی فوج کا ہیڈ کوارٹر تھا ۔ مضبوط مورچوں اور دمدموں بندیوں کے علاوہ یہ قلعہ خود بھی مضبوط تھا ۔ سیف اللہ کی ضرب سے ڈر کر جملہ مجوس و عیسائی ۔ مشرکوں نے اپنا ماوا و ملجا اس جگہ کو قرار دیا تھا ۔ اور یہاں کا گورنر بہرام چوبین کا پوتہ مہران تھا ۔ جو علاوہ ذاتی شجاعت کے ایران میں بہت بڑا خاندانی اعتبار و رسوخ رکھتا تھا ۔ ہر طرف سے فوج و سامان سمیٹ کر مقابلہ پر تیار ہو گیا ۔ اور عین التمر کے وسیع پرے میں خیمہ زن ہوا ۔ امیر خالد رضہ یہ حالات سن کر دشمن کے استقبال کو روانہ ہوا ۔

ایک عیسائی عرب سردار نے مہران ایرانی سالار فوج سے کہا کہ ہم عرب ہیں اور عربوں کے طریق حرب سے بہ نسبت ایرانیوں کے زیادہ ماہر ہیں ۔ فوج کی کمان مجھے دیجئے ۔ ابھی اہل اسلام کے پرخچے اڑاتا ہوں ۔ مہران نے اس خیال سے کہ ؎

کہ خرگوش صحرا مزن را بے شگفت
سگ آں ولایت تواند گرفت

جنرل عقبہ کو عربوں کے علاوہ چیدہ دستہ ایرانی کا دیدیا ۔ عین التمر سے ایک منزل آگے بڑھ کر عقبہ نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور بہادری سے لڑا مگر لڑائی میں اتفاقاً عقبہ امیر خالد رضہ کے سامنے آگیا اور خالدی شکوہ و ہیبت سے اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے ۔

امیر خالد نے قریب پہنچ کر عقبہ کا سر بغل میں دبا کر اور گھوڑے سے اٹھا کر اپنی

سے مملو رہتا تھا۔ فوج و سامان کافی تھا۔ عیسائیاں بنی بکر و بنی عجل وغیرہ
عرب و حیرہ سے بھاگ کر یہیں انبار میں آ جمع ہوئے تھے۔ حیرہ کا گورنر
آرزوبہ بھی اپنی بچی کھچی فوج لیکر انبار میں پناہ گزین تھا۔ جب امیر خالد رضی
اللہ عنہ کے سفیر پہنچے تو اسی آرزوبہ نے ان کو ناکام پھیر دیا۔ اور لڑائی
کا پیغام دیا۔ سپہ سالار اسلام قعقاع بن عمرو تمیمی کو حیرہ میں چھوڑ کر
خود تیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ انبار ہوا۔ شیرزاد گورنر انبار ستر ہزار
لشکر جرار سے مقابل ہوا۔ مگر یہ فوج زرہ بکتر سے آراستہ سر سے پاؤں
تک لوہے میں غرق تھی۔ جس پر نیزہ و تلوار کا وار کارگر نہیں ہو سکتا تھا۔ اس
لئے امیر خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج میں سے حکم انداز تیر اندازوں کو
منتخب کیا۔ اور حکم دیا کہ اللہ کا نام لیکر مخالفوں کی آنکھوں کو نشانہ بناؤ۔
مسلمان تیر اندازوں نے جو تجربہ کار مشاق نشانہ باز تھے ایسا تاک تاک کر نشانہ
لگایا کہ دشمن کے ایک ہزار جوانوں کی آنکھوں کو ضایع کر دیا۔ اور مخالفوں نے
دل ہار کر درخواست صلح کی جو اس خیال سے نامنظور کی گئی کہ ابھی مخالف کی
طاقت بدستور تھی جس کا توڑنا اور کم کرنا امیر خالد کو مدنظر تھا دوم انبار کو بزور
شمشیر فتح کر کے یہ دکھلانا منظور تھا۔ کہ جس قلعہ کو یونانی اور رومی ناقابلِ
تسخیر جانتے تھے۔ وہ غازیان اسلام کی مجاہدانہ اولعزمی کے سامنے ہیچ
بلکہ کمتر از ہیچ ہے۔ قلعہ کی فصیل کے گرد ایک عمیق اور عریض خندق تھی جو
مانع حملہ تھی امیر خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ جس قدر بوڑھے اور بیمار اونٹ
ہیں سب کو ذبح کر کے خندق میں پھینک دیا جائے۔ جب اس طرح سے خندق
قابل عبور ہو گئی۔ تو قلعہ پر یورش کا حکم دیا۔ ایرانیوں نے سخت مقابلہ کیا۔
مگر آخر بہادر خالد رض کے جوش ہمت نے مجاہدین کو کمندیں لگوا کر قلعہ پر پہنچا دیا
اور قلعہ کو سر کر لیا۔ اور اسلامی سطوت و جبروت اور قلعہ شکنی کی طاقت و لیاقت
دکھلانے کے بعد سابقہ درخواست صلح منظور کر کے اسلام کی عام مروت و فتوت

پڑھ کر نگل گیا۔ اور تھوڑا سا پسینہ آکر خیریت گذر گئی۔ عبدالمسیح جو گرفتار عالم اسباب تھا یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور اپنی قوم کے پاس واپس آکر ظاہر کیا کہ مسلمان موت کو ایسے عزیز رکھتے ہیں جیسے دیگر اقوام زیست کو۔ زہر ہلاہل جو کئی جانوں کی ہلاکت کے لئے کافی تھا۔ وہ سردار اسلام پر کچھ اثر نہیں کر سکا بھلا ایسی قوم سے کون عہدہ برا ہو سکتا ہے۔ قلعہ والے یہ ماجرا سنکر حیران و ششدر رہ گئے۔ اکثروں پر اسلامی تہوّر و شجاعت اور بعض پر اسلامی موحدانہ صداقت نے اپنا اثر ڈالدیا۔ اور صلح کی درخواست کی جو منظور کی گئی۔ امیر خالد رضی اللہ عنہ کی اس ایمانی طاقت کے عملی نمونہ نے ہزارہا بندگانِ خدا کی جان و مال کو شمشیر و سنان سے بچالیا۔ اور مشرکین کفار کے کمزور دلوں پر اس بات کا سکہ بٹھلا دیا۔ کہ صبر و شکر۔ رضا و تسلیم۔ بہادرانہ استقلال بزرگانہ کمال موحدانہ جلال میں مسلمانوں کا نظیر معدوم ہے۔ اور دراصل یہ عملی عقیدہ کہ جب موت آتی ہے تو ٹلتی نہیں اور موت بغیر کوئی مرتا نہیں۔ صرف اہل اسلام ہی کا حصہ ہے یہی عقیدہ ان کو شمشیر و تیر سے بھڑاتا ہے تھوڑوں کو بہتوں پر فتح دلاتا ہے۔ جبن دور کرتا ہے۔ شہور جان باز بناتا ہے۔ زبردست سلطنتوں کو تہ و بالا کراتا ہے۔ نہ توپوں کی گولہ باری انہیں ڈرا سکتی ہے۔ نہ بندوقوں کی آتش فشانی اُن کو دھمکا سکتی ہے۔

جنگ انبار

جب امیر خالد رضی اللہ عنہ علاقہ حیرہ کو فتح کر چکے تو پھر سرداران ایران کو دعوت اسلام کے لئے خطوط لکھے افسوس اُن پر توجہ نہ کی گئی۔ انبار ایک مضبوط اور وسیع قلعہ تھا اور ایرانی ملک میں اوّل درجہ کا آباد شہر تھا۔ بخت نصر مشہور ایرانی جنرل نے حیرہ اور مدائن دار السلطنت ایران کے مابین لوٹ ماریوں کی تھام کے لئے خاص جنگی موقعہ پر قلعہ بنایا تھا۔ اور یہ قلعہ ہمیشہ ذخائر جنگی

مارے غصہ کے لڑائی کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ اُردشیر شاہ ایران کے مرنے کی خبر سُنکر بغیر جنگ بھاگ گیا مگر باقی سردار مع فوج محصور ہو بیٹھے - امیر خالد رضی اللہ عنہ نے بہادر مثنیٰ بن حارث شیبانی کو تسخیر قلعہ کے لئے مقرر کیا - قلعہ والوں نے ہرچند مزاحمت کی مگر مثنیٰ بزور شمشیر قلعہ تک پہنچ گیا - اور ایک دروازہ پر جبراً قابض ہو گیا - نزدیک تھا کہ تمام شہر فتح ہو جائے کہ چند عیسائی پادری اور راہب اپنا مذہبی اور فقیرانہ لباس پہنکر گریاں و نالاں دروازہ پر آکھڑے ہوئے چونکہ ایسے لوگوں کا قتل اسلام میں حرام تھا - اس لئے مسلمانوں نے تلوار میان میں کو لی اور تین دن کی مہلت لیکر باجازت مثنیٰ امیر خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے - اس ڈیپوٹیشن میں ایک شخص عبد المسیح نام تھا [1] جس کی عمر تین سو سال کی تھی - اور یہی شخص افسر سفارت تھا - عبد المسیح نے خالد رضؓ کے پاس پہنچکر اپنی قوم کی عظمت اور شجاعت بیان کی اور علاقہ حیرہ کی تعریف کی - اور بعد ازاں عبد المسیح مذکور نے چند غیر متعلق باتیں محض اظہار فصاحت و طلاقت کے لئے کیں - اسکے بعد امیر خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا - کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ زہر قاتل - خالد رضؓ نے کہا کس لئے - عبد المسیح نے کہا احتیاطاً اس ارادہ سے کہ اگر میری قوم کے برخلاف آپ فیصلہ کریں تو یہیں زہر کھا کر ڈھیر ہو جاؤں - متوکل اور تقدیر الٰہی پر کامل ایمان رکھنے والے امیر خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس نے آیہ کریمہ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا [1] کا عملی ورد اپنے قلب و روح پر کر لیا تھا عبد المسیح کا یہ فعل عبث معلوم ہوا - اور کامل ایمان باللہ کا پورا نمونہ دکھانے کے لئے عبد المسیح سے وہ زہر لے لیا اور ماتھے پر رکھ لیا - اور بسم اللہ و باللہ رب الارض و السماء الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء

---

[1] سورہ آل عمران پ ۴ اور کوئی شخص حکم خدا کے بغیر مر نہیں سکتا ہر ایک کی موت کا وقت مقرر کیا ہوا ہے

واپس نہ لے سکے - امیر خالد رضی اللہ عنہ نے پھر دوسرے حملہ کا حکم دیا۔
جس تند سیلاب کو ایرانی ہرگز نہ روک سکے اور بھاگ نکلے مسلمانوں نے
تعاقب کیا اور ستر ہزار ایرانیوں کو تلوار کی گھاٹ اُتار دیا - اور بہت سے
دریا میں ڈوب گئے اور قید کئے گئے - جب اس عالی شان فتح کا بشارت
نامہ مدینہ پہنچا تو امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عام مجمع اصحاب
میں فرمایا عجزت النساء ان یلدن مثل خالد یعنے خالد جیسا بہادر
بیٹا کوئی ماں نہیں جنیگی - اور واقعی اس جناب صداقت مآب کا یہ قول بالکل
صادق اور درست تھا - تاریخ نہیں بتا سکتی کہ کسی ملک یا قوم میں خالد
جیسا بیباک مشہور اور ظفر جنگ فتح نصیب دنیا میں کوئی پیدا ہوا ہو - غیر
قوم کے مورخین تک حیران ہیں - جہانتک انسان کی دلیری کا وہم و
گمان ہوسکتا ہے - امیر خالد کی شجاعت اس سے کئی درجہ بالاتر ہی دکھائی
دیتی ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابابکر صدیق رضؓ
خلیفہ نہ ہوتے اور ان کے سپہ سالار امیر خالد نہ نکلتے تو معلوم نہیں کہ کیا
کیا مشکلات پیش آتیں - درحقیقت جس قدر اسلام خلیفہ اول کا ممنون ہے
اُسی قدر امیر خالد رضؓ کا بھی ؛

جنگ حیرہ

اس فتح کے بعد شہر حیرہ کی جانب امیر خالد رضؓ نے کوچ کیا - جو ساحل دجلہ
پر ایک آباد اور پُرفضا شہر اور جس کے قریب ہی مشہور محل خورنق منذر شاہ
عرب کا تھا - جو اب شکستہ اور غیر آباد پڑا ہے - یہ سفر بذریعہ کشتیوں کے کیا
گیا مگر گورنر حیرہ نے اپنے بیٹے کو بھیجکر دریا میں بند بندھوا دیا اور پانی کا رخ
پلٹ دیا جس سبب سے مسلمانوں کو مجبوراً ساحل پر اُترنا اور براہ خشکی سفر
کرنا پڑا - حیرہ کے قریب گورنر حیرہ کا بیٹا لڑا جو مارا گیا - یہ خبر سنکر اس کا باپ

کے مجاہد تعمیل أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ کے اللہ اور
رسول اور اپنے امیر کی اطاعت میں شمشیر و نیزہ کے ترازو تل جاتے ہیں۔
اس بارہ میں کوئی شخص اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ تو ایک عام قاعدہ
ہے۔ جو جوہر ایک زمانہ میں سچے مسلمان دکھاتے رہے ہیں
اور دکھا رہے ہیں اور دکھاتے رہیں گے۔ مگر وہ تو خاص مہاجر و انصار
و اصحاب کبار تھے۔ اُن کے اعمال و اقوال اہل و عیال جان و مال سب کچھ
خاص اسلام کے لئے تھا۔ ان کا منشا محض توحید کا پھیلانا اور کفر و شرک
و فسق و فجور کا مٹانا تھا۔ بھلا ایسے بے نفس پاک ستودہ گروہ سے کوئی
عہدہ برآ ہو سکتا تھا۔ جن کی نگاہ میں مخالف کی کثرت تعداد اور عمدگی
سامان لاشئے محض تھیں۔ جب طرفین سے ترتیب صفوف ہو چکی تو امیر خالد
رضی اللہ عنہ نے جوشیلی اور پر زور آواز سے آیہ کریمہ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ
اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ
وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ
الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ [1] پڑھکر غازیان اسلام کو
سنائی اور حملہ کا حکم دیا جس کی تعمیل شہسواران اسلام نے فوراً کی اور ایک ہی
حملہ میں ایرانی مقدمۃ الجیش کو پسپا کر دیا اور ان کے مورچے چھین لئے۔ اگرچہ
ایرانیوں نے خوب داد شجاعت دی اور حملوں کے تار باندھ دیئے مگر اپنے مورچے

[1] سورہ توبہ پ۱۱ - اللہ نے مسلمانوں سے انکی جانیں اور ان کے مال اس وعدہ پر خرید لئے ہیں کہ انکے بدلہ انکو جنت دیگا۔ یہ لوگ جان و مال کی پروا نہ کر کے اللہ کے رستے میں لڑتے ہیں تو کفار کو مارتے ہیں اور آپ بھی مارے جاتے ہیں۔ یہ خدا کا پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا توریت انجیل قرآن میں لکھا ہوا موجود ہے خدا سے بڑھکر اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے کون ہے مسلمانو اس سودے میں جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے خوشیاں مناؤ۔ اور اس سودے میں تم کو بہت نفع اور کامیابی ہے۔

ندو کرتا تھا۔ اب بھی اس سے کامیاب ہوگیا۔ دشمن اللہ اکبر کی گونج اور مجاہدین کی دہشت سے بدحواس ہو کر بھاگ نکلا اور تیس ہزار مقتول میدان میں چھوڑ گیا علاوہ اسکے ہزاروں دریا میں ڈوب کر مر گئے اور قید کئے گئے۔ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ کا باپ جو عیسائی تھا اور ایرانیوں کا مددگار تھا۔ اسی جنگ میں گرفتار ہوا تھا۔ فتح کے بعد امیر خالدؓ انتظام امن و امان میں مصروف ہوا۔

جنگ دجلہ

جب شاہ ایران نے یہ تمام ماجرا سنا تو سخت گھبرایا۔ اور جس قدر فوج کہ وہ جمع کر سکتا تھا۔ جمع کرکے روانہ کی جس کے ساتھ شکست یافتہ ایرانی فوج بھی شامل ہوگئی۔ یہ فوج تعداد میں ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ عرب عراق اور جزیرہ کے عیسائی بھی کہ جن کو ابتک مسلمانوں نے کوئی تکلیف نہیں دی تھی مارے حسد اور تعصب کے ایرانیوں سے جا ملے تھے۔ پیشوایان دین ساتھ تھے جو ایرانی بہادروں کو مذہبی رنگ میں جوش دلاتے تھے۔ فصیح قصہ خوان گذشتہ ایرانی بہادرانہ معرکوں اور پہلوانوں کے حالات سنا سنا کر نامردوں کو مرد اور مردوں کو جوانمرد بناتے تھے اور ایرانیوں کا جوش بھی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ مگر مقابلہ کے وقت ثابت ہوگیا۔ کہ حقیقی اسلامی جوش کے سامنے یہ سب کچھ ہیچ تھا۔ دین و دنیا۔ حق و باطل۔ توحید و شرک کبھی برابر نہیں تل سکتے۔ اور جس صدق و خلوص سے افضل الاعمال عند اللہ تعالےٰ[1] ایمانٌ لاشک فیہ وغزوۃ لاغلول فیہ وحج مبرور پر ایمان لانے والے غازی محض اسلام اور مسلمانوں کی حمایت و حفاظت کے لئے جان فروشی کرتے ہیں۔ اس کی نظیر دنیا کی کسی قوم میں پائی نہیں جاتی اور جس طرح سے اسلام

[1] صحیحین۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام کاموں سے بہتر افضل ہے کہ خالص ایمان جس میں شک و شبہ نہ ہو اور کفار سے لڑائی جس میں کوئی غرض نہ ہو اور حج مبرور ۱۲ (مولف)

کو حکم تھا کہ قارن کے ساتھ لڑائی میں شامل ہوں - قارن ایلغار کرتا ہوا آ رہا تھا کہ راستہ ہی میں اس کو ہرمز کی شکست یافتہ فوج ملی - جن کو ملامت کے بعد ساتھ لے لیا یہ ایک لاکھ کا ٹڈی دل جو تیرہ ہزار مسلمانوں کو ایک لقمہ سمجھتا تھا نہر مشنی پر جو دجلہ کی مغرب کی طرف واقع تھی موضع مذار پر جا اترا - امیر خالد رضی اللہ عنہ نے پہلے احکام توحید و رسالت کی تبلیغ کی - جو مغرور مجوس نے نامنظور کی اور لڑائی پر زور دیا - اور بانتظام تمام میدان میں صف آرائی ہوئی - میمنہ کی کمان جنرل برشنحا کو اور میسرہ کی جنرل قباد کو کمان دی گئی اور قارن خود قلب میں ٹھہرا - سپہ سالار اسلام کو بھی مجبوراً میدان میں نکلنا پڑا میمنہ پر عاصم بن الخطاب اور میسرہ پر عدی بن حاتم طائی کو مقرر کیا اور خود قلب میں قائم ہوا - سب سے پہلے مبارزانہ جنگ شروع ہوئی - طرفین کے کئی بہادر ہلاک ہوئے جبکہ جنرل برشنحا کو عاصم رضی اللہ عنہ نے اور قارن سپہ سالار ایران کو خود امیر خالد رضی اللہ عنہ نے تہ تیغ کیا - تو ایرانیوں نے نہایت جوش و خروش سے حملہ کیا اور صبح سے تا شام سرگرم قتال رہے اور اظہار مردانگی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی مگر اسلامی جوش پر غالب نہ آ سکے - اور نہ اپنی کثرت و عدت اور عمدگی سامان حرب سے ان غازیان اسلام سے بازی جیت سکے - جو حدیث نبوی - ان[۱] قاتلت صابراً محتسباً بعثک اللہ صابراً محتسباً وان قاتلت مرائیاً مکاثراً بعثک اللہ مرائیاً مکاثراً پر دل سے یقین رکھتے تھے - جب اپنے متواتر حملات سے ایرانی اسلامیوں کو نہ ہلا سکے اور ان کا جوش ڈھیلا ہو چلا تو سپہ سالار اسلام نے تکبیر گویاں فوج سوارہ سے حملہ کر دیا - اور حسن حیثیت و چالاکی سے پیشیدہ کامیاب

---

[۱] ابو داؤد - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر بہ نیت ثواب قتال میں صبر کرو گے - اور لڑائی کی تکالیف برداشت کرو گے تو قیامت کے دن صابر محتسب اٹھائے جاؤ گے اگر ریا و تکبر دنیاوی اغراض کے لئے لڑو گے تو قیامت کو ویسے ہی اٹھائے جاؤ گے - اور ثواب سے محروم رہو گے - (صدیقی)

وہ بدن کا چھریرا تھا۔ مگر طاقت اور شجاعت میں کوئی انسان اس سے ٹکر نہیں کھاتا تھا۔ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیر تھا۔ اِس لئے عام شیروں سے زور میں زیادہ تھا۔ وہ خدا کی دی ہوئی طاقت رکھتا تھا۔ اس لئے اڑائی

امیر خالد کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اور دریا کو قابو میں کر لیا۔ امیر خالد رضؓ کو مجبوراً فوج ایسی جگہ پر اُتارنی پڑی کہ جہاں پانی کمیاب تھا۔ اگر سپہ سالار اسلام کوئی معمولی لیاقت کا جرنل ہوتا تو ایرانی جرنل اپنی تدبیر میں کامیاب ہو چکا تھا۔ مگر خالدؓ نے سمجھ لیا کہ اگر لڑائی میں توقف کیا گیا جس کو کہ ایرانی چاہتے تھے تو انسان و حیوان کا قبل از جنگ ہی پیاس کے مارے فیصلہ ہو جائیگا۔ اس لئے فوراً مقابلہ کا حکم دیا گیا۔ اور دشمن کو بھی مجبوراً میدان میں نکلنا پڑا ٭

جنگ سوارہ

ایرانی فوج کا بہادر اور من چلا جرنل ہرمز جس کی چمکیلی اور قیمتی وردی کی شعاعیں آفتاب کو مات کرتی ہیں۔ بعد ترتیب فوج قلب سے نکلکر دونوں صفوں کے بیچوں بیچ آکھڑا ہوا۔ اور للکار کر کہا کہ خالد مسلمانوں کا سردار کہاں ہے میدان میں آئے اور بہادروں کے جوہر دیکھے دکھلائے۔ اسکو اپنی پہلوانی اور شہ زوری اور جنگی مہارت پر یقین تھا کہ وہ اس طرح جنگ مبارزانہ میں مسلمانوں کے لشکر کے روح رواں خالد کو مار کر اہل اسلام کو تہ تیغ کر ڈالے گا۔ غیور خالد رضی اللہ عنہ شیر عرین کی طرح نکلا اور میدان میں گھوڑے کو جولان دیکر اور فنون شہ سواری دکھلا کر فوج مخالف کو مبہوت کر دیا۔ ہرمز نے سمجھ لیا کہ جنگ سوارہ میں خالد کو پچھاڑ نہیں سکتا۔ چونکہ وہ فنون کشتی اور پہلوانی میں یکتا اور شہرۂ آفاق تھا۔ گھوڑے سے اتر پڑا اور خالد کو بھی پیادہ ہونا پڑا اور اُترتے ہی مخالف پر تلوار کی وار کی۔ مگر ہرمز جو مشہور پٹہ باز تھا وار خالی دیکر بال بال بچگیا اور خود پر زور ہاتھوں سے خالد پر وار کی جو ڈھال پر لی گئی۔ مگر پھر بھی سخت صدمہ پہنچا۔ چونکہ امیر خالد کا پہلا وار اوچھا پڑا تھا۔ اس لئے تلوار کی لڑائی بے سود سمجھ کر نہایت جرات سے مخالف کے گلے جا پڑا بگر جیسے

دل میں کس قدر گھر کر دیا تھا مثنیٰ یہ بشارت سُنکر بہت خوش ہوا اور اپنے بھائی سوید کو استقبال کے لئے روانہ کیا جس نے بصرہ سے آگے بڑھ کر شرفِ نیاز حاصل کیا۔ امیر خالد نے دریافت کیا کہ اس نواح میں کون سی قوم سرکش و متمرد ہے۔ سوید نے عرض کی کہ باشندگان آبلہ کفر و شرک اور مسلمانوں کے ستانے میں زیادہ سرگرم ہیں پس امیر خالد نے وہیں سے بسم اللہ شروع کی اور اوّل درخواست قبول اسلام یا جزیہ کی گئی جو نامنظور ہوئی آخر لڑائی کرنی پڑی۔ ایرانی خوب جم لڑے مگر مہاجرو انصار کے حملہ کی تاب نہ لاسکے۔ چار ہزار میدانِ جنگ میں مارے گئے اور اسی قدر بوقت شکست دریا میں ڈوب کر مر گئے اور باقی قلعہ بند ہو گئے۔ جنہوں نے آخر اطاعت قبول کی اور ان کی جان بخشی کی گئی۔ اس کے بعد مثنیٰ ابن حارث شیبانی بھی سپہ سالار اسلام سے آملا جس کی عزت و تکریم کی گئی اور سب ملکر کوفہ کو روانہ ہوئے چونکہ ایرانی جنرل نے مجموعی طاقت سے مقابلہ کرنا مناسب تصور کیا تھا۔ اس واسطے کوفہ کے راہ میں کوئی لڑائی پیش نہ آئی۔ یہاں سے امیر خالد رضی اللہ عنہ نے حکامِ ایران کو مختلف خطوط بھیجکر اطاعت خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور شرک و الحاد کے ترک کی درخواست کی اور بصورت عدم قبول اسلام جزیہ دینے کی تحریک کی اور صاف لکھدیا کہ اگر اسلام لاؤ گے تو ہم تم برابر ہو جائیں گے۔ تمہارے حقوق عربوں کے برابر متصور ہونگے۔ جزیہ کی صورت میں تمہاری مال و دولت۔ ملت و مذہب سے ہمیں کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اسلام یا جزیہ قبول کروگے۔ تو تمہارے سابقہ قتل و غارت کشت و خون معاف کیا جائے گا۔ ورنہ دست بہ تیغ ہونا پڑیگا۔

ایرانیوں نے لڑائی کی تیاری کی جن کو کہ اپنی کثرتِ فوج اور عمدہ ہتھیاروں اور دولت و شوکت اور قواعد دانی کے بھروسہ پر فتح کا یقین کامل تھا۔

ان دنوں عراق کا گورنر جنرل مسمّی ہرمز جو اس سے پہلے کئی بار لڑائیوں میں شجاعت کا تمغہ حاصل کر چکا تھا۔ وہ پچاس ہزار پیادہ و سوار جمع کر کے

اور مثنیٰ حسرت اپنے زور سے ایرانیوں کے قابو میں نہیں آتا تھا۔ آخر اس نے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایرانیوں کے حالات سے اطلاع دی۔ امیر دربار خلافت نے یقین کر لیا۔ کہ شاہِ ایران کا بلا سبب خواہ مخواہ چھیڑ چھاڑ کرنا اور بحرین کے اسلامی علاقہ کو تاخت و تاراج کر کے تسخیر کرنا صاف بتا رہا ہے کہ مسلمانوں کو امن و امان کے ساتھ عبادتِ آلہی اور اشاعت توحید کرنے نہیں دیگا۔ اور موقعہ پا کر ایک نہ ایک دن عرب میں فساد کی آگ لگائے گی۔ اگر دولتمند ایرانی عرب میں آگھسے۔ تو جہال عرب شاید پھر ان کے دامِ تزویر میں آجائیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ ایرانی علاقہ پر ہی وحدت و تثلیثہ کا فیصلہ کیا جائے۔ چونکہ یہ مہم کوئی معمولی نہ تھی بلکہ ایک پشتینی سلطنت سے مقابلہ تھا۔ اس لئے مشورہ اصحاب کیا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس مہم کی سپہ سالاری کے لئے امیر خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ ہی منتخب کئے گئے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فرمان بھیجا گیا کہ آپ عراق میں پہنچکر مثنٰے بن حارث شیبانی اور اس کے ہمراہیوں کی مدد کریں اور اسلامی فوج کی کمان لیکر جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کریں اور اپنی خداداد شمشیر سے الاسلام حق والکفر باطل ثابت کر دکھائیں دوسری جانب مثنی کو لکھا گیا۔ کہ میں تمہاری مدد کے لئے خالد کو بھیجتا ہوں کہ جس کی شان میں یہ آیت کریمہ شایان ہے[1] اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۝

اس سے خالد کی فضیلت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کی غازیانہ عظمت اور مخلصانہ خدمت نے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] کفار سے سختی کرنے والے مومنین کے ساتھ رحم سے پیش آنے والے خدا کے سامنے خشوع و خضوع سے سر جھکانے والے اور یہ کام محض خدا کے فضل اور خوشنودی کیلئے کرتے ہیں نہ کسی غرض دنیوی جیب جاہ کیلئے۔

نئے سرے سے اسلام کو رواج دے چکے تو ان کو اس وقت کے سب سے زبردست اور دولتمند سلاطین کی تربیت یافتہ اور آہنی فوجوں کے مقابلہ میں جنگی قابلیت اور ذاتی شجاعت اور شمشیر کی تیز برش کے اظہار کا موقعہ ملا جس میں ثابت ہو گیا کہ اگر جہاد خالصاً للہ ہو تو غازیان اسلام کے حملہ کی کوئی قوم تاب نہیں لا سکتی اور نہ ان کی جرأت اور حوصلہ پر کوئی شے غالب آ سکتی ہے۔ سب سے پہلا موقعہ امتحان امیر خالد رضی اللہ عنہ کو لشکر شاہ ایران سے پیش آیا جس کی وجہ یہ ہے کہ شاہ ایران نے تو صاف اپنے گورنر یمن کو لکھ دیا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قید کر کے بھیج دو۔ مگر وہ مر گیا اور منصوبہ نہ چلا۔ اور گورنر یمن معہ متعلقین ایمان لایا۔ لیکن جب بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبائل عرب مرتد ہو گئے اور ایک طرف فتنہ و فساد شروع ہو گیا اور خلیفہ رسول اللہ کے ساتھ مہاجر و انصار کے سوا صرف قریش اور بنی ثقیف رہ گئے تو علاقہ بحرین جو خلیج فارس کے نواح میں ہے وہاں دو قومیں بستی تھیں۔ ایک بنی عبد القیس جو بدستور مسلمان رہے دوسرے بنی بکر جو مرتد ہو گئے اور شاہ ایران سے درخواست کی کہ اگر کوئی ایرانی گورنر بھیج دیا جائے تو علاقہ بحرین اس کے حوالہ کیا جائیگا۔ ہو مسلمانوں کو اس ملک سے مار کر نکال دینگے۔ دنیاوی سلاطین جو عموماً ایسے موقعوں کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح شاہ ایران نے بلا تامل منذر بن نعمان کو سات ہزار سوار جرار دیکر بحرین کو روانہ کیا۔ جنہوں نے اہل اسلام کے خون سے بحرین میں ندیاں بہا دیں اور جور و ظلم اور قتل و غارت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ اور اپنی طرف سے علاقہ مذکور سے اسلام کی بالکل بیخ کنی کر دی۔ ایرانیوں کی یہ شرارت بلا سبب ہوئی تھی۔ حالانکہ عہد رسول اللہ صلعم سے لیکر اب تک مسلمانوں کی جانب سے کوئی ایسی حرکت خلاف ایران ظہور میں نہیں آئی تھی۔ بحرین کے واقعہ کے علاوہ عراق عرب میں مثنیٰ بن حارث شیبانی اور اس کی بہادر قوم کو ایرانی گورنر محض اسلام لانے کے سبب سے ستاتے تھے

میں حسرام تھی۔ عہدنامہ ہوچکا تھا۔ مجاعہ امان پاچکا تھا ناچار عہدنامہ کی
تعمیل کرنی پڑی۔ اور مسیلمہ کی قوم بال بال بچ گئی۔ بعد صلح کے دربار خلافت
سے حکم پہنچا۔ کہ قلعہ بزور شمشیر فتح کیا جائے مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ امیرالمومنین
کو صلح کے انعقاد کی اطلاع دیگئی۔ جو منظور کرنی پڑی۔ اسکے بعد ملک یمامہ کے انتظام
میں امیر خالدؓ مصروف ہوئے اور تین سال بعد پھر لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ کے نعرہ صادقانہ کی گونج سے علاقہ مذکور کو بھردیا۔ اور مرتدین نے از
سرنو اسلام قبول کیا۔ امیرالمومنین صدیق رضی اللہ عنہ مژدہ فتح سنکر خدا کا
شکر بجالائے اور قیدیوں سے باحسان و مروت پیش آئے اور پند ونصائح
کے بعد سب کو آزاد کرکے خرچ راہ دیکر اپنے اپنے گھروں کو واپس بھیجدیا۔ اب جس
قدر مدعی نبوت تھے وہ یکے بعد دیگرے اپنے کیے کی سزا پاچکے تھے۔ طلیحہ اسدی
شمشیر خالدی کے خوف سے شام کو بھاگ گیا مسیلمہ کذاب نے النار و السقر
ہوگیا۔ اور اس کی محبوبہ مسمات سجاح کہیں گوشہ گمنامی میں جا چھپے دیگر باغی
اور سرکش سردار یا تو لڑائیوں میں مرگئے۔ یا دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ عام
اعراب بھی مسلمان ہوگئے اور جو شقی ازلی تھے وہ عرب سے بھاگ کر عیسائیوں
اور پارسیوں سے جاملے۔ اور آیندہ کی لڑائیوں کے باعث ہوئے۔

امیر خالدؓ سرکشی کے فرو کرنے کے بعد امن و انتظام میں مشغول ہو مختلف
قبایل اور اقوام میں عالمان دین کو شرائع اسلام سکھانے کے لئے مقرر کیا مناسب
موقعوں پر پارسا اور دیندار اشخاص کو اسلامی خدمات پر تعینات کیا۔ جور و ظلم
فسق و فجور عصیان و طغیان سے ملک کو صاف کردیا اور انوار اسلام سے ملک
یمامہ کو منور کردیا۔ یہ واقعہ گیارھویں سن ہجری کے اخیر میں ہوا۔

فتوحات عراق

جب مرتدین عرب کی لڑائیوں سے امیر خالد رضی اللہ عنہ فارغ ہوچکے اور

فتح ہوئی تھی اور چونکہ یہی جلیل القدر مہاجر و انصار و حافظان قرآن ہر ایک سخت موقعہ پر سینہ سپر ہوتے اور صفوں کے آگے بڑھ کر وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ پڑھتے اور ترغیب جہاد و شہادت دیتے اور اسلام پر جانیں فدا کرتے تھے اس سبب سے زیادہ تر یہی پاک اصحاب کام آئے اگر یہ مقدس گروہ اس لڑائی میں جانوں پر نہ کھیلتے تو معلوم نہیں کہ فوج اسلام پر کیا مصیبت آتی۔

امیر خالد رضی اللہ عنہ یہ عالیشان فتح پاکر محاصرہ قلعہ میں مصروف ہوا۔ اور فتحنامہ مع مال خمس دربار مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور قلعہ کی حالت استحکام وغیرہ بیان کی۔ مسیلمہ کا ایک سردار مسمی مجاعہ قید تھا۔ اور اس کو امان دی گئی تھی۔ سپہ سالار اسلام سے کہنے لگا۔ کہ قلعہ میں بے شمار فوج ہے۔ لڑائی کی صورت میں اندیشہ نقصان ہے۔ میں صلح کرا دیتا ہوں۔ آپ قلعہ والوں سے نصف مال لے کر ان کی جان بخشی کیجئے۔ امیر خالدؓ نے پہلے تو کچھ تامل کیا مگر آخر اس خیال سے کہ اسلام صلح کو رد نہیں کرتا ہے۔ صلح کر لی۔ جب قلعہ میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہاں جنگی جوان کوئی نہ تھا۔ مجاعہ نے اپنی قوم کو بچانے کے لئے یہ دھوکہ دیا ہے۔ سخت پیچ و تاب کھایا۔ مگر عہد شکنی مسلم

؎ جو لوگ اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں مارے گئے ان کو مرا ہوا خیال نہ کرو بلکہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے جاگتے ہیں۔ اس کے خوان کرم سے روزی پاتے ہیں۔ جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انکو دے رکھا ہے اس پر نہال ہیں اور جو غازی زندہ ہیں ابھی انہیں آکر شامل نہیں ہوئے انکی نسبت خوشیاں مناتے ہیں کہ یہ بھی شہید ہوں تو انہیں بھی ہماری طرح کسی قسم کا خوف اور غم نہیں ہے ۱۲ (سورۂ آل عمران پ۴)

انصاری رضی اللہ عنہ ایک سو بہادران انصار کو لے کر دروازہ میں گھس گیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا صرف چار زندہ بچے۔ باقی تمام شہید فی سبیل اللہ ہو گئے۔ مسلمانوں کا قربان اسلام ہونا اور سخت محاصرہ دیکھ کر مخالف گھبرا گئے۔ اور مسیلمہ سے کہا کہ تو جو وعدہ نصرت ملائک کرتا تھا اور وحی کی بکواس بکتا تھا وہ کہاں گئی۔ مسلمانوں کی قلیل فوج نے ہم کو چنے چبوا دیئے ہزاروں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اور قریب ہے کہ اس باغ کو بھی بزور شمشیر فتح کر لیں۔ اب بتا وہ موعودہ نصرت کب آئے گی۔ دم کذاب کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ لوگ مایوس ہو گئے۔ امیر خالد رضی اللہ عنہ نے زبردست حملہ کر دیا۔ اور دروازہ کو توڑ تاڑ کر باغ میں جا داخل ہوا۔ اور دشمن کو قتل کرنا شروع کیا۔ مخالفین باغ سے نکل کر قلعہ میں داخل ہونے لگے۔ مسیلمہ بھی بہ تبدیل لباس پوشیدہ طور سے نکلنے لگا۔ کہ ایک انصاری نے پہچان لیا اور وحشی نام غلام جو مشہور حربہ باز تھا فوراً حربہ کی وار کی جو مسیلمہ کی دونوں زرہوں اور پشت کو چیر کر باہر نکل گیا اور مسیلمہ وہیں گر کر ڈھیر ہو گیا۔ وحشی نے للکار کر کہا کہ میں وحشی غلام جبیر بن مطعم ہوں۔ بحالت کفر خیر الناس حضرت حمزہ رض عم رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو شہید کر کے داخل جنت کیا تھا۔ آج اسلام میں اشرف الناس مسیلمہ کذاب کو مار کر دوزخ بھیجتا ہوں۔ ام عمارہ نے جو ایک غازی عورت تھی اور کئی معرکوں میں نام پا چکی تھی۔ بہمراہی اپنے بیٹے عبداللہ بن زید کے مسیلمہ کا سر کاٹ لیا۔ اگرچہ فوج مخالف میں سے سترہ ہزار مارے گئے جن میں سے صرف باغ کے اندر دس ہزار کفار شمشیر مجاہدین کی نذر ہوئے تھے۔ مگر افسوس کہ لشکر اسلامیہ کو بھی سخت زخم پہنچا۔ کئی سو مسلمان شہید ہوئے۔ بدیں تفصیل کہ انصار ۳۶۔ مہاجر ۰۰۰۔ عام مسلمان ۸۰۵ شہید ہوئے۔ جن میں سے سات سو صحابہ حافظ قرآن تھے۔ جن کے حوصلہ اور ثابت قدمی سے یہ لڑائی

نکلا اور ھؤلاء عبادی الذین قاتلوا فی سبیلی وقتلوا واوذوا وجاھدوا
فی سبیلی ادخلوا الجنۃ فیدخلونھا بغیر حساب، کا مصداق بنا کر اور
تاج شہادت پہن کر داخل جنت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابو دجانہؓ کی
یہ جانبازی دیکھ کر امیر خالد سے کب رہا جا سکتا تھا کہ ایک فدائی صحابی اکیلا
دشمنوں کے حوالے کیا جاوے اور وہ کھڑا تماشا دیکھتا رہے۔ باقاعدہ طور سے فوج
کے ساتھ اندر پہنچنا مشکل تھا۔ بیتابانہ باغ کے گرد چکر لگایا اور جب کوئی رستہ
نہ پایا تو ناچار اپنی عربی نسل گھوڑی کو اٹھائی جس کو خدا نے اس قدر طاقت
اور سرعت عطا کی کہ ایک ہی جست میں پھاند کر باغ کے اندر جا پڑا۔ مگر ابو دجانہؓ امیر
خالد کے پہنچنے سے پہلے ہی جام شہادت نوش کر چکا تھا۔ مسیلمہ کذاب کا ایک بہادر
پہلوان امیر خالد کو پہچان کر نعرہ بلند کرتا ہوا آگے آ پڑا جس کو امیر خالدؓ نے زمین
پر پٹخ دیا اور گھوڑے سے اتر کر اس کے سینہ پر جا بیٹھا۔ مخالف پہلوان کے پاس
تیز خنجر تھا جس سے امیر خالد کو سات زخم کاری لگائے۔ اور خالد کو درد بھی محسوس
ہوا۔ اٹھ کر گھوڑے پر سوار ہونے لگا کہ گھوڑا شور وغوغا اور ہجوم کے سبب سے
ہاتھ سے چھوٹ گیا اور امیر خالد پیادہ ہو گیا اور دشمن کے نرغہ میں آ گیا۔ مگر
واہ رے خالد تیری شجاعت و استقامت کہ جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم میں نہیں
مل سکا ہے نہ ملیگی۔ ذرا نہ گھبرایا۔ اور جنگی قانون کو ہاتھ سے نہ دیا۔ لڑتا بھڑتا
اور فنون جنگی کی داد دیتا اور اپنے آپ کو بچاتا ہوا دروازہ باغ کی طرف پشت کرکے
الٹے پاؤں چلا آیا اور دیوار کے قریب پہنچ کر ایک ہی چھلانگ میں باغ سے باہر نکل
گیا اور دشمن منہ تکتا رہ گیا۔ اور سب فوج کی کمان کرنے لگا۔ نعمان بن بشیر

[illegible] اسلام سے [illegible] کیا اور بعض بیری خوشنودی [illegible]
[illegible] ان لوگوں کو [illegible]
[illegible]

اور امیر خالد رضی اللہ عنہ کے ثبات و استقلال کو دیکھ کر یکبارگی شیروں کی طرح
ٹوٹ پڑے جن کے آگے آگے شیر دل ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ شیر
غراں اور سیل وبال کی طرح کفار پر جا پڑا اور ضرب شمشیر سے سپاہیوں کو
تہ تیغ کر دیا۔ مگر افسوس کہ دشمن کی کثرت فوج بہادران اسلام کی کچھ
پیش نہ جانے دیتی تھی۔ کفار کی تازہ دم پلٹنیں اور رسالہ لڑائی میں
ہاتھ بٹاتے تھے اور مسلمانوں کی وہی بچی کھچی ماندہ شکستہ فوج ہر ایک
حملہ کا جواب دیتی تھی۔ مخالفوں کی شدت و صولت اور مسلمانوں کے
صبر و استقلال کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مسیلمہ کی فوج نے
اہل اسلام کو ان کے مورچوں سے بیس دفعہ نکال نکال دیا۔ اور
غازیان دین نے بارہا اپنے مورچوں کو واپس لیا۔ اب تک لڑائی
دفاعی طور سے ہو رہی تھی یعنے مسلمان صرف کفار کے حملات کو رد کرتے
تھے۔ اور یہ حالت کئی گھنٹے تک رہی۔ لیکن سپہ سالار اسلام نے
جب دیکھا کہ اب کفار کا جوش فرو ہو چلا ہے اور اپنی متواتر اور سخت
کوششوں کو بے اثر دیکھ کر مایوس ہونے لگے ہیں۔ فوراً تمام فوج
کو لیکر بہیئت مجموعی مخالفوں پر جا پڑا۔ جس سیلاب کی تندی کو کوئی
شے نہ روک سکی۔ مسیلمہ کی صفوں کو چیر پھاڑ کر قلب میں جا گھسا۔ اور
اپنے صولت شیرانہ سے دشمن کو حواس باختہ کر دیا مسیلمہ خود سیف اللہ
سے جان بچا کر بھاگ نکلا اور معہ فوج ایک وسیع باغ میں جس کی دیوار
مثل فصیل قلعہ مضبوط تھی پناہ گزین ہو کر محصور ہو بیٹھا۔ شیر دل ابو دجانہ
رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ مجھ کو ڈھال میں بٹھلا کر اور نیزوں
سے باندھ کر باغ میں پھینکدو۔ میں شہادت کا مشتاق ہوں یا تو دروازہ
کھول دونگا یا شہید ہو جاؤنگا۔ مسلمانوں نے ابو دجانہ کو اندر پھینکدیا
جو شمشیر براں سے کفار کو ڈھیر کرنے لگا مگر افسوس کہ دروازہ نہ کھول

ایمانی جوش پر کون چیز غالب آسکتی ہے۔ تمہارا ایمان تمہارا جوش تمہاری ہمت تمہاری شجاعت میرے قول کی ابھی تصدیق کئے دیتی ہے۔

میں اخیر میں دعا کرتا ہوں کہ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ جس کے سنتے ہی پرجوش نعروں میں آمین ثم آمین کے نعرے چار طرف سے بلند ہوئے جن کی ہیبت گونج نے مخالف فوج کے دلوں کو ہلا دیا۔ اور مسلمانوں کو شوقِ غزا میں بے تاب کر دیا۔

مسیلمہ کذاب نے بعد ترتیب میمنہ و میسرہ و جناح و قلب اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں تین سو مسلمانوں کو جامِ شہادت پلا دیا۔ اہل اسلام نے بھی نہایت تمدگی سے مقابلہ کیا اور مسلیمہ کذاب کے وزیر محکم بن طفیل کو داخل جہنم کیا جس کو دیکھ کر مسیلمہ کی فوج نے غصہ اور جوش میں آ کر ایک اور ایسا سخت حملہ کیا کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھاڑ دیئے اور اسّی مسلمانوں کو شہید کیا۔ اور مسلمانوں کے کئی مورچے چھین لئے۔ امیر خالد رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھ کر فوج قلب کے ساتھ حملہ آور ہوا اور مخالفوں کو اسلامی مورچوں سے نکال دیا۔ مسیلمہ تنگے سے دعا مانگتا تھا اور فوج کا دل بڑھاتا تھا۔ تازہ دم فوجوں سے حملوں کا تار باندھ دیا۔ اور اسلامی فوج کے ایک حصہ کو بھگا دیا۔ مگر امیر خالد رض جس کو یوروپین مورخ لوہے کا برج کہتے ہیں ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا اور مسلمانوں کو پکار کہا۔ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ[1] مسلمان خدا کے پاک کلام سُن کر

[1] جو مسلمان آج مقابلہ کفار سے پیٹھ پھیرے گا سوائے اسکے کہ دشمن کو دھوکہ دینے کی غرض ہو یا کوئی جنگی کرتب دکھلانا منظور ہو یا اسکی غرض کسی اسلامی جماعت میں شامل ہونیکو ہوتا وہ وہ وصول ہو کے سوا بھاگتے والا غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا اور جس کی جگہ دوزخ ہوگی جو نہایت بُری جگہ ہے (سورہ انفال)

کے خون کا انتقام لے گی جو صرف اس جرم میں قتل کئے گئے جلتی آگ میں ڈالے گئے - اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر دل سے یقین رکھتے تھے - اور وہ کسی امید و بیم سے اسلام کی صراط مستقیم سے ہٹ نہ سکے - اور خدا و رسول کے پاک نام پر قربان ہو گئے وہ رسول امین رحمتہ للعالمین صلعم کہ جس کی تعلیم سراسر تزکیہ نفوس بنی آدم اور تہذیب اخلاق و حصول کمال انسانی پر مبنی ہے اور جس نے ہمارے گمراہ دلوں کو علم و حکمت الٰہیہ سے بھر دیا اس کی مخالفت مسیلمہ کذاب کر رہا ہے جس کو کوئی مسلمان گوارا نہیں کر سکتا تمہارے ہاتھ وہی پاک ہاتھ ہیں جو بیعت رضوان کا شرف حاصل کر کے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا مقدس خطاب بارگاہِ ایزدی سے پا چکے ہیں - میں آج انہیں متبرک ہاتھوں سے امید رکھتا ہوں کہ اپنی پرزور طاقت سے کفر و شرک کی بیخ و بن کو عرب سے اکھاڑ کر خدا کے پاک کلام یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ[1] لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ[1] کی صداقت کو ثابت کر دکھائینگے - تمہاری اسلامی جاں نثاری بڑے بڑے معرکہ مار کر مخالفین کو اپنا لوہا منوا چکی ہے - اور کلمتہ الحق کا اعلان کر چکی ہے آج بھی جہاد فی سبیل اللہ میں تو اپنے جوہر دکھائیں گے اور یہ تعمیل فَخُذُوْھُمْ وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاُولٰٓئِکُمْ جَعَلْنَا لَکُمْ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا[2] کی ضرب شمشیر سے کفار کے ڈھیر لگا دے گی اور دکھلا دے گی کہ سچے مجاہدین جو محض حمایت دین کے لئے جان فروشی کرتے ہیں ان کا مقابلہ دنیا کی کوئی قوم نہیں کر سکتی - اور نہ ان کے حقیقی

---

[1] سورہ انفال پ۹ - خدا چاہتا ہے کہ دین حق کو اپنے حکم سے ثابت کرے اور کافروں کی جڑ کاٹے تاکہ دین اسلام کو ظاہر اور کفر و شرک کو باطل زایل کرے - خواہ منافق ناک بھوں چڑھایا کریں

[2] سورہ نساء پ۵ اے ہمارے پروردگار ہمیں صبر دے اور ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح دے!!

اَلْفَائِزُوْنَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۔ پس ایسے مغفور و مبرور مہاجر و انصار کے سامنے مخالف کی کثرت کیا حقیقت رکھ سکتی ہے اور تمہاری حقانی شمشیر پر امید واثق ہے کہ کفار کے اس آخری معرکہ میں اسلامی جوہر دکھا کر جزیرہ نمائے عرب کو کفر و شرک سے پاک کردیگی ۔

گو تم قلیل ہو مگر خدا تمہارے ساتھ ہے فتح و شکست قلت و کثرت پر موقوف نہیں اللہ کے ہاتھ ہے جنگ بدر میں تمہاری کیا جمعیت تھی مگر خدا نے چندگنا فوج مخالف کو اپنی تائید و نصرت سے بھگا دیا ۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۔ پس آج بھی بدستور سابق تائید الٰہی پر یقین رکھو وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ مشاہدہ عینی دیکھ لو ۔ صبر و استقلال شیوہ مجاہدین ہے اور صابرین کی فتح بالیقین ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ بارہا آچکا ہے اسلامی جہاد سب سے بڑا اور اعلیٰ تجارت ہے ۔ جس میں ہر ایک طرح فائدہ ہی فائدہ ہے ۔ مر گئے تو شہید زندہ رہے تو غازی ۔ لڑائی کا آخر نتیجہ موت ہے ۔ جو بذریعہ شہادت ہے اور شہادت باعث حیات ابدی اور نجات سرمدی ہے ۔ جس کے حصول میں میں دیکھتا ہوں کہ آپ جان نثاران اسلام میدان کارزار کو گلزار سمجھتے ہیں تمہاری اسلامی استطاعت اور شجاعت آج ضرور ان بے گناہ مسلمانوں

بقیہ ترجمہ صفحہ ۴۴ ۔ نزدیک بڑا ہے اور یہی لوگ مراد تک پہنچنے والے ہیں پروردگار ان کو بشارت دیتا ہے اپنی رحمت اور خوشنودی اور بہشتوں کی جن میں ان کے لئے [illegible] وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ۔ سورۂ توبہ پ ۔

۵ [illegible] بدر میں تمہاری [illegible] کی جبکہ تم بہت کمزور اور قلیل تھے ۔ سورۂ عمران پ

۶ [illegible] جو سب پر غالب اور حکیم ہے ۔ سورۂ عمران پ ۔

۷ [illegible] ساتھ [illegible] ہے ۔ ۱۲

و فاسقانہ عقاید پر ضد سے جا رہا۔ اور ضلالت خلایق سے محض ہوائے نفسانی و غرور شیطانی سے دست بردار نہ ہوا اور اپنے خیالات مخرب اخلاق سے باز نہ آیا۔

معرکہ جنگ

جب امیر خالد رضی اللہ عنہ طریقۂ تبلیغ سے مایوس ہوئے اور اُس کو یقین ہو گیا کہ مخالف کا ارادہ صرف اسلام کا استیصال ہے وہ کفر و عصیان شرک و ہذیان کو دوبارہ ملک میں رواج دیکر مساعی جمیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیکار اور احکام الٰہی کو ملیا میٹ کرنا چاہتا ہے اور کسی طرح راہ راست پر نہیں آتا اور اپنی کثرت فوج پر مغرور ہو کر مقابل کھڑا ہوا ہے تو ناچار توکلت علی اللہ وکفیٰ باللہ وکیلا ۰ کہکر صف بندی شروع کی اور میمنہ پر زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور میسرہ پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اور فوج کے مقدمہ میں اپنے رشتہ داروں بہادران بنی مخزوم کو مقرر کیا۔ اور بعد ترتیب فوج سے یوں مخاطب ہوا

تقریر امیر

اے خادمانِ خیر الانام و اے عاشقانِ اسلام۔ دیکھو کفار سے ہر چند نرمی و ملاطفت کی گئی۔ پند و نصایح دی گئی۔ اور صرف اُن سے یہ امر چاہا گیا کہ توحید و رسالت پر ایمان لائیں۔ ان کے ملک و مال سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ ترکِ شرک کر رکھا ہے۔ ہجوم مشرکین کفیل بہرہ ہو رہا ہے۔ سنتا ہی نہیں خیر ہم اپنا فرض ادا کر چکے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ[۱] اب مجبوراً تلوار میان سے نکالنی پڑی ہے جو آج اُن غازی مجاہدین کے ہاتھوں میں ہے جن کے حق میں خدا فرماتا ہے۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ[۲]

---

[۱] اعلیٰ مقام اسلام جہاد ہے جسپر سوائے اصل مومن کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ۱ ابی یزید

[۲] جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جنگ کی اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے تو ان کا درجہ بڑا ہے اللہ کے ہاں...

عرب کے بھگوڑے مسیلمہ کے پاس ہی آجمع ہوئے تھے اور یہ تمام جمعیت لاکھوں
تک پہنچ چکی تھی۔

جب امیر خالد رضی اللہ عنہ طلیحہ وغیرہ کی جانب سے فراغت پا چکا۔ تو امیر
المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امیر خالد رض کو لکھا کہ اب یمامہ کو جائیں
اور مسیلمہ کو پہلے پند و نصیحت سے راہ ہدایت دکھائیں۔ اگر باز نہ آئے تو بہ
تعمیل من بدل دینہ فاقتلوہ (مرتد کو قتل کرو) ظالم فاسق سے مظلوم و مقتول
مسلمانوں کا بدلہ لو۔ اور بنظر احتیاط دیگر مسلمان سرداروں کو امیر خالد کے ماتحت
کر دیا۔ کیونکہ اس سے پہلے مسیلمہ ایک اسلامی لشکر کو شکست دے چکا تھا۔
جس کا بیان اس طرح ہے کہ جب امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے
گیارہ سردار مختلف قبائل عرب کی طرف روانہ کئے تھے۔ تو عکرمہ رضی اللہ عنہ
بن ابو جہل مخزومی کو مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا تھا اور ان کے
کمک پر شرجیل بن حسنہ کاتب وحی کو مقرر فرمایا تھا۔ عکرمہ نے جو ایک جلیل
مجاہد تھے۔ جوش تہور میں شرجیل رض کی انتظار نہ کی اور مسیلمہ کی فوج سے
جا بھڑے مگر نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے شرجیل یہ خبر سن کر رستہ ہی میں ٹھہر
گیا۔ اس فتح سے مسیلمہ کا دل بڑھ گیا اور مسلمانوں کو ہیچ سمجھنے لگا کہ اتنے میں
علم خالدی نواح یمامہ میں لہرانے لگا۔ مسیلمہ کے صرف مقدمہ لشکر (ایڈوانس
گارڈ) میں چالیس ہزار سوار جرار تھے۔ اور سپہ سالار اسلام کے ساتھ کل تیرہ
ہزار تھے۔ جن کی لشکر کفار کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ ذالک وقتہ
الاسلام الجہاد لا یبالی الا کلا فتنہا ھمر کے شوق حصول میں جان باز
غازی کفار کو چیونٹیوں کا ڈار اور میدان سے فرار کو عار سمجھتے تھے۔ اسلام کے
نام پر جان دینا اور مخالفان دین سے سینہ سپر ہونا ان کا اعلیٰ نشان اسلام تھا
امیر خالد رضی اللہ عنہ نے پہلے تو مسیلمہ کو بذریعہ سفرا پند و نصائح کی اور
انابت و توجہ کی ہدایت کی جو کارگر نہ ہوئی اور وہ بیہودہ طور پر ظالمانہ و مشرکانہ

ماسوی اللہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا پرست مسیلمہ کی خواہش مردود و مطرود ہو گئی۔ اور نہایت مایوسی سے مسیلمہ یمامہ کو روانہ ہو گیا۔ اور وہاں جا کر بیان کیا کہ محمد رسول اللہ نے مجھ کو اپنی نبوت میں شریک کیا ہے۔ اور بذریعہ خط آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی چونکہ آپ نے مجھ کو نبوت میں شریک کیا ہے۔ اس لئے نصف ملک بھی دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں لکھا کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب۔ السلام علی من اتبع الھدی۔ اما بعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین وقد اھلکت اھل الحجر ابادک اللہ ومن صدق معک۔

مسیلمہ نے اصلی خط ظاہر نہ کیا بلکہ ایک اور جعلی خط لکھ کر لوگوں کو سنا دیا کہ مجھ کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت اور ملک میں شریک کر لیا ہے۔ مسیلمہ چونکہ ایک باعلم شخص اور ابتدا ہی سے علم نجوم اور نیرنجات۔ شعبدہ بازی وغیرہ کے لئے مختلف ممالک عرب و عجم میں سیاحت کر چکا تھا۔ لوگوں کے بہکانے میں بہت کچھ کامیاب ہو گیا۔ اس کی آبائی ریاست اور خاندانی رسوخ و اعتبار اور قومی طاقت نے اس کی تجاویز کو سرسبز کر دیا۔ کبھی ایک حیرت انگیز شعبدہ دکھا کر لاکھوں کو دام تزویر میں پھانس لیا۔ مسیلمہ نے نماز کو موقوف اور شراب۔ زنا وغیرہ فسق و فجور کو مشروع کر دیا۔ اور اپنی من گھڑت خرافات اور ہذیانات کا نام وحی رکھ دیا۔ چند عقلمند اشخاص کے سوا جملہ بنی حنیفہ نے اس کی اطاعت کر لی۔ جن کو طرح طرح کے عذاب اور تکالیف اٹھا کر اسلام پر جانیں قربان کرنی پڑیں۔ یہ شخص دو سال سے کوس لمن الملک بجا رہا تھا۔ اور اس کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی۔ سجاح اس کی چاہتی بیوی بن چکی تھی۔ جس کی جنگجو جماعت کا بہت سا حصہ مسیلمہ سے آملا تھا۔ علاوہ اس کے تمام

باقیماندہ مسیلمہ سے جا ملی - اور خود سجاح بہ صد روز بعد موصل کو بھاگ گئی اور جیسا کہ لالچی خود غرض دنیا پرست مدعیان ہدایت کا انجام ہوا کرتا ہے - ویسا ہی اس نابکار کا ہوا - گمنامی اور ناکامی کی حالت میں مر گئی -

مسیلمہ کذاب

صوبہ یمامہ جو عرب کے مشرق میں ایک زرخیز اور آباد وسیع علاقہ ہے اس میں جنگجو قوم بنی حنیف بہ تعداد کثیر بستی تھی - جو ربیع بن نزار بن معد بن عدنان کی اولاد میں سے تھے - یہ قوم معہ اپنے سردار مسیلمہ بن حبیب کے آنحضرت صلعم کے عہد میں مسلمان ہوئی تھی - اور مسیلمہ خود آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا مسیلمہ نے ایک دن اپنی ریاست اور قوم کی کثرت کے خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اپنے بعد اس کو جانشین مقرر فرمائیں - رحمتہ اللعالمین رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم جو حقیقی اخلاص اور سچے ایمان کے خواہاں تھے اور ظاہری دنیوی سلطنت کی موروثی بنیاد رکھنی نہیں چاہتے تھے - بلکہ آپ کی بعثت محض اشاعت توحید ہدایت خلق اطمینان قلب روحانی کمال کے لئے تھی - اور یہی وجہ تھی کہ آپ بوقت انتقال کوئی اپنا جانشین مقرر نہ فرما گئے - حالانکہ ان کے عزیز و رشتہ دار لائق موجود تھے - لالچی مسیلمہ کی یہ حریصانہ درخواست اس مقدس نبی صلعم نے جو تقدیس و تجرید انقطاع عن الخلق میں سب سے اعلیٰ نمونہ تھے مسیلمہ کو جھڑک کر کہا کہ تم تو خلافت مانگتے ہو - میں یہ چھڑی جو میرے ہاتھ میں ہے تم کو نہیں دونگا رسول اللہ کی حق پرست نگاہ میں ریاست و سعت اور فوج کی کثرت کیا حقیقت رکھتی تھی اور مسیلمہ کا دباؤ کیا رعب ڈال سکتا تھا - آپ کے نزدیک مسیلمہ جیسے والی ریاست کی نسبت ایک مفلس و کنگال مگر پاکباز بے ریا بے طمع مسلمان زیادہ قدر کے لائق تھا - آپ کی تعلیم کا ماحصل اور نتیجہ صرف عشق خدا اور قطع

اور بنی تمیم کے علاوہ بنی تغلب کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ یہ عورت چالاک۔
شعبدہ باز، فصیح و بلیغ تھی۔ سب سے پہلے اس نے ارادہ کیا کہ اول مسیلمہ
کذاب کی جمعیت کو پراگندہ کر کے قوت بڑھاؤں اور بعد ازاں مسلمانوں سے
قسمت آزمائی کروں۔ اور یہ تجویز نہایت مدبرانہ تھی۔ کیونکہ حق پرست اور مخلص
مسلمانوں کی نسبت مسیلمہ کذاب کے لالچی تابعداروں کا مقابلہ باسباب ظاہر
کچھ آسان معلوم ہوتا تھا۔

مسیلمہ جو ایک عقلمند صاحب الرائے دور اندیش شخص تھا اس نے یہ چال چلا کہ
بہت سے قیمتی تحائف دیکر سجاح کے پاس روانہ کئے اور درخواست
تمنا کی کہ اگر تیری طرف سے امان دیا جائے اور علیحدہ ملاقات کی جائے تو میں خود
حاضر حضور ہو کر عرض معروض کر سکتا ہوں۔ سجاح نے منظور کیا۔ اور مسیلمہ کذاب
چالیس سوار لیکر سجاح کے کیمپ کو روانہ ہوا۔ ملاقات تخلیہ کے لیے ایک
پر تکلف خیمہ لگایا گیا۔ مسیلمہ نے ہر ایک قسم کا سامان عیش و عشرت اور شہوت
انگیز مہیا کر دیا۔ سجاح دیکھتے ہی لٹو ہو گئی۔ مسیلمہ جو پہلے ہی ایسے موقع کی
تاڑ میں تھا۔ اور زیادہ باعث تحریک ہوا۔ ناز و نیاز ہونے لگے۔ اور ایک
دوسرے کو دل دے بیٹھے۔ سجاح نے مسیلمہ سے پوچھا کہ آپ کو کیا وحی
آئی ہے۔ کذاب نے کہا کہ

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلنِّسَاءِ أَفْرَاجًا وَجَعَلَ الرِّجَالَ لَهُنَّ أَزْوَاجًا۔
فَنُولِجُ فِيهِنَّ إِيلَاجًا ثُمَّ نُخْرِجُ إِذَا شِئْنَا إِخْرَاجًا فَيَلِدْنَ لَنَا ۔
سِخَالًا إِنْتَاجًا۔ یہ الفاظ سنتے ہی سجاح کی باچھیں کھل
گئیں۔ اور کہا کہ اَشْهَدُ اِنَّكَ نَبِیٌّ۔ مسیلمہ کذاب نے درخواست نکاح
کی جو جوش مسرت سے منظور کی گئی اور یہ مقرر ہوا کہ سجاح کی فوج سے نماز
فجر اور نماز عشاء معاف کی گئی اور علاقہ یمامہ کی نصف پیداوار سجاح کو دی
گئی۔ سجاح کی کچھ فوج تو [illegible] اپنے اپنے گھروں کو چلی گئی اور

تھا۔ [illegible] بری کر دیا اور [illegible] الاری [illegible]
جنگ کو بھیجدیا۔ اور مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کا حکم دیا گیا۔ پس خلیفۃ المسلمین
کے عادلانہ فیصلہ کے بعد کسی مسلمان کو خواہ وہ کس قدر باعتبار ہی کیوں
نہ ہو۔ اعتراض کرنے یا دوبارہ مقدمہ چلانے کی گنجایش نہیں رہتی۔
کسی معتبر مورخ نے نہیں لکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ
کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ کو دوبارہ اٹھایا ہو جو لوگ یہ
کہتے ہیں۔ وہ مفتری دروغگو اسلام کے دشمن ہیں۔ وہ امیر خالد کے
ہی دشمن نہیں۔ بلکہ حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے مخالف ہیں۔
صدیقؓ کو کمزور بزدل اور فاروق رضہ کو زور دسرکش ٹھہراتے ہیں جن کی
تاریخ بجز تعصب کے اور کوئی اصل نہیں ہے۔ بعد قتل مالک بن نویرہ بقول بعض
اس کی مطلقہ عورت سے امیر خالد رضہ نے نکاح کر لیا۔ مگر اس قسم کا تصرف
کوئی شرعاً ناجائز نہ تھا۔ جنگ خیبر کے بعد ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا
سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ اسد اللہ الغالب
امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے غنایم یمن کے مال خمس میں
سے ایک لونڈی کو تصرف کیا تھا جس پر بعض اصحاب نبوی نے شکایت کی اور
جس رفع کدورت کے لئے حدیث غدیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ
شان حیدری میں صادر ہوئی۔ پس خالد رضی اللہ عنہ کا عورت مذکور سے زفاف
بھی بلحاظ قابل گرفت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کو مالک کے واقعہ سے
کوئی تعلق ہے۔

مسمات سجاح بنت حارث مدعیہ نبوت

جب بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام عرب مرتد ہو گیا۔ علاوہ دیگر
مدعیان نبوت مسمات سجاح بنت حارث نے موصل کے نواح میں خروج کیا

کو للکارتا اور اللہ اکبر کے نعرے مارتا دشمن کی صفوں کو چیرتا پھاڑتا [illegible] امیر خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اس طرح ان دو نامور [illegible] کے قتل کے بعد لوٹ گئیں۔ دشمن نے صبح سے [illegible] مگر مسلمان شائقین شہادت بزور شمشیر دمبدم آگے ہی بڑھتے گئے اور دشمن کے مورچے چھینتے رہے۔ آخر مرتدین کو شکست ہوئی۔ اور طلیحہ جو عراق اور شام تک بطور فاتح پہنچنے کی آرزو رکھتا تھا۔ باول بریاں چشم گریاں ہو کر [illegible] بھاگ کر شام میں پناہ گزین ہوا۔ جو کچھ عرصہ بعد مسلمان ہو کر [illegible] میں شامل ہوا اور بعد میں اسلام کی خوب بجا لایا۔ اور [illegible] دیگر شہید ہوا۔ طلیحہ کے اکثر ہمراہی مقتول ہو گئے۔ [illegible] باقیماندہ عیینہ بن حصن الفزاری وغیرہ قید ہوئے [illegible] فیاضی اور رحمدلی سے علاوہ جان بخشی کے ان [illegible] بغاوت کی سزا کوئی نہ دی گئی۔

واقعہ بنی تمیم

جب بنی اسد وغیرہ مرتدین عرب کی طرف سے عالیشان فتح کے [illegible] حاصل ہوئی اور قوم مذکور میں از سر نو رواج اسلام ہو گیا تو امیر خالد رضی اللہ عنہ بنی تمیم کی طرف متوجہ ہوئے جو علاقہ بطاح میں بستے تھے یہ تمام قوم مرتد ہو گئی تھی اور سجاح بنت حارث مدعیہ نبوت سے جا ملے تھے۔ اس قوم کا سردار مالک بن نویرہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بنی تمیم کی زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے کا عامل تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لہ سورہ انفال (پارہ ۱۰) اے ایمان والو جب کفار سے لڑو تو ثابت قدم رہو۔ اور [illegible]ت تکبیر کہو کہ تم کو فتح حاصل ہو۔ قال مع اللہ اور رسول کی تابعداری کرو اور خلاف نہ کرو کیونکہ اس سے تم [illegible]ور ہو جاؤ گے۔ اور تمہارا رعب جاتا رہیگا۔ اور لڑائی میں صبر کرو اور ضرور خدا صبر کرنیوالوں کیساتھ ہے +

معہ اپنی قوم طلیحہ اسدی سے جا شامل ہوئے اور ہزاروں بے گناہ مسلمان مارے گئے - اسود عنسی مدعی نبوت جو یمن میں قتل ہو چکا تھا اس کے ہمراہی اور دیگر مرتدین بھی طلیحہ سے آملے تھے اور دن بدن جمعیت بڑھ رہی تھی - اس لئے دیگر مرتدین [illegible] اسلام مثل عیینہ و قرہ [illegible] کی سرکوبی [illegible] بھیجا تو امیر خالد رضی اللہ عنہ کے ماتحت کام کریں - دونوں فوجوں کا مقابلہ بمقام بزاخہ میں ہوا - امیر خالد اوّل تو حسب ارشاد امیر المومنین مخالفوں کو پند و نصیحت دیتا رہا اور لڑائی سے گریز کرتا رہا - مگر جب کہ عکاشہ اسدی اور ثابت انصاری دو بزرگ مسلمان جنکے سپرد مخبری کا کام تھا طلیحہ اور اس کے بھائی کے ہاتھ سے مارے گئے تو امیر خالد یہ خبر سنکر شیر ببر کی طرح اٹھ کھڑا ہوا - اور فوج کی صف بندی کر کے [illegible] کی تیاری تمام طاقت اور [illegible] سپرد [illegible] میدان کو [illegible] کیا اور خود [illegible] میں کھڑا ہوا - طلیحہ نے فوج کی کمان عیینہ بن حصین الفزاری کے حوالہ کی اور خود کمبل اوڑھ کر مراقبہ میں بیٹھ گیا اور مرتدین کا دل بڑھانے کے لئے انتظار وحی کے پکارنے لگا - اگرچہ فوج مخالف کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور مسلمان صرف آٹھ ہزار تھے مگر خدا پرست مسلمانوں اور ان کے بے نظیر جرنیل کے مضبوط دل پر اس کثرت نے کچھ بھی اثر نہ کیا - لڑائی شروع ہوئی اور دشمن بہت زور سے پے در پے حملے کرنے لگے اور مسلمانوں کی صفوں کو کئی بار الٹ پلٹ دیا - مگر امیر خالد رضی اللہ عنہ جدھر دشمن کا زور دیکھتا تھا اُدھر ہی غیر معمولی تیزی کیساتھ شہباز کی طرح جا پڑتا تھا - اور مخالف کو اپنے تیز اور تند حملہ سے فائدہ اٹھانے نہ دیتا تھا - میدان مبارزت میں بڑے بڑے یکہ تاز بہادروں کو پچھاڑ کر خاک ہلاکت پر ڈالتا تھا اور یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ کی جوشیلی گونج سے مجاہدین کی حوصلہ افزائی کرتا اور ترغیب جہاد دیتا اور جہاں کہیں

واللہ لئن اُصِبنا بک لا یکون للاسلام نظاما۔ یہ حدیث سنتے ہی اس فنائی الرسول خلیفہ مقبول نے مجبوراً عزم واپسی مدینہ کیا اور بصلاح اصحاب کبار گیارہ سرداران اسلام کو تھوڑی تھوڑی فوج دیکر مختلف اطراف کو روانہ کیا۔ مگر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو طلیحہ بن خویلد الاسدی مدعی نبوت کے مقابلہ پر مقرر کیا جو نواح مدینہ میں لاکھوں کی جمعیت کے ساتھ غرا رہا تھا۔ اور جس کا قرب مدینۃ النبی کے لئے دن بدن خطرناک ہو رہا تھا۔ اور کثیر جنگی فوج کے علاوہ طلیحہ خود بھی مشہور شہسوار تھا امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے علاوہ دیگر جنگی ہدایات کے یہ بھی ہدایت کی کہ پہلے طلیحہ اور اس کے ہمراہیان کو دعوت اسلام کرو۔ بصورت انکار و ابتدائے جنگ لڑو۔

جنگ طلیحہ بن خویلد اسدی

عرب میں بنی اسد ایک زبردست اور کثیر جنگجو قوم تھی جس میں سے طلیحہ تھا اور جناب رسول کریم ﷺ کے وقت میں اپنی قوم کے ساتھ مسلمان ہوا تھا۔ علم جوتش سے واقف تھا۔ قبل وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدعی نبوت ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ اور کلام مسجع بنا بنا کر کلام اللہ سے تعبیر کرنے لگا۔ چنانچہ اس کی خرافات اور اکاذیب کا نمونہ یہ ہے۔

لقولہ۔ والحمام والیمام والصرد الصوام قد صمن قبلکم باعوام لیبلغن ملکنا العراق والشام اور نماز بلا رکوع و سجود مقرر کی۔ صرف کھڑے کھڑے نماز پڑھتے تھے۔ بنی اسد۔ بنی ہوازن۔ غطفان اس کے پیرو ہو گئے۔ عرب کا مشہور بہادر سردار عیینہ بن حصن الفزاری اور قرۃ بن ہبیرہ القشیری

لہ تلوار کو میان کرو اور اپنی شہادت سے اسلام کو کمزور نہ کرو۔ واللہ اگر آپ کو کچھ ضرر پہنچا تو اسلام کا شیرازہ کھل جائے گا

برآں عزیز تر بہ اصول اسلام میں کیا کچھ تغیر و تبدل واقع ہو جاتا اور آج
کل کے تن پرست اور نام نہاد ریفارمر جنہوں نے بلا سند تاویلات سے اسلام کا
کچھ کا کچھ بنا دیا ہے معلوم نہیں کہ اس شدہ سماوی سے کیا کچھ خرابیاں پیدا کرتے
مگر اللہ تعالیٰ کو احکام اسلام تا قیام قیامت منظور تھا جو بعد رسول خلیفۃ
المسلمین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ جیسے مدبر شجاع اولعزم مآل اندیش منتخب
کئے گئے جنہوں نے اسلام کو دوبارہ زندہ کرکے اسلام کے آدم ثانی کا لقب
حاصل کیا اور رسول اللہ کے حق پرست اصحاب کے صحیح انتخاب کو کلام معجز نظام
[illegible] علی الضلالۃ سے مطابق کر دیا - اور اپنی قابلیت و
استقامت [illegible] کو روز روشن کی طرح ثابت کر دکھایا - ایسے وقت میں جبکہ
تمام مسلمان حیران و دہشت زدہ تھے اور ایک طرف مرتدین مقابلہ پر تھے حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بنفس نفیس نکل کھڑے ہوئے اور علم بردار اسلام خالد
بن ولید کو مقرر کیا - جو نشان سپہ سالاری تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس
جوش بھری مجاہدانہ کارروائی نے مسلمانوں میں ایک تازہ روح پھونک دی اور
تمام شیدایان اسلام اور عاشقان سید الانام کی ایک جرار فوج جمع ہو گئی - فاروق
اعظم رضی نے اس موقع پر خلیفہ رسول اللہ کو بذات خود جہاد کرنے سے روکا اور
صلاح دی کہ کسی اور جنرل کے ماتحت فوج لڑائی پر بھیج دی جائے - مگر حضرت
صدیق اکبر نے اپنے ارادہ مستقلیت کو ترک نہ کیا - حتیٰ کہ گھوڑے پر سوار ہو گئے
کہ اتنے میں ابن عم رسول زوج بتول اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ
وجہہ نے آکر گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ میں آج آپ کو وہ بات کہتا ہوں
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنگ احد میں ارشاد فرمائی تھی جبکہ
آپ مسلمانوں کی نازک حالت دیکھ کر حصول شہادت کے لئے تلوار سونت کر جان
قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے - شم سیفک لا تفجعنا بنفسک

[illegible] تاریخ [illegible] - [illegible] تاریخ [illegible]

ترک صلوٰۃ و زکوٰۃ صاف نشانِ ارتداد تھا لڑائی کرنی پڑی اور اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب و شہسوار قریش زبیر بن العوام و طلحہ بن عبداللہ و خالدبن ولید رضی اللہ عنہما کی سرکردگی میں بہادر غازیوں نے مخالفوں کو نواح مدینہ سے مار کر بھگا دیا - مگر مرتدین کی شدت و صولت بدستور تھی اور یہ وقت اسلام پر نہایت سخت تھا - چنانچہ حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضؓ جیسے پُرجوش جلیل القدر صحابی نے جو بحض حمایت اسلام سے بات بات پر تلوار کھینچ کر مرنے مارنے کو تیار ہو جایا کرتے تھے - مشکلات پر غور کر کے یہی صلاح دی تھی کہ مخالفین سے اس سال نرمی کیجائے - اور زکوٰۃ نہ لیجائے - اور دیگر مدبر اصحاب کی رائے بھی بنابر مصلحت وقت یہی تھی مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو فضیلت معیت نبی کے سبب زیادہ روشن دماغ اور مشکوٰۃ نبوت سے شجاعت و کیاست و عقل و فراست کا زیادہ فیضان حاصل کر چکے تھے - محض اپنی ذاتی پُردلی و تہور و نور خلافت سے اس مشورہ کے ضرر رساں پہلوؤں کو سوچ کر انکار کر دیا اور حضرت فاروق اعظم رضؓ کو جھڑک کر کہا کہ رجوت نُصْرَتَاكَ وَجِئْتَنِي بِخُذْلَانِكَ اَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْاِسْلَامِ - میں اپنے جیتے جی شرائع و احکام اسلام میں کمی بیشی نہیں ہونے دونگا - وحی کا آنا بند ہو چکا اور اسلام تکمیل پا چکا -

زکوٰۃ مثل صلوٰۃ رکن اسلام ہے - جو اس سے انکار کریگا جب تک کہ تلوار میرے ہاتھ میں ہے استحکام احکام اسلام کے لئے جہاد کرونگا - گو سب میرا ساتھ چھوڑ دیں -

دراصل خلیفہ رسول اللہ کی اس رائے مصیب پر اگر عمل نہ کیا جاتا تو اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی صداقت درست نہ رہتی اور بعد میں ہر ایک کو شرائع اسلام میں کمی و بیشی کی جرات ہو جاتی اور شاید ہوتے ہوتے بقول ہر کہ آمد

ؔ میں نے تم سے مدد کی امید کی اور تم بزدلی سے پیش آیا جاہلیت میں تو جابر تھا اور اسلام میں بزدل ہو گیا

سالِ وفود (قاصدان) اور خالد کی منادی (تبلیغ)

دسویں سال ہجری میں غزوہ تبوک کے بعد امن و امان کا زمانہ شروع ہوا۔ زبردست اور جنگی اقوام اور ان کے مغرور اور سرکش سردار مخالفت کرتے کرتے تھک گئے۔ اور اسلام کی خدائی ترقی کو نہ روک سکے۔ کئی بار بہ ہیئت مجموعی کفار کا ٹڈی دل لے کر استیصال اسلام کے لئے چڑھ چڑھ کر آئے مگر اس الٰہی نور کو نہ بجھا سکے۔

مشرکوں کے ماوا و ملجا شہر مکہ جہاں سے پیغمبر خدا معہ چند رفقا نہایت مایوسی اور مسکنت کے ساتھ نکالے گئے تھے۔ نہایت آسانی سے فتح ہو گیا۔ اور وہاں رسول امین معہ موحدین خدا کا شکر کرتے اور اس کی توحید کا اعلان فرماتے داخل ہو چکے تھے۔ بیت اللہ بتوں سے صاف اور اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کی بت شکن فوج سے روشن ہو گیا تھا۔ ابوجہل جیسے مخالف کا بیٹا عکرمہ اور ابوسفیان ایمان لا کر تائید اسلام میں حصہ لینے لگے تھے۔ دیگر اقوام عرب نے بھی مسلمانوں کی ایذا رسانی سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ اور پہلے جو اہل اسلام کو مجبوراً اپنے بچاؤ کے لئے تلوار اٹھانی پڑتی تھی۔ اب اس کی ضرورت نہ رہی اور عربوں کی لڑائیوں سے فرصت ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بزرگ اصحاب کو بطور منادی و دعاۃ قبائل عرب کی جانب واسطے دعوت اسلام کے روانہ کیا۔ جن کی علمی اور عملی تعلیم کے اثر سے مختلف قبائل عرب نے اسلام قبول کر لیا اور قبائل کے ڈیپوٹیشن (قاصد) دھڑا دھڑ خدمت نبی کریم رحمۃ للعالمین کے حضور حاضر ہونے لگے۔ اسی واسطے اس سال کو سال وفود کہتے ہیں کیونکہ وفود جمع وفد بمعنے قاصد ہے۔

اس موقعہ پر بھی خالد رضی اللہ عنہ نے کچھ کم کام نہیں کیا اور اپنی پرزور

نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ سے پہلوتہی کی۔ دو ماہ تک موضع تبوک میں مسلمان قیام پذیر رہے۔ مگر اس موقعہ پر بھی خالد رضی اللہ عنہ ثواب غزا سے محروم نہ رہے اور اسلامی خدمت کے غازیانہ میدان میں سب سے سبقت لے گئے۔

دولۃ الجندل ایک عیسائی ریاست تھی جس کے رئیس کا نام اکیدر تھا ہمیشہ مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا۔ اور ان کے برخلاف سازشیں کرتا تھا۔ چونکہ یہ ریاست تبوک کے قریب تھی۔ اس لئے اس آمادۂ فساد رئیس کا انتظام بغرض امن وامان آئندہ ضروری خیال کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو چار سو بیس سوار دیکر دومۃ الجندل کو روانہ کیا اور بطور پیشگوئی ارشاد فرمایا تم اکیدر کو شکار میں گرفتار کروگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خالد رضی اللہ عنہ جس وقت قلعہ مذکور کے قریب پہنچا۔ چاندنی رات تھی۔ اکیدر اپنی عورت کے ساتھ مے نوشی کر رہا تھا کہ ایک گاؤ وحشی قلعہ کی فصیل کے نیچے آ پہنچی۔ اکیدر اطلاع پاکر اسی حالت نشہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر شکار لگا کرتا ہے باہر نکلا۔ اس کا بھائی حسان بھی معہ چند سواروں کے ساتھ ہولیا۔ اکیدر کو بلا جنگ ہمراہیان خالدؓ نے گرفتار کر لیا۔ مگر اس کا بھائی حسان معہ اپنے ہمراہیوں کے مقابلہ سے پیش آیا۔ جو سیف اللہ کی ضرب سے جانبر نہ ہو سکا۔ باقی ہمراہی بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔ اکیدر کا دوسرا بھائی مصاد مقابلہ پر آمادہ ہوا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا آخر مصاد نے تنگ آکر کنجیاں خالد کے حوالہ کیں اور آٹھ سو گھوڑے چار سو زرہ لیکر حسب معاہدہ حوالہ اکیدر کیا گیا بعد ازاں اکیدر معہ اپنے بھائی مصاد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ جہاں اخلاق نبوی اور تعلیم رسولی کے برکات دیکھ کر خود بخود مسلمان ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ جملہ اصحاب مراجعت فرماکے مدینہ منورہ پہنچ گئے ؂

جہاد کے لئے بڑا ... پیش ... ہر شخص ... مہاجرین و انصار رضی اللہ علیہم
اجمعین - ... نے اپنا زر و دولت و پارچات
انبار کا انبار صحابہ نے ... ثواب حاصل کیا - ابو عقیل
انصاری ایک عیالدار غریب مزدور تھا - صبح سے شام تک آب کشی
کرتا رہا جس کی اجرت دو سیر چھوہارے ملے - ایک سیر تو اپنے بال بچوں کو دیں
اور ایک سیر حضور کی خدمت میں داخل کیا - رسول امین رحمۃ اللعلمین صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چھوہاروں کو سب صدقات کے اوپر رکھا - اور
تعلیمی صحابہ سے جتلا دیا کہ اسلام اطاعت و فداکاری میں کثرت و قلت کو یکساں
سمجھتا ہے ... بلکہ ... قدردان ہے - پس عام چندہ محتاج مسلمانوں
کو سامان جنگ اور تیاری سفر کے لئے دیا گیا - اگرچہ موسم کی گرمی اور فاصلہ
کی دوری اور منافقوں کی شرارت نے ہر ایک کو بیدل کر دیا - اور بعض
کو رفاقت نبوی کی سعادت سے محروم رکھا - مگر پھر بھی تیس ہزار مسلمان جمع ہو گئے
جنہوں نے فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما
کی فضیلت حاصل کی ... تمام لشکر ظفر پیکر بعد قطع مراحل موضع
تبوک میں جو حدود شام پر واقع ہے پہنچا - تو مقابل کوئی نظر آیا - وجہ
یہ تھی کہ جنگ موتہ میں امیر خالد کے ماتحت تین ہزار غازی مسلمان ایک
لاکھ عیسائیوں کو ناکوں چنے چبوا چکے تھے - اب تو خاص فخر موجودات سرور
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ تھا اور عیسائی مخبروں کی زبانی سن چکے تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اور استقلال کا مقابلہ کوئی شے نہیں
کر سکتی - علاوہ اس کے گو بظاہر ہرقل حب دنیوی اور طعن و تشنیع کے خیال
سے اسلام کی تصدیق نہیں کرتا تھا - مگر اس کو متواتر اور لگاتار تحقیقات
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات نبوت اور تعلیم رسالت کے برخلاف
بھی کوئی وجہ نہیں سوجھتی تھی - غرض خواہ کوئی سبب ہو مگر اس مرتبہ عیسائیوں

۵ اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر ثواب عظیم میں برتری دی ہے -

ہار چکے تھے۔ آخر رسول اللہ کی اسی طاقت نے شکست یافتہ مسلمانوں کو پھر مجتمع کر دیا اور مخالفوں کو منہزم کیا۔

جنگِ طائف

بھگوڑے مخالف قلعہ طائف میں جا کر پناہ گزین ہوئے جو ایک سخت مضبوط قلعہ تھا جس میں سامانِ رسد ایک سال کے لئے جمع ہی تھا ہراول کی سخت ڈیوٹی پر خالد مقرر کئے گئے جس کے لئے قدرتاً وہ موزون تھے۔ طایف پر خالد وغیرہ اصحاب کبار نے بہت کچھ داد مردانگی دی اور فتح یقینی تھی کہ آں حضرت نے بمشورہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مراجعت مناسب خیال کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سال آیندہ کو یہ متمرد اور زبردست قوم خود بخود مشرف باسلام ہو گئی۔

جنگِ تبوک

نویں سال ہجری میں شام کے ایک قافلہ کی زبانی معلوم ہوا کہ ہرقل شاہ قسطنطنیہ نے جو یورپ کا زبردست بادشاہ تھا اور جس کی ماتحت تمام آرمینیا ایشیا کوچک مصر طرابلس کے علاوہ یوروپ کا بہت سا حصہ تھا اپنی ایک بہادر جنرل زیاد کو مدینہ پر لڑائی کے لئے روانہ کیا ہے اور یہ خیال کسی قدر قرین قیاس بھی تھا کیونکہ متمرد عرب جن کے ذریعہ عرب میں عیسائی مذہب کے پھیلنے [illegible] یورپ کے عیسائیوں کی تحریک اور امداد کے [illegible] کامیاب رہ چکے تھے اور جیسا کہ آجکل کے عیسائی اسلام کی ترقی کو دیکھ نہیں سکتے۔ افریقہ و دیگر ممالک میں اسلام کی ترقی کے رستہ میں کبھی ایک نہ ایک [illegible] پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی عربوں نے باوجود [illegible] اور امن و امان کا عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ [illegible] سے باز نہ آئے تھے اور اسلام کے مخالفوں سے در پردہ

[illegible] ہوئی۔ اور ہمسایہ قوموں سے
امداد چاہی مگر قریش کے سوا کسی نے بھی اجابت نہ کی۔ سرداران قریش مثل
عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان بن امیہ وغیرہ معہ (بنو) بکر فوج کے ڈھاٹھے باندھ کر
اور منہ چھپا کر [illegible] کرتے تھے [illegible] بنی خزاعہ میں سے بیس مقتول
اور سینکڑوں مجروح کر دیئے اور عہدنامہ حدیبیہ کا کچھ پاس نہ کیا ان کا خیال
تھا کہ ہمیں کوئی شناخت نہیں کریگا۔ اور بنی خزاعہ کی تباہی سے مسلمانوں کے
رسوخ اور طاقت کو نواح مکہ سے زائل کر دینگے جس سے ہمیں کئی ایک پولیٹکل
فوائد حاصل ہو جائیں گے۔ مگر نبی کریم صلعم کو تو اسی رات مدینہ منورہ میں بذریعہ
[illegible] عمرو بن سالم خزاعی چالیس۔ اور [illegible]
[illegible] مفصل حال عرض کیا تو سرداران خزاعی
کو [illegible] آنحضرت [illegible] و [illegible] وغیرہ دانہ [illegible] کیا۔ اور خود قریش کی
اس بیہودہ حرکت پر غور کرنے لگے۔ یہ عہد شکنی کوئی معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ قریش
نے علانیہ پیغام جنگ دیا تھا۔ اگر آنحضرت صلعم توجہ نہ فرماتے تو آئندہ اہل اسلام
کی دوستی اور رفاقت کا اعتبار جزیرہ نمائے عرب سے بالکل اٹھ جاتا اور اسلام
کے [illegible] اور حلیفوں کو کوئی اپنے ہاں ٹھکنے نہ دیتا اور اشاعت توحید میں سخت
رکاوٹ پیدا ہو جاتی مشرکین کا حوصلہ اور غرور بڑھ جاتا اور احتمال تھا کہ اگر مشرکین
مکہ کی اس جسارت کا انتقام نہ لیا جاتا تو پھر مدینہ سکینہ پر مثل سابق چڑھ آتے اور
نہیں تو لاکھوں کی جان [illegible] ناحق [illegible] کر لیجاتے جو مشرکوں کی
جرات اور مسلمانوں کے جبن کا قوی باعث ہو جاتا۔ بنظر حالات بالا کوئی شخص
بھی خواہ وہ کسی مذہب کا پابند ہو انکار نہیں کر سکتا کہ یہ لڑائی بنظر حفظ ماتقدم
کس قدر ضروری تھی۔ اور مشرکین کے اقوال بے ثبات نے اسکو کس قدر [illegible] کر دیا تھا
پس آنحضرت صلعم نے یقین کر لیا کہ مشرکین مکہ آرام لینے نہیں دیتے۔ ان کی
معاندانہ شرارتوں سے تنگ آ کر وطن مالوفہ کو الوداع کہا۔ مصائب سفر کو گوارا

تھے یکایک آپ نے فرمایا کہ زید شہید ہو گیا پھر جعفر پھر عبد اللہ کی شہادت کی خبر دی پھر ارشاد کیا کہ اب خدا کی شمشیروں میں سے ایک شمشیر (سیف اللہ) خالد بن ولید نے علم اٹھایا ہے اور خدا نے ان کے ہاتھ پر فتح دی ہے۔ اس روز سے خالد کا خطاب سیف اللہ پڑ گیا۔ جو بالکل موزوں تھا۔ اس کے بعد ہر ایک لڑائی میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفیق عتیق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد ہدایت مہد میں برابر سپہ سالار رہا۔

فتح مکہ

جنگ موتہ کے بعد سیف اللہ نے فتح مکہ میں اپنی خونخوار اور دشمن شکار طاقت کو دکھلایا جس کا باعث یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ میں منجملہ دیگر شرائط ایک شرط یہ بھی مابین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مشرکین کے قرار پائی تھی کہ ایک دوسرے کے دوستوں اور متوسل اقوام سے بھی میعاد مقررہ کے اندر لڑائی نہیں کی جائیگی۔ بنی خزاعہ کی قوم ابتدا سے بنی ہاشم کے ہم عہد اور طرفدار تھی۔ اور اسوقت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تھی۔ اور بنی بکر بن کنانہ مشرکین مکہ کے رفیق تھے اور ان دونوں قوموں میں سخت عداوت تھی اور کئی بار کشت و خون ہو چکا تھا۔ بعثت رسول اللہؐ کے سبب سے جملہ اقوام عرب کی توجہ اسلام کی طرف معطوف اور کچھ عرصہ کے لئے جنگ باہمی موقوف ہو گئی تھی۔ مگر صلح حدیبیہ کی میعادی صلح نے جو مسلمانوں کی طرف سے عربوں کو کچھ اطمینان دیا تو پھر قدیمی جہالت اور عداوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور ایک دوسرے کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی میں کوشش کرنے لگے۔

چنانچہ ایک دن بازار مکہ میں ایک بنی بکر نے ایک خزاعی کے رو برو اس کا دل دکھانے کے لئے حضرت رسول اللہ صلعم کی ہجو کی۔ خزاعی نے منع کیا وہ باز نہ آیا۔ خزاعی تھے ہی بس آکر مخالف کو سخت زد و کوب کیا جس پر

بے نظیر جنرل خالدؓ کی جنگی لیاقت اور شجاعت کا سکہ بھی عیسائیوں کے دلوں پر بیٹھ گیا
امیر خالدؓ اس سے پہلے موتہ کی لڑائی میں سمجھ چکا تھا کہ دشمن کی کثیر فوج کا مقابلہ ان
مٹھی بھر جانبازوں کے ساتھ تمام جنگی دستور سے ذرا مشکل ہے اس لئے امیر خالدؓ
نے دوسرے روز اپنی فوج کو مستطیل (مربع) کی شکل میں کھڑا کیا جو کہ یورپ میں
آج کل ایک اعلیٰ قانون جنگی تصور کیا جاتا ہے اور جس کے قلعہ کو کوئی زبردست
سے زبردست رسالہ بھی نہیں توڑ سکتا ۔ دراصل زمانہ میں سب سے پہلے اس قاعدہ
کو امیر خالدؓ نے ہی صرف اپنی جنگی خداداد ذہانت سے سوچ کر اختراع کیا تھا ۔
لڑائی کے شروع ہوتے ہی پہلے مخالفوں نے سر توڑ کوششوں سے حملے کئے مگر اس آہنی
فوجی قلعہ کو توڑ سکنے کی بجائے نقصان شدید اٹھا کر پسپا ہوتے رہے ۔

دوراندیش اور مدبر جنرل امیر خالدؓ نے جب دیکھا کہ دشمن پے در پے حملوں
سے تھک گیا ہے فوراً شیر کی طرح جھپٹا اور تیر حملہ کیا کہ دشمن کو حواس باختہ
کر دیا ۔ نوک سنان اور تلوار کی دھار کے آگے مخالف فوج کو رکھ لیا اور گاجر
مولی کی طرح کاٹنا شروع کیا ۔ دشمن بھاگ نکلا ۔ مسلمانوں نے پیچھے دور تک تعاقب
کیا اور جمعیت مخالف کو بالکل پراگندہ کر دیا ۔ ہزاروں مقتول و مجروح و اسیر کئے
گئے ۔ چونکہ یہ غزوہ محض ایلچی اسلام کے قتل کے انتقام کے لئے کیا گیا تھا ۔ جو
باحسن وجہ پورا کر لیا گیا ۔ اس لئے امیر خالد رضی اللہ عنہ سالماً حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی خدمت بابرکت میں مدینہ منورہ واپس حاضر ہوا اور اسلامی شمشیر کا
رعب عیسائیوں کے دلوں میں جم گیا ۔

امیر خالد رضی اللہ عنہ کو خطاب سیف اللہ کا عطا ہونا

جس وقت لشکر مجاہدین میدان موتہ میں لڑ رہا تھا اور ابھی تک مدینہ میں کوئی
خبر نہ آئی تھی کہ آنحضرت صلعم مدینہ میں اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے
تھے اور محض اشراق نبوت سے میدان جنگ کا ملاحظہ کر کے لوگوں سے فرما رہے

اور میں نے علم بھی صرف تمہارے لئے ہی اُٹھایا تھا۔ پس امیر خالد رضی اللہ عنہ نے
حَسبیَ اللہ نِعمَ الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر پڑھکر علم لے لیا۔
اور یہ ان کی سب سے پہلی اسلامی کمان تھی۔ مگر یہ کمان ایسے اَڑے اور
مشکل وقت میں ملی کہ عیسائی بہادر فوجوں کی صولت و شدت اور چند بہادر
سرداران اسلام کی پے درپے شہادت نے مسلمانوں کو ہلا دیا اور ایسی مایوسی
کا جو نتیجہ عموماً ہوتا ہے وہ آخر اسلامی لشکر میں ظاہر ہو پڑا کہ مسلمان بھاگ
نکلے ایسے وقت میں صرف امیر خالد کے استقلال بہادرانہ اور تدبیر شجاعانہ
ہی کا کام تھا کہ ایک طرف تو مقابلہ میں ڈٹا رہا اور دشمن کو اس شکست سے فائدہ
اُٹھانے نہ دیا اور دوسری جانب اپنی پراگندہ اور قلیل فوج کو جوش و غیرت دلاکر
میدان میں لاکھڑا کیا اور اپنی فوق العادۃ شجاعت سے شمشیر آبدار کے ساتھ
کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں چکر لگاتا اپنی فوج
کو سمبھالتا دشمن کو کاٹتا بجلی کی طرح کوندتا شیر ببر کی طرح دھاڑتا ہوا نکل جاتا۔
جدہر حملہ کرتا تھا صفوں کی صفیں الٹ دیتا تھا۔ عیسائی بہادروں نے بھی دل
کھول کر مقابلہ کیا اور مسلمانوں کی صفوں کو کئی بار بے ترتیب اور متزلزل
کر دیا مگر ان کی۔ مگر ان کی قومی جرارت و مذہبی جوش امیر خالد کی مشہور جستی و چالاکی
و تندی و شجاعت کا مقابلہ نکر سکا اور نہ خالدی سطوت کے سامنے اپنی قواعد
دانی اور عمدہ سامان جنگ سے کچھ فائدہ اُٹھا سکے۔
اس روز امیر خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں تھیں اسی سے
امیر خالد کی کوشش اور کشش کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ بھلا ایسے دشمن کش
سختی کش جنرل سے کوئی عہدہ برا ہو سکتا ہے؟ یا بازی جیت سکتا ہے؟ نہیں
ہرگز نہیں۔ شام تک کشت و خون کا بازار گرم رہا مگر کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ سر شام
طرفین کو اپنے اپنے کیمپ کی طرف جانا پڑا اگرچہ عیسائی بہادروں نے مسلمانوں کو
سخت نقصان پہنچایا۔ مگر اہل اسلام کے غازیانہ صبر و استقلال اور ان کے

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اس وقت تین روز سے بھوکا تھا اس کے چچازاد
بھائی نے کچھ گوشت پکا ہوا دیا تھا۔ ابھی عبداللہ نے منہ میں ہی رکھا تھا کہ جعفر کی
شہادت کی خبر سن پائی جس کے سنتے ہی قومی ہمدردی کے جوش میں گوشت
منہ سے باہر نکال پھینکا۔ اور کہنے لگا کہ افسوس جعفر تو دنیا سے چل بسے اور میں
دنیا کے دھندوں میں لگا رہوں چونکہ عموماً ایسے موقعوں پر اسباب تعلقات دنیوی
کی محبت اور خیالات مانع حصول شہادت ہوا کرتے ہیں اور ان کی جدائی شاق
گذرتی ہے۔ عبداللہ جو ایک امیر صاحب جائداد تھا فوراً غلاموں کو آزاد باغ بستان
وغیرہ جائداد غیر منقولہ و منقولہ کو اسلامی کاموں کے لئے وقف کر دیا۔ آزاد مجرد ہو کر
نفس کو کہا کہ بتلا اب تیرا کیا باقی رہا جس کی جدائی کا تجھ کو افسوس ہو شہادت
سے بھاگنا اچھا نہیں پس بسم اللہ پڑھ کر اور علم سرداری کو اٹھا کر دشمن کی فوج
پر ٹوٹ پڑا اور افضل الناس ہو کر یجاہد فی سبیل اللہ بنفسہ و
مالہ کی فضیلت حاصل کر کے اور بہتوں کو مار کر شہید ہوا انا للہ و انا الیہ
راجعون۔ عبداللہ کی شہادت کے بعد ثابت انصاری نے علم اٹھا لیا اور بہادرانہ
مقابلے دشمن کو بڑھنے کا موقعہ نہ دیا مسلمانوں کو کہا کہ جلدی اپنا امیر منتخب
کر لو۔ اہل اسلام نے خالد بن ولید کو کہ جس کی بہادری کا سکہ دلوں میں بیٹھا ہوا تھا
امیر انتخاب کیا مگر خالد جو اسلامی تنویر و نبوی تعلیم کے سبب سے ماتحت و افسر
کی مجاہدانہ کوششوں میں کوئی فرق نہیں جانتا تھا اور قرآنی فیض نے اس کے
دل سے حب جاہ کو نکال کر محبت الٰہی کے سوا اور کسی چیز کی گنجائش ہی نہیں
رکھی تھی۔ ثابت سے کہنے لگا کہ آپ مجھ سے بڑے اور جنگ بدر میں حاضر ہو چکے
ہیں۔ آپ کے ہوتے میں امارت کا مستحق نہیں ہوں۔ اور بہ نسبت افسری کے
ایک عام سپاہی خادم اسلام ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں منصف مزاج ثابت
نے کہا کہ پیدائشی بہادر تم ہو شہسواری جانثاری کارروائی تجربہ کاری تجھ پر ختم ہے

سنہ ۸ ہجری [illegible] اشاعت میں ہی جان [illegible] کو ترجیح کرتا ہے

آخر لڑائی شروع ہوئی۔ زید بن حارثہ سردار لشکر اسلام بعد ترتیب دہی فوج علم لیکر میدان میں نکلا اور شجاعت اور فن شہسواری کی داد دیکر حملات متواترہ کرنے لگا۔ لیکن عیسائیوں کی بہادر تیر اندازیوں کی قدر دانی اور سخت تیر باراں نے کوئی فائدہ اٹھانے نہ دیا اور تیروں سے زید کا بدن چھلنی ہو گیا۔ مگر اس بہادر نے مقابلہ سے منہہ نہ موڑا اور فوج کو عمدگی سے لڑاتا رہا۔ آخر کثرت جراحت سے کم طاقت ہو کر گھوڑے سے گرا اور راہی فردوس بریں ہوا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ راجِعون

زید کے شہید ہوتے ہی جعفر بن ابیطالب نے فوج کی کمان لی اور اپنی ذاتی اور آبائی بہادری کے جوہر دکھا کر عیسائی بہادروں کو دنگ کر دیا۔ حملہ میں جعفر کا گھوڑا بے کیا گیا مگر اس کی جبلی ہاشمی جرأت پر کوئی اثر نہ پڑا پیادہ ساتھ سے زیادہ شیر ہو گیا۔ اور اپنے چند اصحاب کو ساتھ لیکر دشمن کے ٹڈی دل میں جا گھسا کہ کسی مخالف نے تلوار کے وار سے جعفر کا داہنا ہاتھ اڑا دیا۔ علم کو جعفر نے بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور بدستور مقابلہ پڑتا رہا۔ کہ اتنے میں کسی اور مخالف نے بائیں ہاتھ کو بھی قلم کر دیا۔ اسلام کے جان نثار جعفر طیار نے جو شہادت کے نشہ میں چور ہو رہا تھا علم محمدی کو چھاتی سے لگا لیا۔ اور ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا۔ اور آیندہ نسلوں کے لئے بے مثل شجاعت اور استقلال کی ایک بیش قیمت اور مفید نظیر چھوڑ گیا۔ گو بیدست و بے علاج تھا مگر اپنی کمالات افسری کے فرائض منصبی کے بجا لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہوتا تھا کہ کسی دشمن نے ضرب شمشیر سے جعفر کے دو ٹکڑے کر دئے۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہ راجعون۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جعفر کی لاش پر پچاس زخم شمار کئے تھے جو سب کے سب اگلی طرف تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ دشمن کو پیٹھ ہرگز نہیں دکھائی۔ یہ اسلامی شجاعت اور ہاشمی جوش کا ایک نمونہ تھا۔ جو جعفر رضی اللہ عنہ دکھا گئے۔ اور افضل الجہاد[1] ان یعقر جوادہ و یھراق دمہ کی تعمیل کر گئے۔

لہ حدیث۔ اعلیٰ درجہ کا جہاد یہ ہے کہ غازی [illegible]
[illegible] ہو کر میدان جنگ میں گزرے (صحیح)

صف آرا ہوا۔ اب مخالف فوج کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی ۔ اور مسلمان صرف تین ہزار تھے ۔ ضرور آجکل کے نوجوانوں کو تعجب یا مبالغہ معلوم ہوگا کہ تین ہزار کا ایک لاکھ سے کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے ۔ مگر علاوہ دیگر بیشمار اسلامی نظائر کے ذرا ہندوستان کی تاریخ کو دیکھیں تو اطمینان کر سکتے ہیں سلطان محمود غزنوی بت شکن رحمتہ اللہ علیہ کا اٹک کے قریب راجگان ہند کی متفقہ فوج تین لاکھ کو بیس ہزار سے شکست دیکر ہندوستان میں اسلام کی بنیاد ڈالنا اور سلطان ظہیر الدین بابر کا رانا سانگا کو معہ اس کی ساڑھے تین لاکھ فوج کے دس ہزار چیدہ مجاہدین سے پامال کرنا اور سلطان احمد شاہ ابدالی کا مرہٹوں کے غرور اور طاقت کو پانی پت کے مشہور میدان میں ایک ساتویں حصہ فوج کے ساتھ مٹا کر خوش قسمت انگریزوں کے لئے ہندوستان کی سلطنت کا راستہ صاف کرنا ایسی تصریح نظائر ہیں کہ عربی خون کے تہور کی نسبت کوئی وجہ تعجب باقی رہنے نہیں دیتی حالانکہ یہ لوگ اصحاب رسول کے جوش اور حمیت اسلامی کی برابری نہیں کر سکتے تھے ۔ وہ تو بانی اسلام ہادی انام کے خاص فیض یافتہ تھے ۔ وہ الجنۃ تحت ظلال السیوف (جنت الفردوس زیر سایہ شمشیرست) پر بلا تاویل دل سے یقین رکھتے تھے ۔ اور ان کو خدا کے پاک کلام پر ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص[سے] پر پورا وثوق تھا ۔ انہوں نے بارہا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت میں کلام معجز نظام کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ[سے] کی صداقت کا مشاہدہ عینی کر لیا تھا ۔ پس ایسے خدا پرست جان فروش بہادروں کی نگاہ میں دشمن کی کثرت کیا وقعت رکھ سکتی تھی اور انکی دینی شجاعت پر کیا اثر ڈال سکتی تھی ۔

[سے] ۔ خدا ان لوگوں سے ضرور پیار کرتا ہے جو اسلام کی حمایت میں دیوار آہنی کی طرح جم کر بلا لغزش لڑتے ہیں (سورۂ صف پارہ ۲۸)

[سے] ۔ اکثر تھوڑے جتھوں پر غالب ہوئے اللہ کے حکم سے (سورۂ بقر پ ۲ ع ۱۶)

خالد کو اسلام لائے دو ہی ماہ گذرے تھے کہ موتہ کو لشکر اسلام بھیجنا پڑا۔ موتہ حدود
شام میں بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک شہر تھا جہاں کے
حاکم شرجیل گورنر قیصر روم نے آنحضرتؐ کے ایلچی حارث بن عمیر کو مار ڈالا
تھا جو کہ حاکم بصریٰ واقع شام کے پاس جا رہا تھا۔ حالانکہ ایلچی کا مارنا کسی مذہب
اور قانون میں درست نہیں تھا۔ اور یہ ایسا واقعہ تھا کہ جس کا انتقام انتظام
آئندہ کے لئے نہایت ضروری تھا ورنہ مسلمان تاجروں مسافروں کا غیر ممالک
میں چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا اس لئے ساتویں سال ہجری میں تین ہزار صحابہ
تقدس مآب کا ایک لشکر مرتب کرکے بسرکردگی زید بن حارثہ اپنے غلام آزاد
کے موتہ کو روانہ کیا اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابی اور خاندانی رؤسا
مثل اپنے چچازاد بھائی جعفر بن ابیطالب۔ عبداللہ بن رواحہ۔ عبداللہ بن
عمر۔ خالد بن ولید کے زید کے ماتحت کر دیئے۔ جس کا تعلیمی نتیجہ یہ تھا کہ اسلام
غلام اور اصیل کی تفریق کو مٹانے والا ہے اس کا اصل الاصول اور بے نظیر
قانون ان اکرمکم للتقویٰ[1] ہے یعنے شرافت پرہیزگاری پر موقوف ہے۔ وہ
خویش و بیگانہ میں ہرگز ہرگز تمیز روا نہیں رکھتا۔ وہ ایک خدائی نعمت ہے جس
کے حصول کے بعد کالے گورے کا کوئی فرق نہیں رہتا۔ آنحضرتؐ نے چلتے وقت
کہہ دیا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائے۔ تو جعفر بن ابیطالب فوج کی کمان کرے اور
اس کی شہادت کی صورت میں عبداللہ بن رواحہ اور بعد ازاں مسلمان جس کو
چاہیں امیر بنا لیں یہ رسول خدا کی ایک پیشینگوئی تھی۔ جو بعینہ مطابق فرمان
ظہور میں آئی۔ مسلمانوں نے جاتے ہی دشمن کے ہراول کو شکار کر لیا اور شرجیل
گورنر کے بھائی سدوس کو مار لیا شرجیل قلعہ بند ہو گیا۔ مگر آخر عیسائی شاہی
فوج کے پہنچنے اور نصرہ عرب کی کمکی فوج کے آملنے سے میدان میں نکل کر

---

[1] اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۱۲

تھی اور بارہا فرما چکے تھے۔ کہ اگر خالد اسلام لا کر اپنی شجاعت اور بہادری کو تقویت
اسلام پر صرف کرے تو بہتر ہو۔ اور وہ اوروں سے بڑھ کر رہے گا۔
سبحان اللہ جو کچھ آنحضرت نے بطور پیشین گوئی زبان دُرفشاں سے فرمایا تھا
اسی طرح معرض ظہور میں آیا۔ اسلام بھی لایا۔ اور اسلام کو تقویت بھی بڑھا دی۔
یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلعم خالد کی خاص انتظار مسجد نبوی میں کر رہے تھے۔
کہ ولید نے اپنے بھائی خالد کو جلد حاضر ہونے کی تاکید کی۔ خالد بعد تبدیل لباس
حاضر خدمت ہوا اور السلام علیکم یا رسول اللہ کہا۔ آنحضرت نے شادان و فرحاں
جواب دیا۔ خالد نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
یعنی سوائے اللہ کے اور کوئی لائق عبادت نہیں اور تو بلاشک اس کا سچا رسول ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَاكَ لِلْاِسْلَامِ
(سب حمد و ثنا اس معبود حقیقی کو سزاوار ہے جس نے تجھ کو اسلام کی ہدایت کی)
میں جانتا تھا کہ تم زیور عقل سے آراستہ ہو۔ اسی سے امیدوار تھا کہ تم ضرور
مسلمان ہو جاؤ گے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے جناب کی بہت
سی مخالفت کی ہے۔ دعا کیجئے کہ سابقہ گناہ معاف ہوں اور آئندہ اسلام کی
خدمت میں ساعی رہوں۔ آنحضرت نے دعا کی۔ خالد جیسے نامور و بہادر
سرداروں کا کمال تحقیق و تدقیق اور غور و فکر ہی کے بعد مسلمان ہونا اشاعت
اسلام کی وجہ محض حقانیت قرار دینے کے لئے کافی ثبوت ہے۔ یہ واقعہ آٹھویں
سال ہجری کا ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ کی فتوحات

جنگ موتہ

رحمۃ للعالمین رسول امین کی اجابت دعا کا جلدی ہی اثر ظاہر ہونے لگا یعنی

سرداران قریش کو اسلام کی دعوت کرنے لگا۔ صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابوجہل اپنے چچا زاد بھائی کے بیٹے کو اسلام لانے اور تلافی مافات کرنے کے لئے کہا۔ مگر افسوس کہ دونوں نے سخت انکار کیا۔ ابوسفیان رئیس مکہ نے یہ بات سنکر خالد اور عکرمہ کو بلایا اور خالد کو طنزاً کہا کہ کیا تو بھی مسلمان ہو گیا؟ اگرچہ ابتک خالد نے اسلام ظاہر نہیں کیا تھا مگر اس بیچے بہادر کی شجاعت نے یہ تقاضا نہ کیا کہ جس امر کو وہ صحیح اور درست مان چکا تھا اس سے اوروں کی طرح صرف خوف سنان یا کلام سے انکار کر دے اور اس بزدلانہ تقیہ سے بھی مردانہ شہور اتہ لائف پر بدنما دھبہ لگائے۔ اسلئے صاف اقرار کر لیا جس نے سنتے ہی ابوسفیان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور خالد پر وار کرنے کو جھکا کہ عکرمہ بیچ میں آگیا اور جرأت کہا کہ خبردار خالد تو ایک طرف رہا میں ہی دیکھیاں اڑادونگا۔ قریش اپنی اپنی رائے میں آزاد ہیں خالد بھی کسی کا پابند و مقید نہیں عکرمہ کی اس جادو بھری اور تائیدی تقریر نے خالد کے جوش کو ابھار دیا اور شمشیر کند گئی۔ اس کے بعد نڈر خالد نے ہر ایک عام مجمع قریش میں بےخوف وخطر اسلام کی صداقت پر پرزور لکچر دینے شروع کئے اور مخالفوں میں سے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اس شیر ببر کے سامنے آسکے اور کچھ مزاحمت کر سکے۔ جب خالد نے دیکھا کہ مشرکوں کو پند و نصیحت بے سود ہے۔ تو تاآخید ہو کر اپنے دوست عثمان بن طلحہ عبدری کلید بردار کعبہ معظمہ کو ساتھ لے کر مشرکوں کے سامنے روز روشن میں مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوا۔ راستہ میں عمرو بن العاص خالد کا پورانا رفیق اور مشہور دانا سردار بنی سہم نجاشی شاہ حبش کے پاس سے آتا ہوا ملا۔ جو مشرکین مکہ کی طرف سے سفیر بنکر مسلمان مہاجرین کو حبش سے نکلوانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اب یہ برکات اسلام سے متاثر ہو کر مدینہ کو اسلام لانے کے لئے جا رہا تھا۔ پس تینوں سردار مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلعم کو بہت خوشی ہوئی اور فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشہ تمہاری جانب بھیجدئے ہیں مگر خالد کے آنے کی زیادہ خوشی ہوئی جس کے مسلمان ہونے کی پیشین گوئی آپ…

دیتی تھی۔ ایک یتیم و بیکس اُمی مفلس کا ہزاروں مغرور و سرکش بہادر بارعب عیاش سرداران عرب کو سیدھی سادی تعلیم سے حلیم۔ متواضع۔ منکسر۔ زاہد۔ مرتاض موحد۔ خدا پرست۔ ہمدرد قوم بنا لینا سوائے تائید ایزدی اور توفیق ربانی کے ممکن معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور اہل اسلام کا باوجود جلاوطنی بے سروسامانی اور سخت تکلیف اٹھانے اور بلا کسی قسم کی ظاہری امید کے خویش و اقارب مال و دولت کو ترک کرنا اور اپنے ہادی برحق کا ساتھ نہ چھوڑنا اور خلوص دلی سے اسلامی ہدایات کا پابند ہو کر اپنے تقدس و ورع کا اعلیٰ نشان دکھلانا صرف بشری طاقت و تعلیم سے بہت ہی بڑھ کر معلوم ہوتا تھا۔ جہاں تک وہ سوچتا تھا اسکو اسلام کی پرصداقت تعلیم انسانی تہذیب و کمال کے لئے ایک مکمل و اکمل معلم اور نیز جملہ ادیان سے بہتر اور افضل نظر آتی تھی۔ آنحضرتؐ کے اخلاق اور ابتدائے عمر سے لیکر اب تک کے جملہ واقعات پر جب نظر عمیق ڈالتا تھا تو دعوے نبوت کی راستی کے سامنے سر تسلیم خم کئے بغیر کچھ بن نہ پڑتا تھا وہ سمجھ چکا تھا کہ بقول قریش نہ وہ ساحر ہے نہ کاہن وہ صرف موید من اللہ ہے جس کا تائیدی ثبوت اس کے قول و فعل میں ہمیشہ پایا جاتا ہے عمرۃ القضا کے وقت حسب وعدہ خالد بھی مشرکین کے ساتھ مکہ سے نکل گیا تھا۔ اس کے مسلمان بھائی ولید بن ولید نے خالد کی تلاش کی مگر وہ نہ ملا۔ ولید نے بھائی کو خط لکھا اور اسلام کی ترغیب دی اس خط نے خالد کے خیالات میں ایک جدت پیدا کر دی اور فطرتی مادہ کا جوش اب موجزن ہو گیا چند اصیل بیش قیمت گھوڑے بطور نذرانہ امیرانہ شاہ رسل کی خدمت بابرکت میں مدینہ روانہ کر دیے اور اپنی جبلی اولالعزمی سیر چشمی بلند نظری عالی ہمتی کا پورا ثبوت دیا۔ بھلا ایسا بیباک بہادر ایمان خفیہ کب رکھ سکتا تھا اور جس صداقت کو اس نے عرصہ کی تلاش اور غور کے بعد ہر ایک قسم کی کسوٹی پر پرکھ لیا تھا اور خالص بلا غش دیکھ لیا تھا اب اس کی راستی کا اظہار بھی کرنا شروع کر دیا۔

شہادت کے سوا اور کچھ فائدہ نہ دیا۔ عام مسلمان فاتح بنکر اطمینان سے کفار کے ڈیروں کو لوٹ رہے تھے اور خاص محتاط اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین
فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ
کی تعمیل میں قتل کفار سے میدان کارزار کو لالہ زار بنا رہے تھے کہ یکایک غضب سے خالد بجلی کی طرح آگرا۔ اور ایسی غیر معمولی تیزی کے ساتھ حملہ کیا کہ مسلمان اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے میدان چھوڑنے اور پہاڑ پر جمع ہونے پر مجبور ہوئے مشرکوں کو یہ آخری عالیشان فتح محض خالد کی لیاقت اور جرات سے حاصل ہوئی تھی۔

خالد کا اسلام لانا

اس فتح کی کامیابی کا عموماً نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ خالد ایک فتحمند جنرل کی طرح غرہ ہوتا۔ اتراتا۔ مخالفت میں سابق سے زیادہ حصہ لیتا۔ مگر صداقت بھی ایک ایسی شے ہے جو سخت سے سخت مخالفوں کے دلوں کو بھی ہلا دیتی ہے۔ اسلامی صداقتوں نے آخر اس مظفر و منصور سردار کے دل پر بھی اپنی مقناطیسی کشش کا اثر ڈالنا شروع کر دیا اور خالد خود بخود مسائل جا بلانہ میں دھیما پڑ گیا۔ فطرت نے جو نور ہدایت خالد کی طبیعت میں ودیعت رکھا تھا بمصداق کُلُّ اَمۡرٍ مَّرۡہُوۡنٌۢ بِاَوۡقَاتِہَا اب اس کے ظہور کا وقت قریب آنے لگا۔ یہ نور صلح حدیبیہ کے بعد زیادہ چمکنے لگا اور خالد ایک عقلمند فلاسفر کی طرح آنحضرت صلعم کے حالات۔ عادات معاملات تعلیم وغیرہ پر غور کرنے لگا اور اسلام کی حقیقت کو ٹٹولنے لگا اس کو آنحضرت کی مقدس زندگی تمام انسانی آلائشوں سے مبرا و منزہ نظر آتی تھی اور اسلامی کامیابی ایک انسانی طاقت اور بناوٹ سے بہت ہی اونچی دکھائی

سورہ محمد پارہ ۲۶ ترجمہ [illegible] قتل کر دو یہاں تک کہ وہ چور ہو جائیں پس قید کر لو یا تو محض احسان رکھ کے یا فدیہ لے کر چھوڑ دو یہاں تک کہ ضرورت قتال نہ رہے یعنی

ہونہار سپہ سالار اور مہیب فتح نصیب جنرل منتخب کرلیا۔ اور اس ربانی انتخاب کو خالد نے آنحضرت اور ان کے لائق جانشین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد حقانی عہد میں اپنی فوق العادت طاقت اور شجاعت اور لاثانی جنگی لیاقت سے دنیا کی مشہور زبردست قدیمی سلطنتوں کو پاش پاش کرکے بالکل صحیح و درست ثابت کردیا۔ اور بہادران عالم کو ہمیشہ کے لئے حیران و ششدر بنا دیا۔ خالد کے قبل از اسلام بہادرانہ واقعات کو مورخین اسلام نے غالباً کم لکھا ہے۔ جنگ احد میں مشرکین مکہ کی فتح بعد شکست صرف خالد کی تدبیر و استقلال عزم و شجاعت کا نتیجہ تھا۔ احد کی لڑائی کے شروع ہونے سے پیشتر ہی خالد نے ایک ہوشیار اولو العزم جنرل کی طرح میدان جنگ کی بخوبی دیکھ بھال کرلی تھی۔ اور مفید جنگی موقعوں کو اپنے ذہن نشین کرلیا تھا۔ لشکر اسلام کے پس پشت ایک پہاڑ کا درہ تھا جہاں پر پچاس تیرانداز مسلمان مقرر کئے گئے تھے۔ اور وہاں سے نہ ہلنے کی سخت تاکید کی گئی تھی۔ لڑائی کے شروع ہوتے ہی خالد نے چاہا کہ درہ سے گذر کر مسلمانوں پر حملہ کرے۔ مگر مسلمان تیراندازوں کی ہوشیاری اور سخت تیر باری نے اس وقت کامیاب ہونے نہ دیا۔ میدان جنگ میں اسلامی بہادروں نے مشرکوں کے بہادر علم بردار اور مشہور شہسواروں کو چن چن کر تہ تیغ کر ڈالا اور مخالفوں کو ہیبت زدہ اور حواس باختہ کرکے ان کے مورچوں سے ہٹا دیا۔ بلکہ کیمپ پر جا ہاتھ مارا۔ اور ان کے ڈیروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کردیا۔ مگر اس وقت میں بھی خالد کی چستی و چالاکی ہمت و تدبیر میں ذرا فرق نہ آیا اور یہ سوچ کر کہ اب درہ مذکور سے فائدہ اٹھانے کا موقع آپہنچا ہے اپنے چیدہ دستہ سواروں کو ساتھ لیکر درہ میں جا گھسا اور جیسا کہ خالد نے خیال کیا تھا درہ کو مسلمان تیراندازوں سے خالی پایا۔ کیونکہ فتح کی خبر پاتے ہی مسلمان تیرانداز متعینہ درہ غنیمت میں جا شامل ہوئے تھے۔ صرف ان کا افسر معہ دس ہمراہیوں کے وہاں رہ گیا تھا جن کے غازیانہ مقابلے نے ان کی ذاتی

نعمائے آلہی کے ممنون و شاکر نہ تھا - اور جیساکہ عام دنیاپرست دولتمند ہوتے ہیں
خدا کا ناسپاس تھا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں جس قدر مظالم منصوبے
کئے جاتے تھے وہ عموماً اسی ولید کے دماغ کا نتیجہ ہوتے تھے - اور باوجودیکہ
اپنی فراست و ذہانت ذاتی سے بخوبی سمجھ چکا تھا کہ اسلام حق ہے - اور قرآن
مجید کے مقدس اور متاثر کلام کو سنکر انسانی کلام سے بالاتر جان چکا تھا مگر صرف
دولت کے غرور اور قریش کے لیڈر ہونے کے چند روزہ گھمنڈ نے جیساکہ عموماً
دنیاوی چھوٹے لیڈروں میں ہوا کرتا ہے - اس کو راہ راست پر نہ آنے دیا -
اور نہ مشرف باسلام ہونے دیا - چونکہ خدا کی ناسپاسی اور صداقت کی مخالفت
ایک ایسی بات ہے کہ نتیجہ دیئے بغیر نہیں رہتی - اسلئے ولید کو بھی اس زبردست
اور اٹل قانون سے بچنا نصیب نہ ہوا - اور سب کارخانہ خاک میں مل گیا - ولید
کی اولاد میں سات مشہور بیٹے تھے - سفیان - عاص - قیس - عبد الشمس تو بتقلید
ولید آبائی جہالت کو نہ چھوڑ سکے - مگر ولید بن ولید - ہشام - عمارہ - خالد مسلمان
ہوکر باعث تقویت اسلام ہوئے - خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن
عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب کی ماں کا نام لبابہ صغریٰ بنت حارث
الہلالیہ تھا - جو خواہر لبابہ کبریٰ (ام فضل) زوجہ حضرت عباس عم رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور ہمشیرہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تھی -

خالد کو بچپن میں دستور قریش کے مطابق رسمی تعلیم کی طرف متوجہ کیا گیا لیکن
طبیعت کا رجحان شہسواری کی طرف زیادہ مائل تھا - جس میں کہ آخر وہ دنیا
کا ایک مشہور باکمال بے نظیر جرنیل نکلا اور جس کی بدولت ہر ایک زمانہ اور ہر
ایک حالت میں جہاں رہا ممتاز و سرفراز رہا قبل از اسلام تمام لڑائیوں میں
خواہ وہ اسلام سے ہوئیں یا دیگر اقوام عرب سے سواروں کی کمان خالد ہی کے
سپرد ہوتی تھی - اور شجاعت کا تمغہ اسی ہمیشہ بہادر کے زیب گلو رہتا تھا - اسلام
کے لاتے ہی دو ماہ بعد قدرت نے خود بخود خالد کو جنگ موتہ میں مسلمانوں کا

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں پشت میں سمی مرہ گذرا ہے جس کے تین بیٹے تھے۔ ایک کلاب جو آنحضرت کا مورث اعلیٰ تھا۔ دوسرا تیم جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جد بزرگ تھا۔ تیسرا یقظہ تھا جس کا بیٹا مخزوم قریش میں کثیر الاولاد و فارغ البال گذرا ہے۔ بنی مخزوم کا مشہور قبیلہ اسی شخص کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ مخزوم کی نسل میں بڑے معتبر قریش میں مشہور سردار اور بہادر شہسوار گزرے ہیں۔ چنانچہ فوج سوار اس کے ماتحت ہوتی تھی اور اس کا لقب صاحب الاعنہ پڑ گیا تھا۔ آنحضرت کے عہد میں اس کا بیٹا ولید بن مغیرہ قریش میں فصاحت۔ لیاقت۔ ملاحت۔ تجارت۔ زراعت۔ دولت و حشمت ریاست و امارت میں نہایت مشہور تھا۔ اسی باعث سے اسکو وحید القوم (یگانۂ قوم) کہا جاتا تھا۔ اور بلحاظ خوبصورتی اور عام خوش اخلاقی کے ریحانہ قریش (گل قریش) کہلاتا تھا۔ سیکڑوں باغ و بستان اور ہزاروں مویشی گھوڑے رکھتا تھا۔ تجارت کا یہ حال تھا کہ بزازی سے لیکر اسپرات تک اس کی تجارتی کوٹھی سے ہر وقت مل سکتے تھے۔ اس کے ایجنٹ مختلف ممالک میں رہتے تھے اور تجارت کرتے تھے۔ اس کے خزانہ میں ہر وقت ایک لاکھ زیادہ سرخ اور دس لاکھ روپیہ نقد موجود رہتا تھا۔ مگر باوجود اس قدر فضل ایزدی اور

عنہم کے جملہ غزوات دفاعی۔ انتقامی یا حفظ ماتقدم کے لئے تھے۔ اور سب میں اشاعت توحید باریتعالیٰ کے سوا اور کوئی غرض نہ تھی۔ دوم یہ خیال بھی ہے کہ جو لوگ عربی کی ضخیم کتابوں کو پڑھ نہیں سکتے یا خرید نہیں سکتے ان کے لئے سہولیت بہم پہنچائی جائے۔

چونکہ اس سے پہلے کوئی کتاب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے حالات میں پائی نہیں جاتی تھی۔ اس لئے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ راقم کو کس قدر کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑا ہوگا۔ یہ کتاب سنہ ۱۳۱۳ھ میں لکھی گئی تھی۔ جبکہ فقیر عالیجناب قاضی محمد اسلم خان صاحب سی ایم۔ جی سابق ڈپٹی کمشنر حصار۔ حال سیشن جج جہلم کے زیر سایہ فارغ البال تھا۔ چنانچہ اس کے ابتدائی اوراق اخبار چودھویں صدی راولپنڈی ۱۸۹۵ء میں بھی طبع ہو چکے ہیں۔

اگر توفیق الٰہی شامل حال رہی تو اور اسلامی بہادروں کی سوانح عمریاں بھی قوم کی خدمت میں پیش کی جاویں گی۔ السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

راقم

کرم الٰہی (صوفی)

ہاتھوں میں چلی جاتی ہے اور عالم کی قدر دانی سے اشاعت میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ اس طریق سے تاریخی وسعت کے علاوہ موجودہ اور آئیندہ نسلوں کے دلوں میں قوم اور ملک کی خدمات کرنے کا زبردست جوش پیدا ہوتا ہے جو ترقی کی جڑ ہے اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ جس قدر بہادر ظفر جنگ مسلمانوں میں گذرے ہیں۔ اس قدر اور کسی قوم میں نہیں گذرے۔ اگر یونانی سکندر۔ تاتاری چنگیز خان فرانسیسی پنولین۔ انگریز ولنگٹن پر فخر کر سکتے ہیں تو مسلمان حضرت خالدبن ولید۔ حضرت سعد وقاص۔ عمرو عاص۔ عقبہ بن نافع فہری۔ حسان بن نعمان غسانی۔ موسیٰ بن نصیر۔ طارق بن زیاد عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی۔ منصور اندلسی۔ مہلب بن ابی صفرہ۔ قتیبہ۔ ابن مسلم۔ الپ ارسلان۔ نورالدین زنگی۔ صلاح الدین۔ محمود غزنوی۔ یوسف بن تاشفین مراکوی۔ شہاب الدین غوری۔ تیمور لنگ۔ سلطان سلیمان ترک کی فتوحات پر ناز کر سکتے ہیں۔ ان میں سے اکثر وہ اصحاب ہیں جو محض قومی خدمت کے لئے ایمانی طاقت اور نورانیت کی وجہ سے ہر ایک موقعہ پر مقدسانہ ورع اور بزرگانہ فتح۔ بہادرانہ استقلال شریفانہ جلال۔ پاکیزہ اخلاق۔ ستودہ صفات و اطوار کے موثر نمونے دکھاتے رہے ہیں۔ ازانجملہ گروہ صحابہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان صفات میں خاص ممتاز تھے جن کے قول و فعل اہل اسلام کے دلوں میں مقناطیسی اثر ڈالتے ہیں۔ ان مطالب کے حصول کے لئے میں نے حضرت خالدبن ولید مخزومی قرشی رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا ہے کہ جن کا نام سنتے ہی خون میں ایک مشہورانہ جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور سچائی۔ ایمانی طاقت۔ ایفائے وعدہ۔ تحفظ حقوق ایثار و ہمدردی۔ خدا پرستی۔ تقلید شرعی۔ رضا و تسلیم کی زبردست تحریک پیدا ہوتی ہے جن کی مسلمانوں کو سخت ضرورت ہے۔ علاوہ اس کے یہ مطلب بھی مد نظر ہے [illegible] کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ

خدمات کرتے رہے اور اس قسم کی اشاعت ان بزرگان دین کی قیمتی جانبازیوں کا شکریہ بھی ہے۔ جو قوم اور ملک کا فرض ہے۔

اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہر ایک قوم مختلف ذرائع سے ان اشخاص کی خدمات کا اعتراف کرتی رہی ہے۔ جو قوم اور ملک کیلئے مساعی جمیلہ دکھاتے رہے ہیں۔ چنانچہ قدیم یونانیوں نے اپنے قومی جان نثاروں کی عزت میں یہاں تک غلو کیا کہ ان کو الوہیت کے درجہ تک پہنچا دیا۔ یہی حال مصریوں اور ہندوؤں وغیرہ کا رہا ہے۔ زمانۂ متمدنہ میں گو معبود تو قرار نہ دیا گیا لیکن ایسے کارناموں کے نام اور دوامی یادگار کے لئے بہت کچھ اختراعات کئے گئے۔ یورپ میں استونوں اور عام نظرگاہوں میں سنگین بت نصب کئے جاتے ہیں۔ اور ہیرو کی کسی مشہور وصف کو تصویر میں دکھلایا جاتا ہے۔ جس کے دیکھتے ہی آنکھوں میں اس کے بہادرانہ افعال کا نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ اور اس طرح سے تاریخی واقعات خود بخود عوام کے یاد میں تازہ رہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ اعتراف اور قیام ذکر علمی۔ اخلاقی۔ مفید عام عمارات مثلاً مدارس۔ شفاخانجات۔ معابد وغیرہ کا تعمیر کرنا ہے جس میں مسلمان اپنی ترقی کے زمانہ میں بہت کچھ کر چکے ہیں ؎

قرطبہ جبل سمرقند و دمشق و بغداد
شوکت اسلام اُن سے برملا آتی ہے یاد

لیکن اس میں روپیہ کی ضرورت ہے اور فی زمانہ مسلمانوں سے یہ کام چلنا مشکل۔ تیسرا طریق اعتراف ایسے قومی خیرخواہوں کے حالات کو قلمبند کر کے سلک ہی میں شایع کرنا ہے۔ گو مسلمانوں کا تاریخی مذاق کسی سے کم نہیں اور انکی تاریخی خزانوں میں سب کچھ موجود ہے لیکن فرداً فرداً سوانحعمری کے لکھنے کا طریق جس طرح یوروپ میں مروج ہے مسلمانوں میں چند صدیوں سے قریباً مفقود ہے یوروپ میں تو ادھر کوئی مرا ادھر اس کی سوانح عمری جھٹ پٹ پبلک کے

الخالد

دیباچہ طبع اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الملک القدیم والمنان الکریم والرؤف الرحیم هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقه محمد ن الموصوف باوصاف انک لعلی خلق عظیم وعلی آله واصحابه المتحلین بحلل الایثار والرضاء والتسلیم

اما بعد نیازمند درگاہ الٰہی فقیر کرم الٰہی صوفی فیض نگوی التماس پرداز ہے کہ ہر ایک مآل اندیش اور مدبر گورنمنٹ اپنی ماتحت رعایا کو راستی و صداقت۔ تقید و اطاعت عفت و قناعت۔ صلاحیت و متانت کے صراط مستقیم پر رکھنا چاہتی ہے جو سیاست و تمدن کے بھاری اصول ہیں۔ چنانچہ ہماری گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ بھی ان اغراض کے لئے بذریعہ سررشتہ تعلیم و علمی انسٹیٹیوٹ و مفید کتب وغیرہ کوشش کر رہی ہے۔ مگر دیکھتے اور پڑھنے والے کے خیالات و عادات اخلاق و اطوار پر جس قدر اس کے اپنے قوم و مذہب کے کسی مشہور شخص کے افعال و اقوال کا پائدار اثر پڑ سکتا ہے۔ اس قدر دیگر مذاہب کے لوگوں کے حالات فائدہ بخش نہیں ہو سکتے مسلمانان ہند کی اخلاقی ترقی کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اصحاب تقدس مآب کی مفید زندگی کے کارنامے شایع کئے جائیں جو خاص مذہب اور قوم کے ایشین ہیرو